قُرآن کے بعد دُنیا کی
معتبر ترین کتاب سے
مُنتخب دِلچسپ واقعات
کا مجمُوعہ



صحیح بُخاری شریف کے
مُنتخب واقعات

جمع و تدوین: الشیخ ابُو یاسر

نظرِ ثانی: مولانا عبد الغفار محمدی حفظہ اللہ

قرآن کے بعد دُنیا کی معتبر ترین
کتاب سے مُنتخب دِلچسپ
واقعات کا مجموعہ

صحیح بخاری شریف کے

منتخب واقعات



جمع و تدوین
الشیخ ابو یاسر

نظرِ ثانی
مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
7321865

نام کتاب

صحیح بخاری شریف کے منتخب واقعات

جمع و تدوین : الشیخ ابو یاسر
نظر ثانی : مولانا عبد الغفار محمدی حفظہ اللہ
کمپوزنگ : عبد القدوس
تاریخ اشاعت : جنوری ۲۰۰۷ء
مطبع : ایس ٹی این پرنٹرز لاہور
ناشر : نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 7321865
E-Mail: nomania2000@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست

اللہ عظیم و برتر ہے

رحمت الٰہی بے بہا اور بہت وسیع ہے

جنت کے نظارے و دوزخ کی رسوائیاں

سیرت النبی ﷺ کے بے مثال پہلو

اللہ کے نبی ﷺ بشر تھے......!

آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے درخشاں پہلو

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور حسن کا تذکرہ

آپ ﷺ کی پیش گوئیاں

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہوگئی

معجزات

غیر مسلموں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تصدیق

فضائل النبی ﷺ

آپ ﷺ پوری امت سے شفقت کرتے تھے

نبی ﷺ کے انصاف کے چند نمونے

آپ ﷺ کی سخاوت کے نمونے

آپ ﷺ کی بہادری بے مثال تھی

آپ ﷺ کی عبادت بے مثال تھی

آپ ﷺ صبر کا مظاہرہ کیا کرتے تھے

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی معاشی تنگی کا بیان

دعا کی قبولیت

آپ ﷺ زندگی میں سادگی اپناتے تھے

آپ ﷺ اپنے دشمنوں کو معافی دے دیا کرتے تھے

اصلاح معاشرہ کی کوشش

تذکرہ وفات النبی ﷺ

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

اتباع نبوی ﷺ

فضائل اعمال

نیک اعمال

برے اور ممنوع کام

فضائل اذکار

اسلام کی آسانیاں اور خوبیاں

فضائل مومن

فضائل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

فضائل حرمین

فضائل قرآن

قرآن پڑھنے کے آداب

آیات اور سورتوں کے فضائل

فضائل انبیاء

ارکان اسلام

اہمیت نماز

بدعات

تربیت اولاد اہم فریضہ ہے

برالوالدین

حبِ رسول ﷺ

اللہ کے چند نافرمان

قیامت کب آئے گی؟

عورتوں کے مسائل

حلال وحرام

اللہ عظیم و برتر ہے

کائنات کو پیدا کرنے والا اور چلانے والا اللہ ہے:

① ﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

"اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین میں موجود تمام چیزیں پیدا کیں پھر آسمان کی طرف بلند ہوگیا اور سات آسمان ہموار بنائے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

② ﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ (البقرۃ)

③ ﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

"کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آسمان اور زمین کا ملک اللہ کا ہے اور تمہارے لیے اللہ کے علاوہ کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔"

آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے:

④ ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہمیشہ زندہ اور (دنیا کائنات کا نظام) سنبھالنے والا ہے نہ وہ اونگھتا ہے اور نہ ہی سوتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ اسی کا ہے اس

کے حکم کے بغیر کون ہے جو اس کے آگے سفارش کر سکے ان (لوگوں) سے پہلے اور بعد کی تمام چیزیں وہ جانتا ہے وہ اللہ کے علم میں سے وہی کچھ جانتے ہیں جس قدر وہ چاہتا ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے زمین و آسمان کا سنبھالنا اسے تھکاتا نہیں ہے اور وہ بلند عظمت والا ہے۔"

۵ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝﴾ (آل عمران)

"(اے محمد ﷺ) کہو اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے تو ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

وہ سب کچھ جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے:

۱ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ﴾ (آل عمران)

"کوئی چیز آسمان میں ہو یا زمین میں اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔"

۲ ﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (آل عمران)

"آپ کہہ دیں اگر تم کوئی بات اپنے سینوں میں چھپا لو یا اسے ظاہر کر دو اسے اللہ جانتا ہے اور وہ آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

اللہ کے سامنے فرشتے، نبی اور ولی سب بے بس ہیں:

① ﴿ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ۝ ﴾ (النجم: ۲٦)

’’آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں ان کی سفارش کوئی نفع نہیں دے سکتی مگر اللہ کی اجازت کے بغیر جس کے لیے وہ چاہے گا اور پسند کرے گا۔‘‘

② ﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَ لَآ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ ﴾ (الجن: ۲۰ تا ۲۲)

’’کہہ دیں میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، آپ ﷺ کہہ دیں میں تمہارے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں آپ ﷺ کہہ دیں کہ (اگر مجھے اللہ پکڑے تو) مجھے ہرگز کوئی نہیں بچا سکتا اور میں اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا۔‘‘

③ ﴿ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ ﴾

(الحاقۃ: ٤٤-٤٧)

’’اگر یہ (رسول) ہم پر کوئی بات اپنی طرف سے بنا لیتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی بھی مجھ کو اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔‘‘

الغرض قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت عظمت اور بہت بڑائی بیان کی گئی اور اللہ کے سوا تمام مخلوق کو پست و بے بس ثابت کیا گیا ہے اللہ کے نبی اللہ سے دعا کرتے نظر آتے ہیں اگر کسی نبی سے کوئی ایسا کام ہو گیا تو نبوت کی شان کے لائق نہیں تھا تو انھوں نے اللہ سے ہی معافی مانگی، مثلاً آدم، نوح، وغیرہ کی دعائیں قرآن میں موجود ہیں۔

اس لیے ہمیں ہر چیز سے اللہ کو برتر سمجھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو کسی نبی یا ولی کے سامنے بے بس ثابت کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

کیا نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا؟

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا امی جان! یہ تو بتاؤ کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«لَقَدْ كَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ»

''تیری بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔''

تین چیزیں ایسی ہیں جو ان میں سے ایک کہے گا تو وہ جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو گا۔

① جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا اس نے جھوٹ بولا پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ (الانعام:۱۰۳)

''اس کو کوئی آنکھ نہیں پا سکتی اور وہ سب نگاہوں کو پا سکتا ہے اور وہی باریک بین خبر رکھنے والا ہے۔''

﴿وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ﴾

''ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے گفتگو کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے بے شک وہ بلند و حکمت والا ہے۔'' (الشوریٰ:۵۱)

② اور جو شخص کہے کہ محمد ﷺ کل کی باتیں جانتے ہیں تو وہ بھی جھوٹ بولتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ (لقمان:۳۴)

''کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا۔''

③ جو تجھے بیان کرے کہ محمد ﷺ نے دین سے کچھ چھپا لیا تھا تو وہ بھی جھوٹ بولتا ہے، پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدہ:٦٧)

''اے رسول جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے (من وعن) پہنچا دیں اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو آپ ﷺ نے (اللہ کا دین) نہ پہنچایا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:﴿ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴾ سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرایل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دوبار دیکھا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے وہ فرماتے ہیں:

« اَنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِأَةِ جَنَاحٍ »

''نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا ان کے چھ سو پر تھے۔''

(التفسير، سورة النجم، باب: ٤٨٥٥)

اللہ تعالیٰ کافر کو منہ کے بل چلائے گا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! (اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:)

﴿ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ﴾

(بنی اسرائیل: ۹۷)

''ہم قیامت کے دن ان (کفار) کو ان کے چہروں کے بل چلتے ہوئے اندھے گونگے اور بہرے بنا کر اٹھائیں گے۔''(وہ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟)

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلَيْسَ الَّذِىْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِى الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ »

''کیا جس ذات نے دنیا میں انسان کو دو پاؤں پر چلایا کیا وہ قیامت کے دن چہرے پر نہیں چلا سکتا؟'' (الرقاق، باب الحشر: ٦٥٢٣)

بیماری اللہ کے حکم سے لگتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

«لَا عَدْوٰی وَ لَا صَفَرَ وَ لَا هَامَةَ»

"ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ ہی صفر (نامی بیماری ہے یا صفر کے مہینے کی نحوست کا وجود ہے) اور نہ ہی ہامہ (مقتول کی روح کی کھوپڑی پرندہ بن جانے کا وجود ہے)

ایک اعرابی نے سوال کیا یا رسول اللہ! پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہرن کی طرح چاق و چوبند اونٹوں میں جب خارش زدہ اونٹ آ جاتا ہے تو وہ ان کو بھی خارش زدہ کر دیتا ہے؟

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ان کو تو خارش زدہ اونٹ نے بیماری لگائی تھی تو) پہلے اونٹ کو کس نے بیماری لگائی تھی (یعنی جس طرح پہلے اونٹ کو اللہ نے بیماری لگائی تھی اس طرح دوسروں کو بھی اللہ نے لگائی تھی۔) (الطب، باب لا صفر و هوداء...... ۵۷۱۷)

قسم کے لائق اللہ کی ذات ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِ كُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ»

"تم اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھایا کرو تم میں سے جو شخص قسم اٹھانا چاہے تو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے۔" (التوحید، باب السوال باسماء الله...... ۷۴۰۱)

قیامت میں ابراہیم علیہ السلام کا والد جہنم میں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے والد آزر سے ملیں گے اور آزر کے منہ پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے:

«اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِیْ»

"میں نے (دنیا میں) تم سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟"

تو ان کا باپ کہے گا کہ "آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا (مجھے اللہ کے عذاب سے بچالو)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے

«یَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنَ

اَبِیْ الْاَبْعَدِ»

”اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن ذلیل نہ کرے گا تو اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی کہ میرا باپ (ذلیل اور) تیری رحمت سے دور ہوگیا؟“

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

«اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ»

”میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے۔“

پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! دیکھو تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے کہ ایک بجو ہے جو نجاست سے لتھڑا ہوا ہے، پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (یعنی ان کے باپ کو بجو بنا دیا جائے گا)

(احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ...... ۳۳۵۰)

تشہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ پر سلام بھیجتے تھے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو (قعدہ میں) یہ پڑھا کرتے تھے «السلام علی اللہ السلام علی جبریل ......الخ» کہ اللہ پر سلام، جبریل پر سلام، میکائیل پر سلام اور فلاں پر سلام اور فلاں پر سلام تو (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ» اللہ تو خود ہی سلامتی والا ہے تو اس پر سلام بھیجنے کی کیا ضرورت؟ اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کہے: «اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ......»

تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل ہوں) ہم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام۔ جس وقت تم یہ کلمات کہہ دو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں

«اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ»

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ (الاذان، باب التشھد فی الاخرۃ: ۸۳۱)

بارش ستارے نہیں اللہ برساتا ہے:

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں بارش کے بعد (جو رات کے وقت ہوئی تھی) صبح کی نماز پڑھائی پھر جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار عزوجل نے کیا فرمایا ہے؟ وہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے کچھ لوگ مومن بنے اور کچھ کافر تو جن لوگوں نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو ایسے لوگ میرے اوپر ایمان لائے اور ستاروں (وغیرہ) کا انکار کیا اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے سبب سے بارش ہوئی تو وہ میرے منکر ہوئے اور ستاروں پر ایمان لائے۔

(المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ:٤١٤٧)

نبی ﷺ سورج گرہن ہونے پر گھبرا گئے اور لمبی نماز پڑھی:

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) سورج گرہن ہوا تو نبی ﷺ خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں قیامت نہ آ جائے۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور بڑے لمبے قیام اور رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز پڑھائی۔ اس قدر طویل نماز پڑھتے میں نے کبھی آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«هٰذِهِ الْاٰيَاتِ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ لَا لِحَيَاتِهٖ وَ لٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ»

"یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ عزوجل اپنے بندوں کو ڈرانے کے لیے بھیجتا ہے۔ نہ کسی کی موت کے سبب ایسا ہوتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کے سبب بلکہ اس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے لہذا جب تم سورج گرہن دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف اور اس سے دعا مانگنے اور اس سے استغفار کرنے کی طرف گھبرا کر آ جاؤ۔ (الکسوف، باب الذکر فی الکسوف:١٠٥٩)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز کسوف میں قرأت بلند آواز سے فرمائی، پھر جب آپ ﷺ اپنی قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) گرہن کی نماز میں آپ ﷺ نے قرأت بار بار کی۔ غرض

کی۔غرض اس نماز میں دو رکعتوں کے اندر چار رکوع اور چار سجدے کیے۔
(الکسوف، باب الجہر بالقراءۃ فی الکسوف:١٠٦٥)

کسی کو یقین سے جنتی نہ کہا جائے:

ام العلاء انصاری خاتون (بیان کرتی ہیں جنہوں) نے نبی ﷺ سے (اسلام پر) بیعت کی تھی کہ مہاجرین کا (انصار کے ساتھ بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے) قرعہ ڈالا گیا تو ہمارے حصے میں سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تو ہم انہیں اپنے گھر میں لے گئے، پھر وہ اس مرض میں مبتلا ہوگئے جس میں انہوں نے وفات پائی جب ان کی وفات ہوگئی اور ان کو غسل دیا جا چکا اور ان کے کپڑوں میں انہیں کفن دے دیا گیا تھا ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا

«رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ اَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِيۡ عَلَيۡكَ لَقَدۡ اَكۡرَمَكَ اللّٰهُ»

''اے ابو سائب! تم پر اللہ کی رحمت ہو، میری گواہی تمہارے حق میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت سے سرفراز کردیا ہوگا۔''

تو نبی ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے انہیں عزت سے سرفراز کردیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میرے باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں (میں نے یہ اس سبب سے کہا کہ) اگر اللہ تعالیٰ انہیں سرفراز نہ فرمائے گا تو (پھر) وہ کون ہوگا جسے اللہ سرفراز کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک انہیں (اچھی حالت میں) موت آئی ہے اور میں بھی ان کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں (لیکن یقین سے میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے انہیں معاف کردیا ہے) پھر فرمایا:

«وَ مَا اَدۡرِيۡ وَاللّٰهِ وَ اَنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ مَا يُفۡعَلُ بِهٖ»

اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ ام العلاء فرماتی ہیں کہ اس کے بعد پھر میں کسی کی پاکیزگی کی شہادت نہیں دوں گی، حضرت ام العلاء فرماتی ہیں کہ مجھے اس بات پر بہت غم لاحق ہوا پھر میں سوئی تو خواب میں میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جاری چشمہ دیکھا میں نے اس خواب کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (چشمے سے مراد) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

(مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ و اصحابہ المدینۃ:٣٩٢٩)

جنگ خندق میں فرشتے بھی شامل تھے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خندق کے دن (جنگ سے) لوٹے اور اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے) فرمانے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کدھر (جانا ہے؟) جبرئیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس طرف ۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ پھر (اسی وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف چل دیئے۔ (جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو) انھوں نے حضرت سعد کے فیصلے پر رضا مندی کا اظہار کر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لڑائی کے قابل جوانوں کو قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔

(المغازی۔ باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... رقم: ۴۱۲۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی لشکر میں بھیجا اور ہم سے فرمایا اگر تم قریش کے فلاں فلاں (دو آدمیوں) کو پالو تو انہیں آگ میں جلا دینا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم سفر پر روانہ ہونے لگے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رخصت ہونے کو آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں شخص کو آگ میں جلا دینا۔ (لیکن اب ایسا نہیں کرنا)

«اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا»

”مگر آگ سے تو اللہ ہی عذاب کرتا ہے۔ لہذا اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو انہیں قتل کر دینا۔“

(الجهاد۔ باب التودیع...... رقم: ۲۹۵۴)

عبداللہ بن ابی جہنمی بنا، اسے سفارش نبوی کام نہ آئی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی (منافق) جب مر گیا تو اسکا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا کرتا دیجئے (میں اس میں اسے کفن دونگا) اور

آپ ﷺ اس کا جنازہ بھی پڑھانا اور اس کے لیے استغفار بھی کرنا آپ ﷺ نے اپنا کرتا اس کو دے دیا اور فرمایا: (جب جنازہ تیار ہو جائے تو) مجھے اطلاع دینا میں اس کی نماز پڑھا دوں گا اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی جب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کی کہ کیا منافقوں پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ...... الخ﴾ (سورة توبه: ٨٠)

"آپ ﷺ ان (منافقوں کے لیے) دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں (یہ ان کے حق میں برابر ہے اور) اگر آپ ﷺ ستر (۷۰) مرتبہ بھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔"

آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾
(التوبة: ٨٤)

"یعنی ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کا جنازہ ہرگز نہ پڑھائیں۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس اس کے بعد تشریف لائے جب کہ وہ قبر میں دفن کر دیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے اس کو نکالا اور اپنا لعاب اس کے منہ میں ڈال دیا اور اپنا کرتا اسے پہنا دیا۔ (التفسير، سورة التوبة، باب ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ :٤٦٧٢)

آپ ﷺ کا نواسہ فوت ہو گیا آپ اللہ کی رضا پر راضی ہو گئے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا لڑکا حالت نزع میں ہے آپ تشریف لائیں لیکن آپ ﷺ تشریف نہ لے گئے بلکہ آپ ﷺ نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ انھیں میری جانب سے سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ (میں آ کر کیا کروں گا) جو اللہ تعالیٰ نے دے دیا اور جو لے لیا سب اسی کا ہے اور ہر چیز اس کے یہاں ایک مدت معین تک قائم ہے۔ انھیں صبر کرنا چاہیے لیکن دوبارہ انہوں نے آپ ﷺ

کے پاس پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو قسم دلائی کہ وہاں ضرور تشریف لائیں تب آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور چند صحابہ بھی تھے۔ (جب وہاں آپ ﷺ پہنچے) تو وہ صاحبزادہ رسول اللہ! کے پاس اٹھا کر لایا گیا اور (اس وقت اس کا آخری وقت تھا) اس کی جان تڑپ رہی تھی (ابوعثمان راوی) فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ (سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے) کہا تھا کہ وہ اس طرح تڑپ رہا تھا گویا کہ مشک (لڑھکتی ہو) آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو سے بھر آئیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءِ»

"یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔"

(الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه...... ۱۲۸٤)

آپ ﷺ اپنی بیٹی کی قبر پر روئے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازے کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو دیکھا کہ آنسو بہا رہی تھیں پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب قبر تیار ہو گئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے رات کو جماع نہ کیا ہو۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم (قبر میں) اترو۔ چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

(الجنائز باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببعض...... ۱۲۸۵)

حضرت جعفر اور زید بن حارثہ کی شہادت پر آپ ﷺ روئے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ کے پاس حضرت زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر رنج کا اثر نمایاں تھا اور میں یہ سارا منظر دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی مستورات اور ان کے رونے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اسے

حکم دیا کہ وہ جا کر انہیں منع کرے۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے منع کیا۔ وہ دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ وہ بات نہیں مانتیں تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں جا کر منع کر دو۔ وہ گیا اور منع کیا۔ پھر تیسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ وہ مجھ پر غالب آ گئیں، میرا کہا نہیں مانتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا کر ان کے منہ میں خاک ڈال دے۔ میں نے کہا: «اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ» اللہ تیرا ناک خاک آلود کرے۔ نہ تو تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کر سکتا ہے اور نہ ہی تو آپ کی جان چھوڑتا ہے۔ (الجنائز، باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن: ۱۲۹۹)

آپ ﷺ کے بیٹے کا انتقال اور اللہ کی رضا پر رضامندی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو یوسف لوہار کے ہاں گئے اور وہ (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی باپ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور انہیں بوسہ دیا اور ان کے اوپر منہ مبارک رکھا پھر اس کے بعد ابو یوسف کے ہاں گئے اور سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ بھی (روتے ہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف یہ رونا تو ایک رحمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَ لَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا اِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ»

"آنکھیں رو رہی ہیں اور دل رنجیدہ ہے لیکن ہم زبان سے وہ بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے بڑے غمگین ہیں۔"

(الجنائز، باب قول النبی ﷺ اِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ: ۱۳۰۳)

کوشش کے باوجود ابو طالب کی موت کفر پر:

سیدنا مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اس کے پاس ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ پہلے ہی سے موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب سے فرمایا:

« اَیْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ »

''اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ دو۔ میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں اس کی گواہی دوں گا۔''

ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کے طریقے سے پھرے جاتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ متواتر کلمہ شہادت کی ان کو دعوت دیتے رہے اور وہ دونوں بھی وہی بات کہتے رہے۔ حتی کہ ابوطالب نے سب سے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ اس نے کہا « هُوَ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ » کہ وہ عبدالمطلب کے طریقے پر مر رہا ہے۔ اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا (پھر وہ مر گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا جان! اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھ کو اس سے ممانعت نہ کی جائے گی۔ (چنانچہ آپ ﷺ استغفار کرنے لگے) جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝﴾

(سورة توبه: ۱۱۳)

''پیغمبر اور ایمان والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس کے بعد کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں۔''

نبی ﷺ مختار کل نہیں ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝﴾ (الشعراء: ۲۱٤)

''اور اپنے قریب کے عزیز، رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔''

تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے گروہ قریش (یا کوئی اسی قسم کا اور لفظ فرمایا)

« اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا »

''تم اپنی جانوں کو بچالو میں اللہ کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔''

اے بنی عبد مناف میں تمہیں اللہ کے (عذاب سے) نہیں بچا سکتا اور اے صفیہ! رسول اللہ ﷺ

کی پھوپھی! میں تمہیں اللہ (کے عذاب) سے نہیں بچا سکتا۔

« يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا »

''اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی تم مجھ سے میرا مال جس قدر چاہو لے لو مگر میں اللہ (کے عذاب) سے تمہیں بھی نہیں بچا سکتا۔''

(التفسير، باب ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ......﴾، رقم:٤٧٧١)

نبی ﷺ سوئے رہے اور سورج نکل آیا:

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ کاش آپ ﷺ ہمیں آرام کرنے دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم نماز (فجر) سے (غافل ہوکر) سوتے نہ رہو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تم سب کو جگا دوں گا۔ لہذا سب لوگ لیٹ گئے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ اپنی اونٹنی سے لگا کر بیٹھ گئے مگر ان پر بھی نیند غالب آ گئی اور وہ بھی سو گئے۔ نبی ﷺ ایسے وقت بیدار ہوئے کہ جب سورج نکل چکا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! تمہارا کہنا کہاں گیا؟ انہوں نے عرض کی کہ جیسی نیند آج آئی ہے ویسی نیند کبھی بھی مجھے نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (سچ ہے) اللہ نے تمہاری جانوں کو جس وقت چاہا قبض کر لیا اور جس وقت چاہا واپس کر دیا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! اٹھو اور نماز کے لیے اذان کہو۔ پھر آپ نے وضو فرمایا اور جب سورج بلند ہوگیا اور سفید ہوگیا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

(مواقيت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت :٥٩٥)

عذاب الٰہی کی مختلف صورتیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر اللہ نے کہ فرمایا:

﴿ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ ﴾ یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب برپا کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں تیرے چہرے کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر اللہ نے فرمایا:

﴿ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ﴾ (الانعام: ٦٥)

''یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو لڑا دے اور تمہارے ایک دوسرے کی لڑائی چکھاوے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پہلے عذابوں سے ہلکا یا فرمایا کہ یہ عذاب آسان ہے۔

(التوحید، باب قول اللہ ﴿ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ......٧٤٠٦)

جنات آسمان کی خبریں چرا لیتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں حکم صادر فرماتا ہے تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں، جیسے زنجیر صاف پتھر پر لگے تو آواز آتی ہے۔ (اس طرح کی آواز پیدا ہوتی ہے) جب ان فرشتوں کے دلوں سے خوف کی حالت جاتی رہتی ہے تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے کہ پروردگار نے کیا حکم فرمایا؟ دوسرا کہتا ہے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے اور وہ بڑا بلند و برتر ہے۔ فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے (شیطان) بھی سن لیتے ہیں اور وہ (زمین سے آسمان تک) اوپر تلے ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آگ کا شعلہ سب سے اوپر والے شیطان کو لگ جاتا ہے اور اسے اس سے پہلے جلا دیتا ہے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بات پہنچائے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے کو بات پہنچا دیتا ہے۔ (وہ اس سے نیچے والے کو) اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں پھر وہ بات جادوگر تک پہنچا دی جاتی ہے پھر وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی بات اس کی سچ نکلتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو اس نجومی نے ہمیں فلاں دن یہ یہ بات بتائی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہو گیا ہے اس کی بات سچ نکلی اور یہ (سچی بات) وہ ہوتی ہے جو (براہ راست) آسمان سے چرائی گئی تھی۔

(التفسیر، سورۃ الحجر، باب قولہ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ......٤٧٠١)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک جب آسمان میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے عاجزی سے پھڑ پھڑانے لگتے ہیں اس کی آواز اس طرح ہوتی ہے جس طرح صاف پتھر پر زنجیر کو مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے:

﴿ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ ﴾

”جب ان کی گھبراہٹ چلی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے حق فرمایا ہے وہ بلند اور بڑا ہے۔“
اللہ کے اس حکم کو شیاطین سن لیتے ہیں وہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے ہوتے ہیں جو بات شیطان سن لیتا ہے وہ بات اپنے سے نیچے والے کو پہنچاتا ہے پھر دوسرا تیسرے کو پہنچاتا ہے حتی کہ آخری شیطان کاہن اور جادوگر کو بتا دیتا ہے بعض اوقات بات نیچے پہنچانے سے پہلے شعلہ آ کر شیطان کو بھسم کر دیتا ہے بعض اوقات بات نیچے پہنچا دی جاتی ہے (شعلہ بعد میں آتا ہے) پھر اس سچی بات میں سو جھوٹ ملا کر بیان کی جاتی ہے (جب آسمان والی بات سچی ہو جاتی ہے) تو کہا جاتا ہے کہ دیکھو یار! فلاں دن (جادوگر یا کاہن وغیرہ نے) فلاں بات کہی تھی وہ آج سچی ہو گئی اب اس ایک بات کی وجہ سے دوسری جھوٹی باتوں کی بھی تصدیق کر لی جاتی ہے۔ (التفسیر، سورۃ سباء، باب حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ...... ۴۸۰۰)

آپ ﷺ نے شہد کو حرام کر دیا اللہ نے قرآن اتار دیا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا اور آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیویوں کے پاس جاتے تھے اور ان میں سے کسی سے بوس و کنار بھی کرتے تھے (ایک دن) ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے رہے۔ (اس سے) مجھے غیرت آئی اور میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی عورت نے شہد کا ایک ڈبہ بطور تحفہ بھیجا تھا۔ انہوں نے وہ شہد آپ ﷺ کو پلایا (اس وجہ سے دیر ہو گئی) میں نے کہا واللہ! میں تو کوئی حیلہ کروں گی۔ میں نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب نبی ﷺ تمہارے پاس آئیں تو تم کہنا کہ شاید آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے، نبی ﷺ انکار کریں گے لیکن پھر تو یہ کہنا کہ یہ بدبو آپ ﷺ کے منہ سے مجھے کیسی آتی ہے؟ جب وہ تجھ سے کہیں گے کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے تو تم کہنا کہ شاید اس (شہد) کی مکھیوں نے درخت عرفط کا رس چوسا ہوگا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ! تم بھی یہی کہنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (آ کر) دروازے پر کھڑے ہی ہوئے تھے کہ میں نے تیرے خوف کے باعث اس بات کے کہنے کا جو تو نے مجھ سے کہی تھی ارادہ کر لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سودہ کے قریب پہنچے اس نے آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، وہ بولیں پھر آپ کے منہ سے بدبو کیسی آتی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے

حفصہ رضی اللہ عنہا نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ وہ بولیں شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس آئے تو میں نے بھی آپ ﷺ سے یہی کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا اور جب آپ حفصہ کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کے پینے کے لیے شہد لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے شہد کی حاجت نہیں۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ سودہ نے کہا کہ واللہ! ہم نے رسول اللہ کو شہد پینے سے محروم کر دیا ہے۔ میں نے کہا ارے چپ رہو (کہیں رسول اللہ کو خبر نہ ہو جائے) (الطلاق، باب لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ ...... ۵۲۶۸)

عائشہ اور نبی ﷺ دونوں بیک وقت سر درد میں مبتلا ہو گئے:

حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ ایک دن سر درد کی وجہ سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا "ہائے میرا سر پھٹا جاتا ہے"۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا (غم نہ کرو اگر میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو گیا تو میں تمہارے لیے دعا اور استغفار کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے میں مر جاؤں۔ اللہ کی قسم! میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ ﷺ میرا مرنا ہی پسند کرتے ہیں اگر میں مر جاؤں گی تو آپ اسی دن شام کو اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ رات گزاریں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ بات ہرگز نہیں بلکہ میں دردِ سر میں (خود مبتلا) ہوں اور چاہتا ہوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کے پاس کسی کو بھیج کر (ان کو بلا لیں اور خلافت کی) وصیت کر دوں تاکہ بعد میں کوئی کچھ نہ کہہ سکے اور نہ کوئی (خلافت کی) آرزو کر سکے (مگر) پھر میں نے دل میں کہا

«يَأْبَى اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ»

"اللہ خود (کسی دوسرے کی خلافت) منظور نہیں کرے گا اور نہ ہی مسلمان قبول کریں گے" (المرضی، باب ما رخص للمريض ان يقول انى وجع ...... ۵۶۶۶)

گرہن کی نماز کے بعد خطبہ:

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج گرہن ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور (جلدی میں) اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ سورج

ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ الشَّمْس وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ اِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ »

سورج اور چاند کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے تم جب یہ کیفیت دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔ حتی کہ سورج صاف ہو جائے۔

ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ »

لیکن سورج چاند کے گرہن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا، جس دن کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام (فرزند رسول اللہ ﷺ) کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے سبب سے سورج گرہن ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند نہ کسی کے مرنے سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے لہٰذا جب تم (گرہن کو) دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں (ایک مرتبہ) سورج گرہن ہو گیا آپ ﷺ نے (نماز پڑھاتے ہوئے) بہت طویل قیام کیا۔ پھر رکوع کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا (پھر رکوع کے بعد) قیام کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا اس کے بعد نماز مکمل کی اور اس وقت تک سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد دیا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا:

« اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ لَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَ كَبِّرُوْا وَ صَلُّوْا وَ تَصَدَّقُوْا »

سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، نہ کسی کے مرنے سے گرہن میں آتے ہیں

اور نہ کسی کی زندگی سے۔ اس لیے تم جب گرہن لگا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے امت محمد! اللہ کی قسم! اللہ سے زیادہ کوئی اس بات کی غیرت نہیں رکھتا کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد ﷺ!

«وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا»

"اللہ کی قسم اگر تم لوگ ان باتوں کو جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہیں ہنسی بہت کم اور رونا بہت زیادہ آئے۔" (الكسوف: ١٠٤٠، ١٠٥٩، ١٠٤٣، ١٠٤٤)

آپ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک یہودیہ کوئی سوال کرنے آئی اور اس نے (بطور دعا کے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا کہ اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب کیا جاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے فرمایا: ہاں! پھر (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) گرہن والی حدیث ذکر کی اور آخر میں کہا کہ (رسول اللہ ﷺ نے) لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔ (الكسوف، باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف: ١٠٤٩)

رحمت الٰہی بے بہا اور بہت وسیع ہے

لوگوں کو معاف کرنے والے ایک گناہ گار کو معاف فرما دیا:

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، پہلے زمانہ کے ایک شخص کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا میت سے پوچھا گیا:

«هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ»

کیا تو نے زندگی بھر کوئی نیک عمل بھی کیا تھا ؟

اس نے کہا کہ مجھے تو اپنا کوئی نیک عمل نظر نہیں آتا۔ اسے کہا گیا، سوچ لے۔ چنانچہ اس نے سوچ کر کہا کہ مجھے اور تو کوئی نیکی نظر نہیں آرہی البتہ یہ ہے کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میں اپنی رقم کا مطالبہ کرتا (اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو) اگر وہ شخص مالدار ہوتا تھا تو اسے مہلت دے دیا کرتا تھا اور اگر وہ غریب ہوتا تھا تو اسے معاف کر دیا کرتا تھا: «فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ» (اللہ نے فرمایا تو بندہ ہو کر معاف کرتا رہا تو میں رب ہو کر تجھے معاف کیوں نہ کردوں) پھر اللہ نے اسے معافی دے کر جنت میں داخل کر دیا۔" (احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل: ٣٤٥١)

آگ میں جلانے کا حکم دے دیا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء والمرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص بیمار تھا جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو بہت سی لکڑیاں اکٹھی کر کے مجھے آگ میں جلا دینا جب میری ہڈیاں بھی جل جائیں تو انھیں پیس لینا پھر جس دن تیز ہوا چلے تو میرے جسم کی راکھ کو دریا میں بہا دینا۔

اس کی وصیت کے مطابق اس کے ورثاء نے ایسا ہی کیا لیکن رب العالمین نے اس کی راکھ کو جمع کر کے اسے انسان بنا کر کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ تو نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ تو اس نے کہا اللہ میں نے یہ سب کچھ تیرے خوف سے کیا (کہ کہیں میں تیرے غضب میں نہ آجاؤں) «فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ» اللہ پاک نے

اسے معاف فرما دیا۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

(احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل: ٣٤٥٢)

سو انسانوں کا قاتل بخش دیا گیا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے (٩٩) قتل (ناجائز) کر رکھے تھے (ایک دن اسے اللہ کا خوف آیا تو) وہ گھر سے نکلا اور راہب (عیسائی عابد) کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے اس نے کہا (تو اتنا بڑا مجرم تیرے لیے معافی کہاں؟ اس نے اسے بھی قتل کر ڈالا (کہ معافی تو ہے نہیں تو پھر اسے قتل کر کے سو قتل پورے نہ کر دوں لیکن اس کے دل میں پھر خوف الٰہی آیا اور) اس نے پوچھنا شروع کر دیا (کہ کوئی شخص ہے جو مجھے توبہ کی کوئی صورت بتا دے؟)

ایک شخص نے اسے کہا کہ تو فلاں بستی میں چلا جا (اور وہاں اللہ کے نیک بندے موجود ہیں ان میں جا کر عبادت گزاری کر اور معافی مانگ تجھے اللہ کریم معاف فرما دیں گے) وہ اس بستی کی طرف چلا اور راستے میں اسے موت آگئی (اس کے دل میں توبہ کا جو جذبہ تھا اس کے تحت) وہ اپنے سینے کے بل آگے کو گھسٹنے لگا جب مر گیا تو اس کے پاس رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا (رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کی نیت سے جا رہا تھا اس لیے اسے جنت میں لے جائیں گے لیکن عذاب کے فرشتوں نے کہا اس کی پوری زندگی بدعملیوں سے بھری ہوئی ہے اسے جنت کیسے مل سکتی ہے لیکن) رب کریم و رحیم نے گناہوں والی بستی کو حکم دیا کہ تو کچھ دور ہو جا اور توبہ والی بستی سے فرمایا کہ تو قریب ہو جا پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپو:

«فَوُجِدَ لَهُ إِلَى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ»

''جب فاصلے کی پیمائش کی گئی تو وہ توبہ والی بستی کے ایک بالشت بھر قریب تھا تو اسے تمام گناہ بخش دیے گئے۔'' (احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ٣٤٧٠)

اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ فِي مِأَةِ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ جُزْءً وَّ اَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءً وَّاحِدًا »

''کہ اللہ پاک نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ دنیا میں اتار دیا اسی ایک حصہ رحمت کے باعث مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ ایک جانور اپنے بچے کو تکلیف سے بچانے کے لیے اپنا پاؤں بچے کے اوپر سے ہٹا لیتا ہے (یہ بھی رحمت کے ایک حصے کی برکت سے ہے۔)

الادب ، باب جعل الله الرحمة فی ٦٠٠٠

ایک روایت میں ہے کہ اگر کافر کو اللہ کی وسیع رحمت کا علم ہو جائے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو اس طرح اگر مومن کو اللہ کے بڑے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

(الرقاق، باب الرجاء مع الخوف: ٦٤٦٩)

اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحمت کرنا کسی اور پر نہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے ایک اعرابی نے نماز میں یوں دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَ لَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا »

''اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما کسی اور پر ہمارے ساتھ رحم نہ کرنا۔''

جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اعرابی سے فرمایا:

« لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا...... »

''تو نے اللہ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا؟'' (الادب، باب رحمة الناس والبهائم: ٦٠١٠)

اللہ تعالیٰ بہت صبر والا ہے:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید ولد آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَيْسَ اَحَدٌ اَوْ لَيْسَ شَيْءٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهٗ وَلَدًا وَ اِنَّهٗ لَيُعَافِيْهِمْ وَ يَرْزُقُهُمْ »

''دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو تکلیف کی باتیں سنے اور وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرسکتا ہو۔'' دیکھو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔(اتنی بڑی گستاخی کے بعد بھی) اللہ تعالیٰ انھیں تندرستی اور رزق عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔(الادب باب الصبر فی الاذی و قول الله اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ......۶۰۹۹)

اللہ رات کے آخری حصے میں آواز لگاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات جب تیسرا حصہ رات کا باقی ہوتا ہے تو آواز لگاتا ہے:

«مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْئَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ وَ مَنْ يَّسْتَغْفِرُ نِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ»

''کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشوں کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں اور کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی بخشش چاہے اور میں اسے بخش دوں؟'' (الدعوات، باب الدعا نصف اللیل، رقم:۶۳۲۱)

اللہ تعالیٰ سے اصرار کے ساتھ دعا کی جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمۃ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ»

''جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو پختہ طریقے سے دعا مانگے یہ نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے فلاں چیز دے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا ماتحت نہیں ہے (کہ وہ کسی اور کے کہنے پر دے گا)'' بخاری، کتاب الدعوات ،باب لیعزم المسئلة،رقم:۶۳۳۸

اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرنے پر بھی نیکی دیتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ (نے فرشتوں سے) فرما دیا ہے کہ میرا بندہ جب برائی کا ارادہ کرے لیکن کر نہ سکے تو اس کی برائی نہ لکھو اگر برائی کا ارتکاب کر لے تب ایک ہی برائی لکھو اگر وہ برائی کو میری رضا کے لیے ترک کردے تب بھی نیکی لکھو اور جب نیکی کا

ارادہ کرے لیکن کر نہ سکے تو اسے ایک نیکی لکھوا گر نیکی کر لے تو اسے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھو۔

بخاری، کتاب الرد علی الجہمیة، باب قوله ﴿ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا...... ﴾ رقم: ۷۵۰۱

اللہ اپنے بندے کو بخشتا چلا جاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جب بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر وہ اپنے رب سے کہتا ہے کہ مجھے یہ گناہ معاف کر دے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا کچھ عرصہ بعد اس سے دوبارہ گناہ ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب مجھے بخش دے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے اس لیے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اس سے پھر گناہ ہو جاتا ہے اور وہ معافی چاہتا ہے اللہ فرماتا ہے میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو بخشتا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے۔(التوحید، باب قول اللہ ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا...... ﴾۷۵۰۷)

کتے کو پانی پلانے والی عورت بخش دی گئی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک بدکار عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس وجہ سے معاف کر دیا کہ اس نے کنویں کے دہانے پر ایک کتے کو ہانپتے ہوئے دیکھا، وہ پیاس کی وجہ سے مرنے کے قریب تھا۔ اس (عورت) نے اپنا موزہ اتارا پھر اس کو اپنی چادر میں باندھ کر اس (کتے) کے لیے (کنویں سے) پانی نکالا (اور اسے پلایا) اللہ تعالیٰ نے اس کو اس نیکی کے بدلے میں جہنم سے بچا لیا۔ (بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احکم ...... ۳۳۲۰)

سب سے آخر میں جنت میں جانے والا شخص:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چودھویں رات کے چاند (کو دیکھنے) میں تکلیف اٹھاتے ہو جب اس کے سامنے بادل نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم سورج (کے دیکھنے) میں ہجوم کا شکار ہوتے ہو جب اس کے سامنے بادل نہ ہو؟ لوگوں

نے عرض کی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے۔ (سنو) قیامت کے دن لوگ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو (دنیا میں) جس کی عبادت کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے چلا جائے۔ چنانچہ کوئی ان میں سے سورج کے پیچھے چلا جائے گا اور کوئی ان میں سے چاند کے پیچھے چلا جائے گا اور کوئی ان میں سے بتوں کے پیچھے چلا جائے گا اور (امت محمدیہ ایمان داروں کا) گروہ باقی رہ جائے گا اور ان میں اس امت کے منافق (بھی شامل) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس صورت میں جس کو وہ نہیں پہچانتے، ہونگے ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے (ہم تجھے نہیں جانتے) ہم اس جگہ کھڑے رہیں گے حتی کہ ہمارا رب ہمارے پاس آجائے اور جب وہ آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (اس صورت میں) آئے گا (جس کو وہ پہچان لیں گے) اور فرمائے گا میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے۔ اللہ انہیں بلائے گا اور جہنم پر پُل صراط رکھ دیا جائے گا تو تمام پیغمبر جو اپنی امتوں کے ساتھ (اس پل سے) گزریں گے، ان سب میں سے پہلا میں ہوں گا اور اس دن سوائے پیغمبروں کے کوئی بول نہ سکے گا اور پیغمبروں کا کلام اس دن «اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ» ہوگا اے اللہ سلامتی سے گزار دے سلامتی سے گزار دے اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کے مشابہ آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم لوگوں نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟

صحابہ نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو وہ سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہونگے البتہ ان کی لمبائی کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق اچکیں گے چنانچہ ان میں سے کوئی اپنے اعمال کے سبب (جہنم میں گر کر) ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے (مارے زخموں کے) چور چور ہو جائے گا۔ اس کے بعد بالآخر نجات پائے گا، حتی کہ جب اللہ دوزخیوں میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ نکال لیے جائیں، چنانچہ فرشتے انہیں نکال لیں گے اور فرشتے انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ نے (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو جلائے۔ ابن آدم کے کل جسم کو آگ جلاڈالے گی سوائے سجدوں کے نشان کے تو آگ سے وہ نکالے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کے اوپر آب حیات پانی ڈالا جائے گا تو (اس کے پڑنے سے) وہ ایسے اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے بہاؤ میں اگتا ہے۔ اس وقت اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو چکا ہوگا۔ اور

ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا اور وہ تمام دوزخیوں میں سے سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا کہے گا اے میرے پروردگار میرا منہ دوزخ (کی طرف) سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی ہوا نے جھلسا کر رکھ دیا ہے اور مجھے اس کے شعلے نے جلا دیا ہے۔ اور وہ دعائیں مانگتا چلا جائے گا آخر اللہ فرمائے گا، اچھا اگر تیرے ساتھ یہ احسان کر دیا جائے تو اس کے علاوہ تو کوئی چیز نہیں مانگے گا؟ وہ کہے گا:

«لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهُ»

''تیری بزرگی کی قسم نہیں کچھ نہیں مانگوں گا۔''

پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا تو اس کی رونق دیکھے گا۔ پھر جس قدر اللہ تعالیٰ اس شخص کا خاموش رہنا پسند کرے گا، وہ آدمی چپ رہے گا اس کے بعد کہے گا اے میرے رب مجھے جنت کے دروازے کے پاس بٹھا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے اس بات پر وعدے نہیں کیے تھے کہ جو تو مانگ چکا ہے اس کے علاوہ کچھ کوئی اور چیز نہیں مانگے گا؟

وہ عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب تو نہ کر۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو تو اس کے علاوہ کوئی اور چیز تو نہیں مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا کہ قسم تیری بزرگی کی، نہیں میں اس کے سوا اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جس قدر چاہے گا۔ وعدے لے گا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے پاس بٹھا دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے کے پاس پہنچ جائے گا اور اس کی تر وتازگی اور رونق دیکھے گا تو جتنی دیر اللہ چاہے گا وہ چپ رہے گا اس کے بعد کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم! تو کس قدر وعدے توڑتا ہے، کیا تو نے اس بات پر وعدے نہیں کیے تھے کہ جو تجھے دیا جا چکا ہے اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر۔ اللہ تعالیٰ اس (کی باتوں سے) ہنسنے لگے گا اور خوش ہو گا۔ اس کے بعد اس کو جنت میں جانے کی اجازت دے گا اور فرمائے گا جو کچھ تو مانگ سکتا ہے مانگ جب اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا کہ یہ یہ چیزیں بھی مانگ۔ اب اللہ تعالیٰ اسے یاد دلاتا جائے گا (اور وہ مانگتا چلا جائے گا) جب اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے یہ تمام چیزیں دی جاتی ہیں

اور اس کا ایک گنا اور اسی کے برابر مزید (بھی) (یہ حدیث سن کر) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر یہ فرمایا تھا کہ

اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تجھے یہ بھی سبھی کچھ اور اس کے ساتھ اس کی مثل دس گنا اور بھی دیا جاتا ہے۔ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے صرف یہی قول یاد ہے کہ تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل ایک گنا مزید (بھی) تو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تجھے یہ اور اسی کے مثل دس گنا مزید دیا جاتا ہے۔ (الاذان، باب فضل السجود: ۸۰۶)

باپ کا صدقہ بیٹے کو مل گیا:

سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے باپ اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور نبی ﷺ ہی نے میری منگنی کی اور میرا نکاح کیا اور ایک دن میں آپ ﷺ کے پاس ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوا اور (وہ مقدمہ یہ تھا) کہ میرے باپ یزید نے کچھ اشرفیاں بطور صدقہ نکالی تھیں اور ان کو مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا (کہ تم مستحقین میں سے جس کو چاہو دے دینا) چنانچہ میں گیا اور میں نے وہ اشرفیاں لے لیں اور ان کو (گھر) لے آیا میرے باپ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا قطعاً ارادہ نہیں کیا تھا تو میں یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ»

"اے یزید! جو نیت تم نے کی تھی (کہ کسی مستحق کو صدقہ مل جائے) اس کا ثواب تمہیں ملے گا اور اے معن! جو اشرفیاں تم نے لی ہیں وہ تمہاری ہیں۔"

(الزکاۃ، باب اذا تصدق علی ابنه و هو لا یشعر: ۱۴۲۲)

کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص چلا جا رہا تھا اور اس کو پیاس لگی تو وہ کنویں میں اترا اور اس نے اس سے پانی پیا پھر وہاں سے نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس شخص نے (اپنے دل میں) کہا کہ اس کو بھی

ویسی ہی پیاس لگی ہے جیسی مجھے لگی تھی لہٰذا وہ پھر کنویں میں اترا اور اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے دانت سے پکڑا اس کے بعد اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرما لیا اور اس کو معاف فرما دیا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا ہمیں جانوروں کی جان بچانے میں بھی ثواب ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ »(المساقات، باب فضل سقی الماء:۲۳۶۳)

''ہاں! ہر جاندار سے احسان کرنے میں ثواب ملتا ہے۔''

اللہ مومن کو اپنی رحمت سے معاف فرما دے گا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ مومن کو قریب کر لے گا پھر اس پر اپنا پردہ رکھ کر اسکو چھپا لے گا اور فرمائے گا کہ کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے، کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں اے رب! حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کرا لے گا اور وہ شخص اپنے دل میں خیال کرے گا کہ مارا گیا لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

« اِنِّیْ سَتَرْتُ عَلَیْكَ فِی الدُّنْیَا وَ اَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْیَوْمَ »

کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو پردے میں رکھا تھا اور آج بھی میں تیرے گناہ معاف کیے دیتا ہوں۔ پھر اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ لیکن رہے کافر اور منافق تو ان کی نسبت (علی الاعلان) گواہ لوگ کہیں گے:

﴿ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾

''یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (ھود:۱۸)

(المظالم، باب قول اللہ تعالی ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾، رقم:۲۴۴۱)

موت کو ذبح کر دیا جائے گا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت ایسے مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی، جو چت کبرا ہوگا، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے بہشت والو! وہ گردن

اٹھائیں گے اور ادھر ادھر دیکھیں گے تو وہ (فرشتہ) کہے گا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، ان سب نے (اپنے مرتے وقت) اسے دیکھا تھا(اس لئے پہچان لیں گے) پھر وہ پکارے گا کہ اے دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ (فرشتہ) کہے گا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، ان سب نے بھی (مرتے وقت) اسے دیکھا تھا پھر اسی وقت موت ذبح کر دی جائے گی اور وہ (فرشتہ) کہے گا

« يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ »

''اے اہل جنت! تم اب ہمیشہ جنت میں رہو گے، تم میں سے کسی کو موت نہیں آئے گی اور اہل دوزخ! تم اب ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم میں سے بھی کسی کو موت نہیں آئے گی''

(تب اس وقت جہنمی حسرت کریں گے)۔ پھر (رسول اللہ ﷺ نے) یہ آیت پڑھی:

﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (سورہ مریم : ۳۹)

''(اے محمد) ان لوگوں کو اس حسرت و افسوس کے دن سے ڈرایئے جبکہ کام کا فیصلہ کرے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔''

(التفسير سورة مريم، باب قوله تعالىٰ: ﴿وَاَنْذِرْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ......﴾ ٤٧٣٠)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند قیدی پیش کئے گئے، ان میں ایک عورت (بھی) تھی اس کی چھاتیاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں، دودھ ٹپک رہا تھا اور جب قیدیوں میں اسے اپنا بچہ مل گیا تو اسے چھاتی سے لگا کر دودھ پلانے لگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہرگز نہیں جب تک اسے قدرت ہوگی وہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عورت سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔(الادب، باب رحمة الولد......٥٩٩٩)

کوئی شخص عملوں کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جائیگا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ»

''کسی بھی شخص کو اس کے عمل جنت میں داخل نہیں کر سکیں گے۔''

(بلکہ اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی) لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو بھی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَ لَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَّ رَحْمَتِهٖ»

''ہاں! میں بھی نہیں۔ حتیٰ کہ اللہ کی رحمت مجھ کو ڈھانپ لے۔''

اور فرمایا: میانہ روی سے عمل کرو اور اللہ سے قربت حاصل کرو اور تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر نیک ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مزید نیکیاں کر لے اگر برا ہے تو ہوسکتا ہے کہ معافی مانگ لے ایک روایت میں ہے اور صبح وشام اور پچھلی رات میں عبادت کرو اور میانہ روی سے عمل کرنا تمہیں منزل مقصود (یعنی جنت) تک پہنچا دے گا۔(المرضی، باب تمنی المریض الموت: ٥٦٧٣)

مومن اللہ کی بے پناہ رحمت کو دیکھ کر اللہ سے ملنا چاہتا ہے:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو برا سمجھتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو برا سمجھتا ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یا نبی ﷺ کی کسی دوسری زوجہ محترمہ نے عرض کی کہ موت کو تو ہم بھی پسند نہیں کرتے تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ (مطلب نہیں) بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کو اللہ کی (طرف سے) رضامندی اور اعزاز کی بشارت دی جاتی ہے تو اس وقت جو اس سے آگے (اللہ کی ملاقات اور انعام الٰہی) ہوتے ہیں اسے اس کے علاوہ اور کوئی چیز اچھی ہی معلوم نہیں ہوتی تب وہ اللہ سے ملنے کو اچھا سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور عقوبت کی خبر دی جاتی ہے تو جو کچھ اس کے آگے (عذاب اور عقوبت) ہوتی ہے، اس سے زیادہ کوئی چیز اس کو بری معلوم نہیں ہوتی اس لئے اللہ سے ملنے کو وہ برا سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو برا سمجھتا ہے۔(الرقاق، باب من احب لقاء اللہ ...... ٦٥٠٧)

جنت کے نظارے و دوزخ کی رسوائیاں

کامیاب صرف جنتی ہوگا:

﴿ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۝﴾ (آل عمران:۱۸۵)

''جس کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کردیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی کا سامان تو دھوکے کا سامان ہے۔''

جنت نیک عمل کرنے والوں کو ہی ملے گی:

اللہ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾(البقرة:۲۵)

''جو لوگ (اللہ کے احکامات پر) ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو خوشخبری سنا دیں کہ ان کے لیے وہ باغات ہیں جن میں نہریں چل رہی ہوں گی۔''

﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝﴾

''جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا (اے میرے رشتہ دارو اور دوستو!) آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو بے شک میں نے یقین کر لیا تھا کہ میں اپنے حساب کو ملنے والا ہوں (اس لیے میں نے آخرت کی خوب تیاری کی) پھر وہ پسندیدہ زندگی میں ہو

گا یعنی بلند و بالا جنت میں ہوگا لیکن اس کے پھل نزدیک ہوں گے (ان کو کہا جائے گا) کھاؤ پیو مبارک ہو (یہ سب کچھ (دنیاوی زندگی میں کیے نیک اعمال کی وجہ سے ہے)۔''

جنت کی عظیم نعمتوں کا بیان قرآن کی روشنی میں:

﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۝﴾
(مریم:۶۲)

''وہ اس (جنت) میں کوئی لغو وفضول بات نہیں سنیں گے ہاں وہاں سلام ہوگا اور ان کے لیے اس میں انھیں صبح شام رزق ملے گا۔''

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝﴾ (یاسین:۵۵۔۵۸)

''بے شک جنتی آج شغل میں خوش وخرم ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے لیے جنت میں میوے ہوں گے اور ان کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ خواہش کریں گے رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام پیش کیا جائے گا۔''

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۝﴾ (زخرف:۷۱)

''ان پر سونے کے پیالے اور گلاس پھیرے جائیں گے اور جنت میں وہ چیزیں ہوں گی جسے نفس چاہیں گے اور آنکھیں (دیکھ کر) لذت حاصل کریں گی۔''

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ﴾
(محمد:۱۵)

''جس جنت کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تو ایسی بہترین چیز ہے کہ اس میں صاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلتا اور اس

میں شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے پر لطف ہیں اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور جنت میں جنتیوں کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور مزید برآں ان کے رب کی بخشش بھی ہوگی۔'' (محمد:۱۵)

﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ (ق:۳۵)

'' جنتیوں کے لیے وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس (انھیں دینے کے لیے) اس سے بھی بڑھ کر (نعمتیں) ہوں گی۔''

﴿عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۝ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ ۝ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الواقعة:۱۵۔۲۴)

''(جنتی لوگ) سونے کی تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے (خدمت کے لیے ہر وقت) آتے جاتے ہوں گے وہ پیالے اور جگ اور شراب سے بھر پور گلاس (لائیں گے اس شرب سے) نہ انھیں سر درد ہوگا اور نہ ہی عقل میں کوئی فتور پیدا ہوگا اور (وہ غلام ان کے ہاں) وہ میوے لے کر (حاضر ہوں گے) جو انھیں پسند ہوں گے اور پرندوں کے گوشت جو وہ چاہیں گے اور (جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو سیل بند موتیوں کی طرح (صاف شفاف وخوبصورت) ہوں گی یہ سب کچھ ان کے (دنیا میں کیے نیک) اعمال کی وجہ سے ملے گا۔''

﴿فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۝ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ۝ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عُرُبًا اَتْرَابًا ۝﴾

(جنتی لوگ) بغیر کانٹوں والی بیریوں اور تہ بتہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور بے بہا پھلوں میں ہوں گے جو نہ تو ختم ہوں گے اور نہ ہی روکے جائیں گے اور بلند و بالا بستروں پر ہوں گے (یا بلند مرتبہ بیویوں کے ساتھ ہوں گے۔ہم نے ان حوروں کو اسپیشل طور پر بنایا ہے اور انھیں کنواریاں بنایا ہے وہ محبوب ہم عمر ہوں گی۔''

جہنم کا عذاب قرآن پاک کی روشنی میں:

اللہ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ﴾ (البقرة: ٢٤)

''تم اس آگ سے بچنے کی تدبیر کرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔''

﴿ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ٤١)

''(جہنمیوں) کے لیے جہنم کے بچھونے اور ان کے اوپر (آگ کے) لحاف ہوں گے اور ظالموں کو ہم اس طرح بدلہ دیں گے۔''

﴿ وَ نَادٰى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحَابَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴾ (الاعراف: ٥٠)

''جہنمی جنت والوں سے کہیں گے تم ہمارے اوپر پانی ڈالو یا پھر اللہ نے جو تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے (کھانے کو دو) جنتی کہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔''

﴿ وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ ﴾ (ابراهيم: ١٥-١٧)

''اور ہر گھمنڈی ضدی ناکام ہوگا اس کے پیچھے (آخرت میں) جہنم ہے اور اسے پیپ

والا پانی پلایا جائے گا وہ اسے پیے گا لیکن وہ اسے گلے سے گزار نہیں سکے گا سختی اتنی ہو گی گویا) اسے موت آ جائے گی حالانکہ وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔"

﴿إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝﴾

"بے شک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم بن کر حاضر ہوگا تو بے شک اس کے لیے جہنم ہوگی اس میں نہ تو وہ مرے گا اور نہ ہی جیے گا۔"

﴿تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝﴾ (طٰهٰ:٧٤)

"آگ ان کے چہروں کو جھلس کر رکھ دے گی اور وہ اس میں بدشکل بنے ہوں گے۔"

﴿وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۝ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝﴾

(الفرقان:١٢۔١٥)

"اور جب جہنمیوں کو زنجیروں میں جکڑ کر تنگ جگہ میں ڈال دیا جائے گا تو وہاں موت کو بلائیں گے (یعنی مرنے کی خواہش کریں گے ان کو کہا جائے گا آج ایک موت کو نہیں کئی موتوں کو دعوت دو۔ اے محمد ﷺ کہہ دیں کہ یہ (عذابوں بھری جہنم) بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے والی جنت جس کا پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے وہ ان کا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگا۔"

﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝﴾ (الدخان:٤٣۔٤٨)

"بے شک تھوہر کا درخت بڑے گناہ گار کا کھانا ہے وہ پگھلے تانبے کی طرح ہوگا وہ پیٹوں میں اسی طرح کھولے گا جیسے گرم پانی کھولتا ہے۔ (پھر فرشتوں سے کہا جائے گا) اسے پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے درمیان میں لے جاؤ پھر اس کے سر پر گرم پانی ڈال دو۔"

جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ احادیث کی روشنی میں:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءُ وَ اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ »

''میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا اکثر جنتی لوگ غریب و مساکین تھے اور جہنم میں جھانکا تو اس میں اکثریت خواتین کی تھی۔'' (بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة: ۳۲۴۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جنتی لوگ بالا خانوں والے جنتیوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم چمکتا ستارا (سر اٹھا کر) دیکھتے ہو اس کی وجہ جنتیوں میں درجات کا فرق ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! یہ منزلیں تو انبیاء کرام کو حاصل ہوں گی، دوسرے لوگوں کو یہ درجات کیسے ملیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ صَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ »

''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ درجات ان لوگوں کو بھی حاصل ہوں گے جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی ہوگی (اگرچہ وہ انبیاء نہیں ہوں گے)۔'' (بدء الخلق، باب صفة الجنة: ۳۲۵۶)

ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں اور انبیاء گزرنے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی، کسی کے ساتھ دو آدمی، کسی کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے اور کسی نبی کے ساتھ تو کوئی بھی (امتی) نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے پوچھا: یہ کس کی امت ہے؟ میں نے کہا اے جبریل! کیا یہ میری امت ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے (پھر) کہا گیا کہ تم آسمان کے کنارے میں دیکھو (میں نے دیکھا تو « فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ » کہ ایک بڑی جماعت نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو، میں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی جماعت آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے (اس قدر) فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ میں) تشریف لے گئے اور ہم لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا: کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ (اس پر) لوگوں نے تبصرہ کرنا شروع کیا۔ کہنے

لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کی، اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے ورنہ ہماری اولاد ہوگی جو اسلام (کے دور) میں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم دور جاہلیت کی پیدائش ہیں (اور گناہوں میں ملوث ہوئے) وغیرہ وغیرہ۔ نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

« هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ »

''وہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی شے میں بدفالی لیتے ہیں اور نہ (علاج کے لئے آگ سے) داغ لگواتے ہیں بلکہ اپنے اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔''

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں! (تم ان میں سے ہی ہو) پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ »

''بس عکاشہ (دعا کرانے میں) تم سے سبقت لے گئے ہیں۔''

(الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب: ٦٥٤١)

جنت کی نعمتوں کا بیان:

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اَلْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلٰثُوْنَ مِيْلًا ...... »

(جنت کا مکان) گول موتی کا بنا ہوا خیمہ بھی ہے جو تیس میل ایک روایت میں ساٹھ میل اونچا ہوگا ہر کونے میں مومن کا اہل ہوگا جسے دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے۔''

(بدء الخلق باب ما جاء في صفة الجنة: ٣٢٤٣)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ فرماتے ہیں:

« اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ »

"کہ میں اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں وہ وہ چیزیں پیدا کی ہیں جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی ان کا خیال کسی انسان کے دل میں آیا ہے۔"

اگر تم (اس کی تصدیق) چاہو تو پھر آیت پڑھو:

﴿ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِيَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ﴾ (السجدة:۱۸)

"کوئی نفس نہیں جانتا ہو کہ (جنت میں) ان کے لیے کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔" (حوالہ مذکور:۳۲۴۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو پہلی جماعت داخل ہو گی وہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے (جنت میں) وہ نہ تھوکیں گے نہ انھیں پیشاب پاخانے کی حاجت ہو گی ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی ان کی انگیٹھیاں اگر کی ہونگی اور ان کا پسینہ کستوری کا ہو گا ہر جنتی کو دو حوریں (ضرور) ملیں گی ان کا حسن اتنا ہو گا کہ گوشت کے اوپر سے ان کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا جنتیوں کے درمیان کوئی اختلاف اور دشمنی نہیں ہوگی ان کا دل ایک دل کی طرح ہو گا وہ صبح شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔"

ایک روایت میں « لَا يَسۡقَمُوۡنَ » کے لفظ ہیں، یعنی وہ بیمار بھی نہیں ہوں گے۔

(حوالہ مذکور:۳۲۴۶۔۳۲۴۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيَدۡخُلَنَّ الۡجَنَّةَ مِنۡ اُمَّتِيۡ سَبۡعُوۡنَ اَلۡفًا اَوۡ سَبۡعُمِاَئَةِ اَلۡفٍ »

"کہ میری امت کے ستر ہزار یا فرمایا سات لاکھ افراد بیک وقت جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔" (حوالہ مذکور:۳۶۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّ فِي الۡجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيۡرُ الرَّاكِبُ فِيۡ ظِلِّهَا مِأَةَ سَنَةٍ »

"جنت میں ایسا درخت بھی ہے جس کے سائے میں سوار شخص سو سال تک چلے (تو اسے عبور نہ کر سکے گا)

اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو ﴿ وَ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴾ (جنتی لوگ) لمبے لمبے سایوں تلے ہوں گے۔ پھر فرمایا:

« وَ لَقَابُ قَوْسِ اَحَدِکُمْ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ »

”جنت میں کمان کے برابر رقبہ ان چیزوں سے بڑھ کر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ یا غروب ہوتا ہے۔“ (حوالہ مذکور: ۳۲۵۳،۳۲۵۲)

﴿ وَ لَقَابَ قَوْسِ اَحَدِکُمْ اَوْ مَوْضِعُ قَدِّهٖ مِنَ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا وَ لَوْ اَنَّ امْرَأَةً مِّنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَی الْاَرْضِ لَاَضَاءَ تْ مَا بَیْنَهُمَا وَ لَمَلَأَتْ مَا بَیْنَهُمَا رِیْحًا وَ لَنَصِیْفُهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا ﴾

تم میں سے کسی کی کمان یا (فرمایا) اس کے قد کے برابر جنت میں جگہ دنیا و کائنات سے بڑھ کر ہے اور اگر جنت کی حور زمین پر جھانک لے تو زمین و آسمان کا درمیان روشنی سے جگمگا اٹھے اور اس کی خوشبو سے مہک اٹھے اور حور کا دوپٹہ پوری دنیا و کائنات کی قیمت سے بڑھ کر قیمتی ہے۔“ (الجهاد، باب الحور العين وصفتهن: ٢٧٩٦)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا اور اسے ذبح کر ڈالا جائے گا پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا:

« یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَ یَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ »

”اے جنتیو! آج کے بعد موت نہیں آئے گی اے جہنمیو! تم بھی سن لو آج کے بعد موت نہیں آئے گی۔“

یہ اعلان سن کر جنتیوں کی خوشی دوبالا ہو جائے گی اور لیکن دوزخیوں کا رنج و غم بڑھ جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جنتیوں کو آواز دے گا اے جنتیو! وہ جواب میں کہیں گے: « لَبَّیْكَ یَا رَبَّنَا وَ سَعْدَیْكَ »

اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں، اللہ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ جنتی کہیں گے اے اللہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا (تو) ہم راضی کیوں نہیں

ہوں گے؟) اللہ فرمائیں آج میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جو جنت اور اس میں موجود تمام نعمتوں سے افضل ہے جنتی کہیں گے اے ہمارے رب اس سے افضل کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

«اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ اَبَدًا»

''آج میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں آج کے بعد میں تم سے ناراض نہیں ہونگا۔''

(جب اپنے غلام سے آقا ناراض ہو لیکن اس کے پاس ہر قسم کی نعمتیں موجود ہوں تو وہ نعمتیں اچھی نہیں لگتیں اگر آقا راضی اور خوش ہو تو تمام نعمتوں سے یہ افضل ہوتا ہے)

(الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ٦٥٤٨، ٦٥٤٩)

جہنم میں کون جائیں گے؟، احادیث کی روشنی میں:

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُل ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهُ»

''کیا میں تمھیں جنتی شخص کی خبر نہ دوں؟ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا) کمزور اور لوگوں میں حقیر سمجھا گیا شخص اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیتا ہے تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔'' پھر فرمایا کیا میں تمھیں جہنمی شخص نہ بتاؤں؟ (پھر خود فرمایا)

«كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ»

''جھگڑالو موٹا متکبر شخص۔'' (التفسیر، باب ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ......﴾ ٤٩١٨)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءُ وَ طَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءُ»

''کہ میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں اکثریت غریب و نادار لوگوں کی تھی اور جہنم میں جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔''

ایک روایت میں ہے:

«وَ اَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ»

''مالدار لوگ (جو جنت کے مستحق تھے) وہ (جنت میں جانے سے فی الحال) روک لیے گئے تھے۔'' (النکاح، باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجھا کا ذیلی باب: ٥١٩٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ»

''قیامت کے دن (بھینس کی طرح پلا ہوا) موٹا انسان آئے گا لیکن اس کا وزن اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔'' پھر فرمایا تم یہ آیت پڑھ لو:

﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝﴾ (الکھف: ١٠٥)

''کہ ہم قیامت کے دن ان کے لیے وزن قائم نہیں کریں گے۔''

(التفسیر، باب﴿أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا......﴾ ٤٧٢٩)

جہنم میں کیا کیا عذاب ہوں گے احادیث کی روشنی میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءً مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ»

''دنیا کی تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے (یعنی جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے۔''

(بدء الخلق، باب صفة ابواب الجنة: ٣٦٦٥)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جہنم میں اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکلی ہوں گی وہ اپنی آنتوں کے اردگرد ایسے چکر لگائے گا جیسے گدھا چکی کے اردگرد چکر لگاتا ہے اس کے پاس جہنمی لوگ جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تو یہاں کیسے؟ تو تو ہمیں نیکی کا حکم دیا کرتا تھا اور برائی سے منع کیا کرتا تھا۔

تو وہ کہے گا میں تمھیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن میں خود نیکی سے کنارہ کش رہتا تھا اور تمہیں تو برائی سے روکا کرتا تھا لیکن میں خود برائی کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔ (حوالہ مذکور: ٣٢٦٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے کم عذاب والے شخص سے فرمائے گا کہ زمین کے اندر جو کچھ ہے اگر وہ تجھے مل جائے تو کیا وہ سب کچھ اپنے کو جہنم سے چھٹکارے کے لیے دے دے گا؟ وہ کہے گا ہاں تو اللہ فرمائیں گے کہ جب تو آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ میں تھا (یعنی عالم ارواح میں) اس وقت میں نے تجھ سے اس سے کہیں معمولی چیز کا سوال کیا تھا:

«أَلَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا»

''تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔''

لیکن تو نے اس بات کا انکار کر کے شرک کا ارتکاب کر لیا (اب تیرے لیے نجات کہاں؟)

(الرقاق، باب من نوقش الحساب عُذِّبَ ۶۵۳۸)

آدم علیہ السلام سب سے پہلے جنتی تھا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا پھر فرمایا کہ جاؤ ان فرشتوں کے گروہ کو سلام کرو، پھر سنو کہ وہ تمھیں کیا جواب دیتے ہیں، وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ ورحمۃ اللہ کا لفظ انہوں نے بڑھایا۔ چنانچہ وہ سب لوگ جو قیامت کے دن جنت میں داخل ہوں گے وہ سب آدم علیہ السلام کی صورت (حسن اور قد وقامت) پر ہوں گے (آدم کے بعد) اب تک قد چھوٹے ہوتے چلے آئے۔

جنتی شخص کھیتی کاشت کرے گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ارشادات گرامی فرما رہے تھے اور (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی شخص بیٹھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شخص اہل جنت میں سے اپنے رب تعالیٰ سے کھیتی کاشت کرنے کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا یہاں تیری چاہت کا ہر سامان موجود نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں یہ بات درست ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ بیج بوئے گا تو اس کا اگنا اور بڑھنا اور کٹنا پلک جھپکنے سے پہلے ہو جائے گا اور اسی کی پیداوار کے ڈھیر پہاڑوں کے برابر ہو جائیں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا

کہ ابن آدم! تو کسی چیز سے سیر ہی نہیں ہوتا۔ تو وہ اعرابی کہنے لگا:

«وَاللّٰهِ لَا نَجِدُهُ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ»

"یارسول اللہ ﷺ! ہم ایسا شخص کسی قریشی یا انصاری کو ہی پائیں گے اس لیے کہ وہی لوگ کاشتکار ہیں اور ہم تو کاشتکار نہیں ہیں۔ اس پر نبی ﷺ مسکرا دیے۔"

(کتاب الحرث۔ باب کراء الارض...... کا ذیلی باب ......رقم: ۲۳۴۸)

جنت و دوزخ کی شکایت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: دوزخ اور جنت آپس میں جھگڑا کرنے لگیں۔ دوزخ نے کہا:

«أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ»

"میں متکبر اور ظالم لوگوں کو عذاب دینے کے لئے مخصوص کر دی گئی ہوں۔"

اور جنت نے کہا:

«مَا لِيَ لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ»

"معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو غریب محتاج، نظر سے گرے ہوئے ہوں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے رحمت سے فیض یاب کروں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے، اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا تیرے ذریعہ عذاب دوں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرا جائے گا دوزخ نہیں بھر رہی ہوگی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا، اس وقت دوزخ کہے گی:

«قَطْ قَطْ» "بس بس"

اور اس وقت بھر جائے گی اور سمٹ جائے گی اور باقی رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (قیامت کے دن) ایک اور مخلوق پیدا کرے گا (اور اس مخلوق سے جنت کو بھر دے گا)

(التفسیر، سورۃ قٓ، باب قولہ تعالی ﴿وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾، ۴۸۵۰)

عذاب قبر حق ہے:

(برے انسان کو مرتے وقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے اور قیامت تک عذاب رہتا ہے پھر قیامت میں عذاب کا نیا سلسلہ شروع ہوگا عذاب قبر قرآن میں اشارۃً اور احادیث میں صراحتًا مذکور ہے)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَوْ تَرٰىٓ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝﴾

(الانعام:۹۳)

"اگر آپ اس وقت (کی ہولناکی) دیکھیں جب کہ ظالم (کافر) موت کی کشمکش میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ (ان کی طرف) بڑھائے ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) اپنے نفس نکالو آج تم ذلت والا عذاب دیے جاؤ گے اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے روگردانی کیا کرتے تھے۔"

﴿ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝﴾(التوبۃ:۱۰۱)

"ہم انھیں (دنیا اور قبر کا) دوبار عذاب دیں گے پھر وہ (جہنم کے) عذاب عظیم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

﴿ وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝﴾

(المومن:۴۵۔۴۶)

"اور فرعون کی آل پر برا عذاب نازل ہو چکا ہے آگ پر ہر صبح شام انھیں پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون کی آل کو سخت عذاب میں ڈال دو۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو جب قبر میں اٹھا کر بٹھا دیا جاتا ہے تو (فرشتوں کے سوال پر) وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ

کے اس فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾ (ابراھیم:۲۷)

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قول (لا الہ الا اللہ) کے ذریعے دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت قبر کے عذاب کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

(الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر:۱۳۶۹)

بعض لوگ اس قبر میں عذاب کے قائل نہیں ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ ہم تو اسی قبر میں مردے کے عذاب کے قائل ہیں جسے اللہ پاک نے قرآن میں قبر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴾ (التوبۃ:۸٤)

"آپ ان (منافقین) میں سے ہرگز کسی کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ کافر ہو کر مرے۔" (کیا نبی ﷺ برزخ کی قبر پر کھڑے تھے؟)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محمد کریم ﷺ اہل بدر کی لاشیں جس کنویں میں پڑی تھیں اس پر آئے اور فرمایا:

« هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا »

"تمہارے رب نے تم سے (عذاب کا) وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پا لیا ہے؟"

آپ ﷺ سے کہا گیا: « يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا » کہ کیا آپ ﷺ مردوں کو پکار رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ »

"تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن ان کو جواب دینے کی طاقت نہیں ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْآنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ »

''بے شک یہ جان چکے ہیں کہ جو میں انھیں کہا کرتا تھا وہ حق ہے۔''

(حوالہ مذکور: ۱۳۷۰، ۱۳۷۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا »

''آپ بے جان جسموں سے باتیں کر رہے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ »

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میں محمد ﷺ کی جان ہے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے (یعنی ان کفار نے آپ ﷺ کی باتیں سنی تھیں دوسروں کی نہیں)'' (المغازی، باب قتل ابی جهل: ۳۹۷۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک یہودیہ عورت آئی اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور مجھ سے کہا:

« اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ »

''اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔''

میں نے محمد کریم ﷺ سے عذاب کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں عذاب قبر حق ہے۔

« فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدُ صَلّٰى صَلَاةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ »

''کہ اس کے بعد آپ ﷺ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔''

(الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر: ۱۳۷۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ »

''اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (الاذان، باب الدعاء قبل السلام: ۸۳۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں پھر پوچھتے ہیں:

« مَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ »

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟''

جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے:

« اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ »

''میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

اسے کہا جاتا ہے:

« اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ »

''کہ تو اپنی جہنم والی جگہ دیکھ لے جس کے بدلے میں اللہ نے یہ حسین و خوبصورت تجھے جنت میں جگہ عطا فرما دی ہے پھر وہ جنت و جہنم دونوں کو دیکھتا ہے۔''

لیکن جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے:

« لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ »

''مجھے کوئی علم نہیں میں تو اس طرح کہتا تھا جیسے لوگ کہا کرتے تھے۔''

تو اسے کہا جاتا ہے: « لَا دَرَيْتَ وَ لَا تَلَيْتَ »

''نہ تو تو نے سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا۔''

« وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ »

''کہ اسے لوہے کے ہتھوڑے مارے جاتے ہیں پھر وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ و پکار جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔'' (الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر: ۱۳۷۴)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن اللہ کے نبی ﷺ باہر نکلے اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا آپ ﷺ نے آوازیں سنیں تو فرمایا:

«یَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا»

''یہودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔'' (الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر: ۱۳۷۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ» ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب ہو رہا ہے اور انھیں کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ

«اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ یَسْعٰی بِالنَّمِیْمَةِ وَ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِن بَوْلِه»

''ان میں سے ایک تو چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''

پھر آپ ﷺ نے گیلی لکڑی لی اور اسے دو حصوں میں کیا اور انھیں ہر ایک قبر میں گاڑ دیا پھر فرمایا، شاید لکڑی کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب کوئی فوت ہو جاتا ہے اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو صبح شام اس پر اس کی (جنت کی) جگہ پیش کی جاتی ہے اگر جہنمی ہوتا ہے تو جہنم کی جگہ پیش کی جاتی ہے پھر اسے کہا جاتا ہے:

«هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰی یَبْعَثَكَ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ»

''کہ تیری جگہ یہی ہوگی (فی الحال تو نے یہاں رہنا ہے) حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن اٹھائے گا۔'' (الجنائز، باب المیت یعرض علیه مقعده......: ۱۳۷۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب میت کو چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے اور اسے لوگ کندھوں پر اٹھا کر قبرستان کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو میت اگر نیک ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے: «قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ» کہ مجھے (جلدی) لے چلو لے چلو۔''

لیکن اگر میت نیک نہیں ہوتی تو واویلا کرتی ہے اور کہتی ہے مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟:

«یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَ لَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ»

''اس کی چیخ و پکار کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔'' (الجنائز، باب کلام المیت علی الجنازة: ۱۳۸۰)

قبر کے عذاب کے بعد قیامت کے دن غیر اللہ کے پجاری جہنم میں جائیں گے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟...... جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا یوں پکارے گا کہ جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا اسی کے ساتھ چلا جائے۔ پھر غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سے کوئی فرد باقی نہ رہے گا۔ سب اپنے معبودوں، بتوں اور تھان وغیرہ کے ساتھ دوزخ میں جا کر گر جائیں گے، یہاں تک کہ صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ان میں اچھے اور برے سب مسلمان لوگ ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی رہ جانے والے لوگ بھی ہوں گے۔ سب سے پہلے یہود بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم حضرت عزیر (علیہ السلام) کی جو اللہ کا بیٹا ہے عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا

﴿كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَ لَا وَلَدٍ﴾

'' تم نے جھوٹ کہا، اللہ نے اپنی بیوی اور بیٹا کسی کو نہیں بنایا تھا۔''

بتاؤ! اب تم کیا چاہتے ہو؟ یہود کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں پیاس لگی ہے، ہمیں پانی پلا، پھر (سراب کی) طرف انھیں اشارہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ، کیا تم وہاں نہیں چلے جاتے اسی وقت سب کے سب آگ کی طرف بے تاب ہو کر دوڑیں گے وہ آگ کو پانی سمجھیں گے (جو ان کی پیاس بجھادے گا) لیکن وہ آگ میں گر پڑیں گے، پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے کہا جائے گا تم نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی کوئی بیوی اور کوئی بیٹا نہیں۔ پھر کہا جائے گا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بھی ویسا ہی کہیں گے جیسا یہود نے کہا تھا اور ان کی طرح جہنم میں گر پڑیں گے۔ حتی کہ کوئی باقی نہ رہے گا مگر جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے، نیک اور گناہ گار ملے جلے رہ جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو؟ جبکہ ہر امت اپنے معبود کے ساتھ لگی جا رہی ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں تو، جب کہ ہمیں ان کی ضرورت تھی، ان سے جدا رہے اور ان کا ساتھ نہیں دیا تو (اب ان کے ساتھ

کیسے جائیں؟) ہم تو اپنے سچے رب کے انتظار میں ہیں کہ جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔اس وقت اللہ تعالیٰ ایک صورت میں ظاہر ہوگا جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے ملتی جلتی ہوگی لیکن وہ پہلی صورت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں ہی تمہارا (سچا) رب ہوں تو وہ کہیں گے۔

- ہمارا رب تو ہے؟ اللہ تعالیٰ سے صرف انبیاء گفتگو کرسکیں گے۔ اللہ فرمائے گا کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی نشانی بھی ہے جس سے تم اسے پہچانوں گے؟

وہ کہیں گے ہاں ہمارے درمیان نشانی پنڈلی ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی سے پردہ ہٹائے گا تو تمام مومنین اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ریا کاری کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے وہ سجدہ کرنے لگیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ بن جائے گی۔

پھر جہنم کے اوپر پل صراط رکھ دی جائے گی......

(التوحید، باب قول اللہ ﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ...... ﴾ ۷۴۳۹)

« لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا »

"ہم کسی کو بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔"

یہ جملہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے۔

"اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔" (الاذان، باب الدعاء قبل السلام: ۸۳۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں پھر پوچھتے ہیں:

« مَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ »

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟"

جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے:

« اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ »

"میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

اسے کہا جاتا ہے:

« اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ »

"کہ تو اپنی جہنم والی جگہ دیکھ لے جس کے بدلے میں اللہ نے یہ حسین و خوبصورت تجھے جنت میں جگہ عطا فرما دی ہے پھر وہ جنت و جہنم دونوں کو دیکھتا ہے۔"

لیکن جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے:

« لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ »

"مجھے کوئی علم نہیں میں تو اس طرح کہتا تھا جیسے لوگ کہا کرتے تھے۔"

تو اسے کہا جاتا ہے: « لَا دَرَيْتَ وَ لَا تَلَيْتَ »

"نہ تو تو نے سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا۔"

« وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ »

" کہ اسے لوہے کے ہتھوڑے مارے جاتے ہیں پھر وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ و پکار جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔" (الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر: ۱۳۷۴)

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي»

کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ لہذا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شک کرے تو اسے چاہیے کہ احتیاط والی بات کو لے اور اسی پر اپنی نماز مکمل کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے (سہو کے) کرے۔

(الصلاة، باب التوجه نحو القبلة......٤٠١)

ایک روایت میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو مسجد میں گاڑی ہوئی تھی اور اس پر آپ ﷺ نے ٹیک لگائی ایسا لگتا تھا کہ جیسے آپ ﷺ غصے میں ہیں اور آپ ﷺ نے اپنا داہناں ہاتھ بائیں پر رکھ لیا اور اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک فرمائی۔ (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں) اور اپنا داہناں رخسار اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا جلد باز لوگ تو مسجد سے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ نماز کم ہوگئی؟ اور لوگوں میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ مگر وہ دونوں آپ ﷺ سے سوال کرنے سے ڈر گئے اور ان لوگوں میں ایک شخص تھا، جس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے، اس کو ذوالیدین کہتے تھے۔ تو اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں (اپنے خیال میں) نہ بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا: کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں؟ تو لوگوں نے کہا ہاں! تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور جس قدر نماز چھوڑی تھی پڑھی۔ اس کے بعد سلام پھیر کر تکبیر کہی اور اپنے معمول کے سجدوں کی طرح کا سجدہ کیا یا (وہ سجدہ) کچھ طویل تھا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی اس کے بعد پھر تکبیر کہی اور اپنے معمول کے سجدوں کی طرح یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔" (السهو، باب یکبر فی سجدتی السهو: ١٢٢٩)

نبی ﷺ پہلا تشہد بھول گئے:

سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ ازد شنوءۃ سے تعلق رکھتے ہیں اور بنی عبد مناف کے حلیف اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک دن) لوگوں کو ظہر کی نماز

پڑھائی تو (بھولے سے) پہلی دو رکعتوں (کے اختتام) پر کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں تو لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتی کہ جب آپ ﷺ نماز مکمل کر چکے اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو آپ ﷺ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے اس کے بعد سلام پھیرا۔ (الاذان، باب من لم یری التشهد الاول واجبًا......۸۲۹)

آپ ﷺ بھول گئے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ظہر کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں تو (نماز کے بعد) آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا نماز میں زیادتی کر دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مطلب؟ عرض کی گئی کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے (سہو کے) کیے۔

(السهو، باب اذا صلى خمسًا:۱۲۲۶)

آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے درخشاں پہلو

آپ ﷺ کا بچپن اور جوانی بھی پاکیزہ تھی:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ (کی تعمیر) کے لیے قریش کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے اور آپ ﷺ نے تہبند (باندھی ہوئی) تھی تو آپ ﷺ سے آپ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اے میرے بھتیجے! کاش تم اپنی تہبند اتار لیتے اور اسے اپنی شانوں پر پتھر کے نیچے رکھ لیتے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چادر کھولی اور اسے اپنے شانوں پر رکھ لیا، تو آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« فَمَا رُأِيَ بَعْدَ ذَالِكَ عُرْيَانًا »

''پھر اس کے بعد آپ ﷺ (کبھی) ننگے نہیں دیکھے گئے۔''

(الصلاة۔ باب كراهية التعرى......رقم: ٣٦٤)

نبی ﷺ سمیت ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو کے پھل توڑ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کالے کالے دیکھ کر توڑو، وہ (پختہ اور) مزیدار ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا آپ ﷺ (کبھی جنگل میں) بکریاں چراتے تھے؟ (کہ آپ ﷺ کو پیلو کی شناخت ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَ هَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَ قَدْ رَعَاهَا »

''بھلا کوئی ایسا پیغمبر بھی گزرا ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟''

(احاديث الأنبياء باب يعكفون على اصنام ......رقم: ٣٤٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے (بھی بکریاں چرائی ہیں؟) فرمایا:

« نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ »

''ہاں! میں بھی کچھ قیراطوں کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

(الاجارة۔ باب رعی الغنم علی قراریط......رقم: ۲۲۶۲)

آپ ﷺ اپنی بیوی کو گھر تک چھوڑنے گئے:

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں تھے اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کی زیارت کے لیے مسجد میں آئیں اور تھوڑی دیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر انہوں نے باتیں کیں۔ اس کے بعد وہ چلی گئیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ٹھہرو! میں آپ کو گھر پر چھوڑ کر آؤنگا، اور ان کا گھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس تھا، آپ ﷺ انھیں چھوڑنے کے لیے گئے جب آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور آگے کو چل دیئے تو ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ یہ (عورت میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہیں ۔ ان دونوں نے عرض کی سبحان! یارسول اللہ ﷺ! (کیا ہم آپ پر بدگمانی کر سکتے تھے؟) اور ان دونوں پر یہ بات شاق گزری تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ الشَّیْطَانَ یَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَیْئًا »

''شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں گردش کرتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ وسوسہ نہ ڈال دے۔'' (بدء الخلق۔ باب صفة ابلیس......رقم: ۳۲۸۱)

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور حسن کا تذکرہ

نبی ﷺ کا جسم مبارک ملائم و نازک اور خوشبودار تھا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« وَ لَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَ لَا حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

''رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اتنے نرم و نازک اور ملائم تھے کہ اتنا ریشم بھی نرم اور ملائم نہیں ہوتا۔''

« وَ لَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَ لَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ »

''رسول اللہ ﷺ کے جسم کی خوشبو اتنی عمدہ تھی کہ اس کے مقابلے میں کستوری اور عنبر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔'' (الصوم۔ باب ما یذکر من صوم النبی ﷺ ......رقم:۱۹۷۳)

نبی ﷺ کا پسینہ مبارک ایک عمدہ خوشبو تھی:

حضرت ام سلیم نبی ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھاؤنا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ ﷺ دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے، جب آپ ﷺ چلے جاتے تو وہ آپ ﷺ کا پسینہ اور بال اکٹھے کر کے ڈبیہ میں محفوظ کر لیا کرتی تھیں۔

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا تو انھوں نے حضرت ام سلیم کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میت والی خوشبو میں آپ ﷺ کا ڈبیہ میں محفوظ پسینہ شامل کر کے مجھے خوشبو لگائی جائے۔

(الاستئذان۔ باب من زار قوماً...... رقم:۶۲۸۱)

نبی ﷺ نے سرخ لباس پہنا تھا:

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے ایک سرخ خیمہ میں دیکھا

اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی لیا ہوا تھا اور لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اس وضو (کے پانی) کو ہاتھو ہاتھ لینے لگے۔ پھر جس کو اس میں سے کچھ مل جاتا تو وہ اسے (اپنے چہرے پر) مل لیتا تھا اور جسے اس میں سے کچھ نہ ملتا وہ اپنے پاس والے کے ہاتھ سے تری لے لیتا۔ پھر میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک چھوٹا نیزا اٹھایا اور اسے گاڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ پوشاک میں (اپنی چادر کو پنڈلی سے) اٹھائے ہوئے باہر آئے اور نیزے کی طرف آئے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ نیزے کے آگے سے گزر رہے تھے (یہاں نیزہ کو بطور سترہ استعمال کیا گیا تھا)

(الصلاۃ۔ باب الصلاۃ فی الثوب الاحمر...... رقم: ۳۷۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نظر بد کا علاج:

حضرت عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ کی طرف پیالے میں پانی دے کر بھیجا اس پیالے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ڈال دیے گئے تھے جب کسی شخص کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی اور بیماری ہوتی تو وہ حضرت ام سلمہ کی طرف ٹب بھیج دیتا تھا۔ (راوی کہتا ہے کہ میں نے ڈبیہ دیکھی تو اس میں سرخ بال تھے (یعنی پانی میں بال ڈالے جاتے پھر وہ پانی پی لیا جاتا یوں نظر بد کی شکایت ختم ہو جاتی تھی) (اللباس۔ باب ما یذکر فی الشیب ......رقم: ۵۸۹۶)

آپ ﷺ کی پیش گوئیاں

نبی کریم ﷺ اللہ کے سچے نبی تھے یہ بات صرف کہنے کی حد تک نہیں بلکہ اس بات پر بے شمار دلائل ہیں۔ ان دلائل میں سے آپ ﷺ کی پیش گوئیاں بھی ہیں جو کہ بے شمار ہیں لیکن ہم چند پیش گوئیاں بیان کر رہے ہیں ان پیش گوئیوں کی تفصیل مطلوب ہو تو ہماری کتاب قرآن وحدیث کی ...... پیش گوئیاں اور مسئلہ علم غیب کا مطالعہ کریں جس میں سینکڑوں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔

مال کی کشادگی تباہی کا باعث ہوتا ہے:

سیدنا عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لئوی کے حلیف تھے اور بدر میں شریک ہو چکے تھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تا کہ وہاں کا جزیہ لے آئیں اور رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی۔ اور سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بحرین کا مال لے آئے تو انصار نے ان کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ پھر جب آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھ لی تو انصار آپ ﷺ کے سامنے آن بیٹھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مال لائے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَاَبْشِرُوْا وَ اَمِلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا »

"تم خوش رہو اور خوشی کی امید رکھو، اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم محتاج ہو جاؤ گے بلکہ تم پر اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہ دنیا تمہارے لیے کشادہ کر دی جائے گی (یعنی دنیاوی نعمتوں سہولتوں کی فراوانی ہوگی)"

جس طرح پہلے لوگوں کے لیے کشادہ کر دی گئی تھی پھر تم اس میں حسد بغض کرنے لگو گے،

نا اتفاقی سے جھگڑا کرنے لگو گے، جس طرح انہوں نے کیا تھا اور وہ (جھگڑا) تم کو بھی ہلاک کر دے گا جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔

(المغازی۔ باب شهود الملائکة بدراً کا ذیلی عنوان...... رقم:٤٠١٥)

کفار جزیہ نہیں دیں گے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ لوگوں سے) کہا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب جزیہ کی آمدنی میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ بھی تم کو نہ ملے گا؟ کسی نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیا سمجھتے ہو ایسا کیسے ہوگا؟ انہوں نے کہا ہاں! قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے (میں جانتا ہوں) لوگوں نے پوچھا کہ یہ کس سبب سے ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کی بے حرمتی کی جائے گی (مسلمان دغا بازی کریں گے) اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل مضبوط کر دے گا اور وہ جزیہ نہ دیں گے۔

(الجزية۔ باب اثم من عاهد ثم غدر...... رقم: ٣١٨٠)

حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جس دور میں غزوہ موتہ ہو رہی تھی اس دور میں) ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر دی اس سے پہلے کہ میدان جنگ سے اس کی اطلاع آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگوں سے) فرمایا زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ عنہم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں (اس وقت آنسوؤں کی وجہ سے) بہہ رہی تھیں۔ پھر خالد بن ولید نے جھنڈا لیا اور ان کے ہاتھوں پر فتح ہوگئی۔

(المغازی۔ باب غزوة مؤتة...... رقم: ٤٢٦٢)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہوگئی

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجة الوداع کے سال میری عیادت کے لیے تشریف لائے تھے جب کہ میں سخت بیمار تھا تو میں نے عرض کی کہ میرے مرض کی کیفیت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھ ہی رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرے بعد میرے وارث میری اکلوتی لڑکی کے علاوہ کوئی نہیں تو کیا میں اپنے مال کی دو تہائی خیرات کر دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کی کہ نصف لیکن آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی ایک تہائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک تہائی (میں کچھ حرج نہیں اور ایک تہائی) بھی بہت زیادہ ہے۔ سنو!

« اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ »

''تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں فقیر چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم رضائے الٰہی کے حصول کے لیے جو کچھ خرچ کرو گے اس پر تمہیں ثواب ملے گا حتیٰ کہ جو (لقمہ) تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (اس کا بھی ثواب ملے گا) میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد (مکہ میں) چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اگر چھوڑ دیئے جاؤ گے اور نیک کام کرو گے تو اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ بلند ہی ہوتا رہے گا پھر تم شاید پیچھے چھوڑے جاؤ گے کہ (ابھی نہ مرو گے بلکہ) تمہاری عمر دراز ہوگی اور کچھ لوگوں (یعنی مسلمانوں) کو تم سے نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں (یعنی کافروں) کو تم سے نقصان پہنچے گا، پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

« اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَ لَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ »

''اے اللہ! میرے اصحاب کے لیے ان کی ہجرت کامل کر دے اور انہیں پھر پیچھے نہ لوٹا۔''

(یعنی مکہ میں انہیں موت نہ دے) لیکن قابل رحم تو سعد بن خولہ ہے رسول اللہ ﷺ اس لیے افسوس کا اظہار کر رہے تھے) کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

(المغازی۔ باب حجة الوداع...... رقم:٤٤٠٩)

ایک روایت میں ہے حضرت سعد نے فرمایا، کہ آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا پھر آپ ﷺ نے میرے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَاَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ »

''اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو پورا فرما۔'' حضرت فرماتے ہیں:

« فَمَا زِلْتُ اَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فَمَا يُخَالُ اِلَيَّ حَتّٰى السَّاعَةِ »

''کہ اس وقت سے لے کر اب تک آپ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے جگر میں ٹھنڈک محسوس ہوتی آئی ہے۔'' (المرضیٰ باب وضع الید علی المریض...... رقم:٥٦٥٩)

دنیا کی بادشاہت کی پیش گوئی:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دن مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے شہدائے احد پر نماز پڑھی جیسا کہ آپ ﷺ میت پر پڑھتے تھے پھر آپ ﷺ واپس آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

«اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَ اَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَ اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ......»

میں قیامت کے دن تمہارا پیش رو ہوں اور تمہارا گواہ بنوں گا میں اللہ کی قسم یقیناً اس وقت اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا (یہ فرمایا روئے) زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے تم لوگوں پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ تم پر اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے۔ (الرقاق۔باب الحوض...... رقم: ٦٥٩٠)

امن اور فراوانی کی پیشین گوئی:

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ دو آدمی آئے، ایک تو اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کر رہا تھا اور دوسرا راستوں کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے حیرہ (شہر) دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ دیکھا تو نہیں ہاں اس کے متعلق معلومات تو ہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْحَلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ »

''اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ شہر سے (اکیلی) چلے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔''

ایک روایت میں ہے، جہاں تک راستوں کے غیر محفوظ ہونے کا تعلق ہے تو تھوڑے ہی عرصے بعد (ایسا امن ہو جائے گا کہ) قافلہ (مدینہ سے) مکہ تک بغیر کسی محافظ اور ضامن کے چلا جائے گا (اور کوئی اس سے مزاحمت نہ کر سکے گا) اور باقی رہا فقر تو (اس کی بھی یہ کیفیت ہے کہ) قیامت نہ آئے گی حتی کہ

(لوگوں کے پاس مال کی ایسی کثرت ہو جائے گی کہ) تم میں سے کوئی شخص اپنا صدقہ لے کر پھرے گا مگر کسی کو نہ پائے گا جو اسے قبول کر لے۔ پھر (یہ یاد رکھو کہ) یقیناً تم میں سے ایک شخص (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان جو اس کی ترجمانی کرے۔ (بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے باتیں کرے گا) پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو مال نہ دیا تھا؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہیں بھیجا تھا؟ (جو تجھے زکوٰۃ کی فرضیت سے آگاہ کرتا تھا) وہ عرض کرے گا ہاں (بھیجا تھا) پھر وہ شخص اپنی دائیں جانب نظر کرے گا تو آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا اور بائیں جانب نظر کرے گا تو سوائے آگ کے کچھ نہ پائے گا۔ لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ آگ سے بچے، اگرچہ کھجور کے ٹکڑے ہی (صدقہ دینے) سے ہو۔ پھر اگر کھجور کا ٹکڑا ہی میسر نہ ہو تو عمدہ بات کہہ کر (کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے جہنم سے بچنے گا)

(الزکاۃ۔باب الصدقة قبل الرد...... رقم:۱۴۱۳، کتاب المناقب......رقم:۳۵۹۵)

آندھی آنے کی پیشین گوئی:

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا تھا چنانچہ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک عورت اپنے باغ میں تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اندازہ لگاؤ (کہ اس باغ میں کس قدر (کھجوریں ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دس وسق کھجوروں کا اندازہ فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یاد رکھنا کہ اس میں سے کس قدر کھجوریں نکلتی ہیں؟ پھر جب ہم (مقام) تبوک میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات کو سخت آندھی چلے گی لہٰذا کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے ساتھ اونٹ ہو وہ اسے باندھ دے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے اونٹوں کو باندھ دیا اور سخت آندھی چلی۔ ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا اس کو آندھی نے طيء (نامی) پہاڑ پر اٹھا کر پھینک دیا اور (اسی جنگ میں ملک) ایلہ کے بادشاہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سفید خچر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑھنے کے لیے ایک چادر بھی بھیجی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھا پھر جب (اختتام جنگ کے بعد) لوٹے اور وادی قریٰ میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے دریافت فرمایا، تمہارے باغ میں کتنی کھجور پیدا ہوئی؟ تو اس نے عرض کی کہ دس وسق، یہی اندازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں مدینہ جلد پہنچنا چاہتا ہوں لہٰذا تم میں سے جو شخص جلدی جلدی میرے ساتھ چل

سکے وہ جلدی کرے۔ جب آپ ﷺ کو مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ "طابہ" آ گیا ہے۔ پھر جب آپ ﷺ نے احد کو دیکھا تو فرمایا:

«هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ»

"یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں"

کیا میں تم لوگوں کو انصار کے گھروں میں سے اچھے گھروں کی خبر دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا "بنی نجار کے گھر پھر بنی عبدالاشھل کے گھر یا (یہ فرمایا کہ) بنی حارث بن خزرج کے گھر اور (یہ گھر بہت زیادہ اچھے ہیں ورنہ یوں تو) انصار کے تمام گھروں میں اچھائی ہے"

(الزكاة۔ باب خرص التمر۔ رقم: ۱٤۸۱)

فتنوں کی پیش گوئی:

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے پر چڑھے تو فرمایا: کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِنِّی لَاَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْمَطَرِ»

"بے شک میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کے نازل ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ (وہ اس کثرت سے ہوں گے) جیسے زوردار بارش کے قطرات ہوتے ہیں۔"

(الفتن باب قول النبی ﷺ ویل للعرب...... رقم: ۷۰٤۰)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ لَاَیَّامًا یُرْفَعُ فِیْهَا الْعِلْمُ وَیَنْزِلُ فِیْهَا الْجَهْلُ وَ یَکْثُرُ فِیْهَا الْهَرَجُ»

"قیامت سے پہلے ایسا دور آئے گا کہ جس میں علم ختم ہو جائے گا اور جہالت کا دور دورہ ہوگا اور خونریزی زیادہ ہوگی۔" (الفتن باب ظهور الفتن...... رقم: ۷۰٦٤)

ہر آنے والا دن پہلے سے بدتر ہوگا:

حضرت زبیر بن عدی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حجاج بن یوسف کی طرف مصائب کا شکوہ کیا تو انھوں نے فرمایا صبر سے کام لو کیونکہ میں نے تمہارے نبی سے سنا تھا وہ ارشاد

فرماتے تھے:

«فَاِنَّهٗ لَا یَأْتِیْ عَلَیْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ »

''کہ ہر آنے والا وقت پچھلے سے بدتر ہوگا یہی صورت حال رہے گی حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔'' (الفتن باب لایأتي زمان......رقم:۷۰٦۸)

عراق میں فتنے برپا ہوں گے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا »

''اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام اور یمن میں برکت فرمادے۔''

صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! نجد (عراق) کے لیے دعا فرمادیں لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی شام اور یمن کے لیے دعا فرمائی، صحابہ نے پھر عراق کے لیے دعا کرانی چاہی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

« هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَ بِهَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ »

'' وہاں زلزلے (کپکپادینے والے معاملات) اور فتنے ہوں گے اور اس میں شیطان کا سینگ نکلے گا۔'' (الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من قبل المشرق...... رقم:۷۰۹٤)

ارض حجاز سے آگ نکلے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی »

'' قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ حجاز (مکہ مدینہ کے علاقے) سے آگ نکلے گی جو کہ بصری (شہر کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔'' (یہ آگ ......ھ میں ظاہر ہو چکی ہے۔)

(الفتن۔ باب خروج النار...... رقم:۷۱۱۸)

لیلۃ القدر کی رات بارش ہوئی:

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف

کیا پھر آپ ﷺ بیسویں تاریخ کی صبح کو باہر تشریف لائے اور ہم سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی تھی مگر میں اسے بھول گیا۔ یا یہ فرمایا، بھلا دیا گیا۔ اب تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور میں نے (خواب میں) دیکھا ہے گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، لہذا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ (اس آخری عشرہ میں بھی) اعتکاف کرے۔ چنانچہ ہم سب نے اعتکاف کیا اور اس وقت ہم آسمان پر بادل کا نشان بھی نہیں دیکھتے تھے کہ

« فَوَالَّذِیْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلٰى اَنْفِهٖ وَ اَرْنَبَتِهٖ اَثَرَ الْمَاءَ وَالطِّيْنِ »

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اچانک شام کو بادل آیا اور برسنے لگا یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور وہ کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی اس کے بعد نماز قائم کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیچڑ پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر مٹی کا دھبہ نماز کے بعد بھی دیکھا۔ (الاعتکاف۔ باب من خرج من اعتکافه...... رقم: ۲۰۴۰)

آپ ﷺ نے خیبر کے یہود کی جلاوطنی کی پیش گوئی کی تھی:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر والوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (یعنی خود ان) کے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے مالوں پر معاہدہ کیا اور فرمایا تھا۔ جب تک اللہ تم کو قائم رکھے گا تو ہم بھی تم کو ٹھہرائیں گے۔ اور (پھر یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جائیداد پر خیبر میں گئے تھے تو ان پر رات کے وقت ظلم کیا گیا اور ان کے دونوں ہاتھ اور پاؤں توڑ دیئے گئے اور ان یہودیوں کے سوا کوئی ہمارا دشمن وہاں نہیں ہے وہی ہمارے دشمن ہیں اور ہمارا شبہ انہیں پر ہے اور اب میں ان کو جلاوطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا مضبوط ارادہ کر لیا تو ابو حقیق کے خاندان میں سے کوئی شخص آیا اور اس نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہم کو نکالے دیتے ہیں حالانکہ محمد ﷺ نے ہمیں ٹھہرایا تھا اور (یہاں کے) مالوں پر ہم سے معاملہ کیا تھا اور اس بات کی ہمارے لیے شرط کر لی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرماں بھول گیا ہوں (جو آپ نے فرمایا تھا) کہ تیرا کیا حال ہو گا

جب تو خیبر سے نکالا جائے گا، تیرا اونٹ تجھے کئی راتیں لیے پھرے گا؟ اس نے کہا یہ تو ابو القاسم ﷺ کا مذاق تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

« كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ »

''اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے۔''

پھر ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نکال دیا اور ان کے پاس جو کچھ میوہ جات اونٹ اور دوسرے اسباب کجاوے اور رسیوں وغیرہ چیزوں کی قیمت انہیں دے دی۔

(الشروط۔ باب اذا اشرط فی المزارعة...... رقم: ٢٧٣٠)

بدر میں کفار کے شکست کھا جانے کی پیش گوئی:

- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن جب کہ آپ ﷺ ایک قبہ کے اندر تھے، یہ فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ »

''اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں کہ (اپنے وعدے کا پاس کرتے ہوئے مسلمانوں کو فتح دے دے) اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ »

''اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کرادے گا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ یارسول اللہ (اسی قدر دعا) آپ کو کافی ہے آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی حد کر دی اور نبی ﷺ (اس وقت) زرہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ (سورۃ القمر ۴۵۔ ۴۶ کے) یہ (الفاظ) تلاوت کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝﴾

’’عنقریب (کفار کی) یہ جماعت بھگا دی جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ دوڑیں گے بلکہ قیامت کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت بہت سخت اور تلخ چیز ہے۔‘‘

(المغازی۔ باب قول اللّٰہ تعالیٰ ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ ......﴾ رقم:۳۹۵۳)

بحری بیڑے میں جہاد کرنے اور قسطنطنیہ کی فتح کی پیش گوئی:

حضرت عمیر بن اسود فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ بن صامت کے پاس گیا اس وقت وہ حمص میں تھے اور وہ اپنے گھر میں تھے اور ان کے ساتھ حضرت ام حرام بھی تھیں وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لیے جنت واجب ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ان میں ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں میں ہو۔ ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) میں جہاد کریں گے وہ مغفور ہیں یعنی ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں ان لوگوں میں ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: « لَا »؟ ’’نہیں‘‘ بلکہ تم پہلے گروہ میں شامل ہوگی۔ (الجہاد۔باب ملقیل فی قتال الروم...... رقم:۲۹۲۴)

ام حرام سمندری جہاز میں شریک ہوئی تھیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہ عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں ایک دن آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کے سر کو اس طرح دیکھنے لگیں جیسے جوئیں دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ سو گئے اور پھر جب بیدار ہوئے تو ہنستے ہوئے اٹھے۔ ام حرام نے عرض کی کہ یارسول اللہ کس سبب سے آپ ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ »

میری امت کے چند لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھ کو دکھائے گئے۔ سمندر کے درمیان (جہازوں پر) سوار بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے تھے ام حرام نے فرمایا کہ میں نے عرض کی

یارسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا مانگی اور پھر سر رکھ کر سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (اب) کس وجہ سے آپ ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری امت کے چند لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: یہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے۔ کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:« أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ » تم پہلوں میں سے ہو، چنانچہ ام حرام سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کے دور حکومت میں پہلے اسلامی بیڑے پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے وقت اپنی سواری کے جانور سے گر کر فوت ہوگئیں (رضی اللہ عنہا)

(الجهاد۔ باب غزوة المرأة في البحر...... رقم: ٦٨٧٧)

جنگ موتہ میں امراء لشکر کی شہادت کی خبر:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَ إِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ »

"اگر زید شہید ہوجائیں تو حضرت جعفر کو امیر بنالینا اگر وہ بھی شہید ہوجائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنالینا۔"

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی اسی جنگ میں شریک تھا جب ہم نے شہداء کو دیکھا تو ان میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ موجود تھے

« وَوَجَدْنَا مَا فِيْ جَسَدِهٖ بِضْعًا وَّ تِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ »

"اور ان کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نوے (۹۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔"

(المغازی۔ باب غزوة موتة......رقم: ٤٢٦١)

بے ایمان لوگ متشابہ آیات کو لیتے ہیں:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَ

اُخَرُ مُتَشَابِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ ......﴾

”وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔“

فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی فرماتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے لگتے ہیں تو سمجھ لو:

«فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ »

”اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے لہٰذا ان سے بچ کر رہو“

(التفسیر۔باب ﴿ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ......﴾ رقم: ٤٥٤٧)

خوارج کثرت سے عمل کرتے ہیں لیکن فضول:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، کہتے تھے کہ تم میں سے ایک ایسی قوم نکلے گی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں اور اپنے روزے اور ان کے روزے اور اپنے (دوسرے) نیک اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلے حقیر سمجھو گے اور وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (رضاء الٰہی کے لئے تلاوت نہیں ہوگی) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ پیکان میں کچھ معلوم ہو اور نہ ڈنڈی میں کوئی خون لگا ہوا معلوم ہو اور نہ پر کے اوپر اسے کوئی چیز نظر آتی ہے ہاں سوفار پر اسے کچھ شک گزرتا ہے۔

(فضائل القرآن۔باب اثم مَنْ رَاءٰی بقراءة القرآن......رقم: ٥٠٥٨)

امانت اور دیانت کا زوال ہو جائے گا:

سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان فرمائی تھیں، ایک کا ظہور تو میں نے دیکھ لیا جبکہ دوسری کے ظہور کا میں منتظر ہوں۔ وہ پہلی حدیث یہ ہے: امانتداری پہلے دلوں کی گہرائی میں اتری، پھر لوگوں نے قرآن سے بھی امانتداری کا حکم جان لیا اور پھر سنت نبی ﷺ سے بھی جان

لیا اور رسول اللہ ﷺ نے امانتداری کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ امانتداری بہت جلد جاتی رہے گی اور ایسا ہو جائے گا کہ آدمی سوئے گا اور امانتداری اس کے دل سے نکال لی جائے گی۔ اس کا اثر ایک مدہم داغ کے نشان کی طرح رہ جائے گا پھر سوئے گا تو باقی امانتداری بھی نکال لی جائے گی اور اس کا نشان ایک آبلہ سا ہوگا جیسے چنگاری کو اگر پاؤں سے لڑھکا دے اور وہ پھول جائے اور تو اسے ابھرا ہوا دیکھے حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں ہو اور صبح کو لوگ خرید وفروخت کریں گے لیکن ان میں سے امانتدار کوئی بھی نہ ہوگا۔ امانتدار ایسے شاذ و نادر ہو جائیں گے لوگ یوں کہیں گے (کہ بھائی) فلاں قبیلہ میں فلاں شخص کیسا ہی امانتدار ہے؟ اور کسی شخص کے متعلق یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کیسا عقل مند ہے:

«وَ مَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ»

حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا وقت گزر چکا ہے کہ مجھے کسی کے ساتھ معاملہ کرنے پر پروانہ ہوتی تھی۔ مسلمان کو تو اسلام حق کی طرف لے آتا اور عیسائی کو اس کے حاکم مجبور کر کے میرا حق دلا دیتے اور آج کل تو میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے کوئی معاملہ یا خرید وفروخت نہیں کرتا۔ (الرقاق۔ باب رفع الامانة...... رقم:٦٤٩٧)

چند پیشین گوئیاں:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ......»

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ آپس میں لڑیں گے اور ان میں نہایت سخت لڑائی ہوگی، دعویٰ ان دونوں کا ایک ہی ہوگا (یہ جنگ صفین وجمل کی طرف اشارہ ہے) اور تیس کے قریب دجال جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک ان میں سے یہ کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور علم اٹھا لیا جائے گا اور زلزلوں کی کثرت ہوگی اور وقت (یعنی دور ایک دوسرے سے) قریب ہوگا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور خون ریزی کی کثرت ہوگی اور مال کی تم میں اس قدر کثرت ہو جائے گی یہاں تک کہ مال دار شخص کو یہ پریشانی لاحق ہوگی کہ کوئی اس کے صدقہ کو قبول کرے اور جب کسی کے سامنے اسے پیش کرے گا تو وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے:

﴿وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ﴾

''اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مکانوں پر فخر کریں گے۔''

اور آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا: ﴿يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ﴾ کہ کاش میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا اور سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا۔ پھر جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور وہ، وہ وقت ہوگا جبکہ کسی شخص کو جو پہلے ایمان نہ رکھتا تھا یا جس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ ایمان لانا نفع نہیں دے گا اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہوجائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنے آگے خرید وفروخت کے لئے کپڑا پھیلایا ہوا ہوگا لیکن نہ تو اس کی خرید وفروخت کرسکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے (کہ قیامت قائم ہوجائے گی) اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہوجائے گی اور کوئی شخص اپنے جانوروں کے چارے کے حوض کی مرمت کررہا ہوگا اور وہ اپنے جانوروں کو کھلا پلا نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی اور البتہ قیامت اتنی جلدی قائم ہوجائے گی کہ کسی شخص نے نوالہ اٹھایا ہوگا لیکن وہ اس کو کھا نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔

(الفتن باب خروج النار کا ذیلی باب ......رقم: ۷۱۲۱)

سورج مغرب سے طلوع ہوگا:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے جبکہ سورج غروب ہورہا تھا یہ فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا: ﴿اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ﴾ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب واقف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر (مشرق سے) طلوع ہونے کی (اللہ سے) اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے اور اس کا سجدہ قبول نہ کیا جائے اور اجازت مانگے مگر اسے اجازت نہ ملے بلکہ اس سے کہہ دیا جائے کہ تو جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا۔

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾

(سورۃ یٰسین: ۳۸)

''اور آفتاب اپنی جگہ پر چلتا ہے، یہ غالب دانا کی مقرر کی ہوئی بات ہے۔''

(بدء الخلق۔ باب صفة الشمس والقمر...... رقم: ۳۱۹۹)

سو برس تک یہ دور ختم ہو جائے گا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ نبی ﷺ نے (ایک مرتبہ) عشاء کی نماز اپنی اخیر زندگی میں پڑھی۔ اور اس حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّ رَأْسَ مِأَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ »

"بے شک سو برس کے بعد جو شخص آج زمین کے اوپر ہے کوئی باقی نہ رہے گا۔ مراد آپ ﷺ کی اس سے مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ گزر جائے گا۔"

(مواقيت الصلاة۔ باب السمر في الفقه...... رقم: ٦٠٠، ٦٠١)

دجال کا تذکرہ:

سیدنا ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ایک بہت طویل قصہ بیان فرمایا تھا تو جو آپ ﷺ نے ہم سے طویل واقعہ بیان فرمایا تھا اس کا کچھ حصہ اس طرح تھا۔ دجال مدینہ کی شوریلی زمین پر آکر اترے گا لیکن اس پر مدینہ کے اندر آنا حرام کر دیا گیا ہے۔ تو اس وقت ایک شخص جو تمام انسانوں میں سب سے بہتر اور نیک ہوگا۔ دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا:

«أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَدِيْثَهُ»

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان فرمادی تھی۔"

تو دجال لوگوں سے کہے گا کہ بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو کیا تم لوگ پھر بھی (میرے) معاملہ میں شک کرو گے؟ تو لوگ جواب دیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ دجال پہلے تو اس نیک شخص کو قتل کرے گا پھر زندہ کر دے گا۔ وہ نیک شخص زندہ ہو کر کہے گا:

« وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ »

"اللہ کی قسم! اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے تو وہی دجال ہے تو دجال پھر اس نیک شخص کو قتل کرنا چاہے گا مگر نہ کر سکے گا۔" (الفتن۔ باب لا يدخل الدجال المدينه......رقم: ٧١٣٢)

لشکر دھنس جانے کی پیش گوئی:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے گا پھر جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو سب لوگ زمین میں دھنس جائیں گے (ام المومنین) فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگ کیسے دھنس جائیں گے حالانکہ ان میں ان کے بازار بھی ہونگے اور بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو ان (مجرموں) میں سے نہیں ہوں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ »

"سب لوگ دھنس جائیں گے مگر ان کو قیامت کے دن ان کی نیت کے موافق اٹھایا جائے گا۔"

(البیوع۔ باب ما ذکر فی الاسواق......رقم: ۲۱۱۸)

معجزات

آپ ﷺ کی نبوت کی حقانیت کے دلائل میں سے معجزات بھی بہت بڑی دلیل ہیں، چند معجزات پیش خدمت ہیں۔

مشکیزوں کا پانی بڑھ گیا:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم رات کو چلے، یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آ گیا تو ہم نے پڑاؤ کیا اور سب سو گئے اور مسافر کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی نیند میٹھی نہیں ہوتی۔ پھر ہمیں سورج کی گرمی نے بیدار کیا۔ پس سب سے پہلے جو شخص جاگا وہ فلاں شخص تھا، پھر فلاں شخص تھا، پھر فلاں شخص: پھر سیدنا عمر بن خطاب چوتھے جاگنے والے شخص تھے اور نبی ﷺ جب سو جایا کرتے تھے تو ان کو کوئی بیدار نہ کرتا تھا حتی کہ آپ خود بیدار ہو جائیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کے لیے آپ کے خواب میں کیا ہو رہا ہے مگر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے وہ حالت دیکھی جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ طاقتور آدمی تھے تو انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور برابر تکبیر کہتے رہے اور تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کی آواز کے سبب نبی ﷺ بیدار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو جو مصیبت لوگوں پر پڑی تھی اس کی شکایت آپ سے کی گئی: تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے (اس لیے کہ یہ سونا جان بوجھ کر نہیں تھا) پھر چلے اور تھوڑی دور جا کر اتر پڑے اور وضو کا پانی منگوایا، پھر وضو کیا اور اذان کہی گئی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک ایسے شخص پر آپ کی نظر پڑی جو گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، لوگوں کے ساتھ اس نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے فلاں! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟“

تو اس نے کہا مجھے جنابت ہو گئی تھی اور پانی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیمم کر لو وہ تمھیں کافی

ہے۔ پھر نبی ﷺ چلے تو لوگوں نے آپ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی، تو آپ ﷺ پھر اتر پڑے اور ایک شخص کو اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو۔

وہ دونوں چلے تو ایک عورت ملی جو پانی کی دو مشکوں کے درمیان اپنے اونٹ پر بیٹھی جا رہی تھی۔ تو ان دونوں نے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں کل اس وقت پانی پر تھی اور ہمارے مرد پیچھے آ رہے ہیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا خیر اب تو (ہمارے ساتھ) چل۔ وہ بولی کہاں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اس نے کہا وہی شخص جسے بے دین کہا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! (وہی ہیں جن کے متعلق تم یہ خیال کرتی ہو) تو چل تو سہی۔ پس وہ دونوں اسے رسول اللہ کے پاس لائے اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور نبی ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں مشکوں کے منہ کھول کر اس میں سے کچھ پانی اس برتن میں نکالا۔ (اس کے بعد) ان کے اوپر والے منہ کو بند کر دیا اور نچلے منہ کو کھول دیا اور لوگوں میں آواز دے دی گئی کہ پانی پیو اور (اپنے جانوروں کو بھی) پلا لو۔ جس نے چاہا خود پیا اور جس نے چاہا (جانور کو) پلایا اور آخر یہ ہوا کہ جس شخص کو جنابت ہو گئی تھی اس کو ایک برتن پانی کا دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اس کو اپنے اوپر ڈال لو۔ اور وہ عورت کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے اور اللہ کی قسم جب پانی اس کے مشکوں سے لے لیا گیا تو یہ حال تھا کہ ہمارے خیال میں وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئیں تھیں۔ جب آپ ﷺ نے پانی لینا شروع کیا تھا پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے کچھ کھانا پینا جمع کر دو، لوگوں نے اس کے لیے عجوہ کھجور، آٹا اور ستو وغیرہ جمع کر دیئے۔ اور ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اسکے اونٹ پر سوار کر دیا اور کپڑا اس کے آگے رکھ دیا۔

پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا۔ لیکن اللہ نے ہمیں پانی پلایا۔ پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی چونکہ وہ راہ میں روک لی گئی تھی (اور وہ دیر سے گھر پہنچی تھی) انہوں نے کہا کہ تجھے کس نے روک لیا تھا؟ تو اس نے کہا کہ (عجیب بات پیش آ گئی تھی) مجھے دو آدمی ملے اور مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے بے دین کہا جاتا ہے اور اس نے ایسا کام کیا۔ اللہ کی قسم! یقیناً وہ شخص زمین اور آسمان کے درمیان میں سب سے بڑا

جادوگر ہے یا پھر وہ سچ مچ اللہ کا رسول ہے۔ اس کے بعد مسلمان اس کے آس پاس کے مشرکوں سے لڑتے رہے لیکن جس بستی میں وہ عورت رہتی تھی، اسے چھوڑ دیتے تھے۔ تو اس نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ مسلمان لوگ جان بوجھ تمہیں چھوڑ دیتے ہیں، تو کیا تم مسلمان نہیں ہو جاتے ؟ تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(التیمم۔ باب الصعید الطیب وضوء المسلم...... رقم: ٣٤٤)

قصہ معراج:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک رات) میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں اس رات مکہ میں تھا، پھر جبرائیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرے سینے کو چاک کیا، پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک تھال سونے کا حکمت ایمان سے بھرا ہوا لائے اور اسے میرے سینے میں ڈال دیا پھر سینے کو بند کر دیا۔ اس کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور مجھے آسمان پر چڑھا لے گئے تو جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ (دروازہ) کھول دو تو اس نے کہا تم کون ہو؟ وہ بولے کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں پھر اس نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی (اور بھی) ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اس نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر چڑھے تو میری ایک ایسے شخص پر (نظر پڑی) جو بیٹھا ہوا تھا، اس کی دائیں جانب کچھ لوگ تھے اور اس کی بائیں جانب (بھی) کچھ لوگ تھے۔ جب وہ اپنے دائیں جانب دیکھتا تو ہنس دیتا اور جب بائیں جانب دیکھتا تو رو دیتا تھا۔ پھر انہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا مرحبا (خوش آمدید) نیک پیغمبر اور نیک بیٹے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا آدم علیہ السلام ہیں اور جو لوگ ان کے داہنے اور بائیں ہیں، ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ دائیں جانب جنت والے ہیں اور بائیں جانب دوزخ والے۔ جب وہ اپنی دائیں جانب نظر کرتے ہیں تو ہنس دیتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔ پھر وہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور اور اس کے نگران سے کہا کہ دروازہ کھولو تو نگران نے اسی قسم کی بات کی جیسے پہلے آسمان کے نگران نے کی تھی پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ

آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم ﷩ کو دیکھا (اور ان کے ٹھکانے بیان نہیں کیے صرف اتنا کہا کہ آپ ﷺ نے) آدم کو آسمان دنیا پر اور ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کو لے کر ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بھائی (آپ نے فرمایا کہ) میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا ''خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے (جبریل علیہ السلام سے) پوچھا یہ کون ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گزرا تو انہوں نے فرمایا: خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بیٹے'' میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ حضرت یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سیدنا ابن عباس اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے بلند و بالا مقام پر پہنچا جہاں فرشتوں کے) قلم (چلنے) کی آواز سن رہا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ اور میں وہ لے کر لوٹا یہاں تک کہ جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے (یہ سن کر) فرمایا اپنے رب کے پاس لوٹ جایئے (اور تخفیف کرایئے) کیونکہ آپ ﷺ کی امت (اس قدر عبادت کی) طاقت نہیں رکھتی، پس میں لوٹ گیا تو اللہ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا اور کہا کہ اللہ نے کچھ نمازیں معاف کر دی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، کہ اپنے رب سے رجوع کیجئے (رعایت کی اپیل کیجیے) کیونکہ آپ کی امت (اس کی بھی) طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں نے رجوع کیا تو اللہ نے کچھ نمازیں معاف فرما دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا (اور بتایا) تو وہ بولے کہ آپ اپنے رب پروردگار کے پاس لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت (اس کی بھی) طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں نے پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا تو اللہ نے فرمایا (اچھا) یہ پانچ نمازیں مقرر کی جاتی (ہیں) لیکن یہ (باعتبار ثواب کے)

پچاس ہیں اور میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا۔ تو انہوں نے کہا پھر اپنے پروردگار سے رجوع کیجئے۔ میں نے کہا:

((اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّي))

''(اب) مجھے اپنے پروردگار سے (بار بار اپیل کرتے ہوئے) شرم آتی ہے۔''

(پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا) اور اس پر بہت سے رنگ چھا رہے تھے (میں (نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا تھے) پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو اس میں موتیوں کے ہار تھے اور وہاں کی مٹی کستوری تھی۔

(احادیث الانبیاء۔ باب ذکر ادریس...... رقم:۳۳۴۲)

سخت چٹان آپ ﷺ کی چوٹ سے ریزہ ریزہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان آ گئی نبی ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ سخت چٹان آ گئی ہے تو آپ ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ سخت چٹان آ گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا، خندق میں میں اترتا ہوں پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کا پیٹ (بھوک کی شدت کم کرنے کے لیے) باندھا ہوا تھا۔ تین دنوں سے ہم نے کھانا نہیں کھایا تھا آپ ﷺ نے کدال پکڑی اور اسے چوٹ ماری تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت دے دیں (اجازت ملی تو میں گھر گیا اور) اپنی بیوی سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے بھوکا دیکھا ہے مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ جو ہیں اور چھوٹی سی بکری ہے۔

میں نے بکری ذبح کر ڈالی اور بیوی نے جو پیس لیے گوشت کو ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دی پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوا تب آٹا تیار تھا اور گوشت بھی پکنے والا تھا میں نے کہا: یا رسول اللہ! تھوڑا سا کھانا ہے آپ ﷺ اپنے ساتھ ایک دو آدمی لے چلیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کھانا کتنا ہے میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا خوب اور بہت ہے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے آنے تک ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور تنور میں روٹیاں نہ لگانا پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ (جابر کے گھر تمہاری دعوت ہے) مہاجرین سب کے سب کھڑے ہو گئے۔

جب میں اپنی بیگم کے پاس پہنچا تو میں نے کہا تیری خرابی ہو:

« جَاءَ النَّبِیِّ ﷺ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَّعَهُمْ »

’’کہ اللہ کے نبی ﷺ مہاجرین و انصار اور ساتھ والے تمام لوگوں کو لے کر آ چکے ہیں۔‘‘

بیوی نے پوچھا کیا آپ ﷺ نے تم سے کھانے کی مقدار کے متعلق پوچھا تھا؟ میں نے کہا ہاں پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اندر چلو لیکن دھکم دھکی نہ کرو پھر نبی ﷺ روٹیوں کے ٹکڑے کر کے ان پر گوشت رکھتے گئے اور تنور اور ہانڈی کو ڈھانک دیتے تھے اور روٹیوں کے ٹکڑے صحابہ کو پیش کر دیتے تھے پھر ہانڈی بند کر دیتے تھے۔ قصہ مختصر آپ ﷺ روٹیوں کے ٹکڑے کر کے گوشت رکھ کر صحابہ کو دیتے چلے گئے حتیٰ کہ تمام صحابہ سیر ہو گئے لیکن کھانا ابھی تک بچا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے میری بیوی سے فرمایا:

« كُلِيْ هٰذَا وَاهْدِيْ فَإِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مُجَاعَةٌ »

’’کہ خود بھی یہ کھانا کھاؤ اور لوگوں کو تحفہ بھی دو کیونکہ لوگ بھوکے ہیں۔‘‘

(المغازی۔ باب غزوہ الخندق...... رقم: ۴۱۰۱)

ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ (زیادہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے کر) رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے مجھے رسوا نہ کرنا۔

پھر میں نے جا کر آپ ﷺ کے کان میں کہا یا رسول اللہ! ہم نے چھوٹی سی بکری ذبح کی ہے اور ایک صاع جو پیس کر گوندھے ہیں آپ ﷺ نے سب کو بلا لیا۔ جب آپ ﷺ صحابہ کو لے کر آ گئے تو میری بیوی نے کہا تیری ایسی تیسی ہو جائے (یہ کیا ہوا؟) میں نے کہا کہ میں نے تو ویسے ہی کہا تھا جیسے تم نے مجھ سے کہا تھا پھر اس نے آٹا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی پھر ہانڈی میں بھی لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کسی عورت کو بھی ساتھ ملا لو اور ہانڈی سے سالن لیتے جاؤ لیکن ہانڈی چولہے پر ہی رہے۔

کھانے والے لوگ تقریباً ایک ہزار تھے:

« فَاَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ

وَ اِنَّ عَجِیْنَنَا لَیُخبَزُ کَمَا هُوَ »

''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمام صحابہ کھا کر فارغ ہو گئے لیکن ابھی کھانا بچا ہوا تھا اور ہماری ہنڈیا پہلے کی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پہلے کی طرح پکایا جا رہا تھا۔(یعنی تر و تازہ تھا)(حوالہ مذکو...... رقم:٤١٠٢)

آپ ﷺ کے سامنے بیت المقدس:

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے قریش نے (واقعہ معراج کے سلسلے میں) جھٹلا دیا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا:

«فَجَلَّى اللّٰهُ لِیُ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ فَطِفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰیَاتِهٖ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ»

''اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا وہ بیت المقدس کے متعلق سوال کرتے گئے اور میں بتاتا چلا گیا۔''(التفسیر۔ باب قولہ ﴿اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ......﴾ رقم: ٤٧١٠)

غیر مسلموں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تصدیق

نبی ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے، آپ ﷺ کی نبوت کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت یا آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق غیر مسلموں نے کی ہے۔

ورقہ بن نوفل سے آپ ﷺ کی تصدیق:

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی، وہ اچھے خواب تھے۔ جو خواب آپ ﷺ دیکھتے تھے وہ (صاف صاف) صبح کی روشنی کے مثل ظاہر ہوجاتا تھا۔ (پھر اللہ کی طرف سے) خلوت کی محبت آپ ﷺ کو دے دی گئی۔ چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت فرمایا کرتے تھے اور وہاں آپ کئی راتیں (لگاتار) عبادت کیا کرتے تھے۔ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر نہ آتے تھے اور اسی قدر زاد راہ بھی لے جایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس وحی آگئی اور آپ غار حرا میں تھے یعنی فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ پڑھو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے (زور سے) بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی۔ مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے! تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور (زور سے) بھینچا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے۔ تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پھر پکڑ لیا اور تیسری بار مجھے (زور سے) بھینچا پھر مجھ سے کہا کہ:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ......الخ ﴾ (العلق:۱ تا ۳)

اپنے پروردگار کے نام (کی برکت) سے پڑھو جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھو اور (یقین کرلو) تمہارا پروردگار بڑا بزرگ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا دل اس واقعہ کے سبب سے (مارے خوف کے) کانپنے لگا اور آپ ﷺ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس

تشریف لائے اور (وہاں موجود لوگوں سے) کہا کہ "مجھے کمبل اڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو کمبل اڑھا دیا۔ یہاں تک کہ (جب) آپ ﷺ کے دل سے خوف جاتا رہا تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سب حال (جو غار میں گزرا تھا) بیان کر کے کہا کہ بلا شبہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ یقیناً آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزور کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ (جو چیز لوگوں کے پاس نہیں وہ) انہیں کما دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی جو کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے بیٹے تھے کے پاس لائیں اور ورقہ وہ شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عبرانی کتاب لکھا کرتا تھا اور اتنا بہت بوڑھا آدمی تھا کہ بینائی جا چکی تھی تو اس سے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے (اس کا حال) سنو تو ورقہ نے کہا اے بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کر دیا تو ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے۔ جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش میں اس وقت (جب آپ ﷺ نبی ہوں گے) جوان ہوتا، اے کاش میں (اس وقت تک) زندہ رہتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم (مکہ سے) نکال دے گی۔ رسول نے (یہ سن کر بہت تعجب سے) فرمایا کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں جس شخص نے آپ ﷺ جیسی بات بیان کی اس سے (ہمیشہ) دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپ ﷺ کی (نبوت) کا دور مل گیا تو میں آپ ﷺ کی بہت ہی بھرپور طریقے سے مدد کروں گا۔ مگر چند ہی روز گزرے تھے کہ ورقہ کی وفات ہو گئی اور وحی چند روز کے لیے) رک گئی۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وحی کے بند ہو جانے کا حال بیان کرتے ہوئے (یہ بھی) فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن) اس حال میں کہ میں چلا جا رہا تھا تو یکا یک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے اپنی نظر اٹھائی تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) وہی فرشتہ جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا، ایک کرسی پر زمین و آسمان کے درمیان میں معلق بیٹھا ہوا ہے۔ میں (اسے دیکھ کر) ڈر گیا۔ پھر لوٹ آیا تو میں نے (گھر میں آکر) کہا مجھے کمبل اڑھا دو۔ (پھر اسی موقع پر) اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ ﴾ (المدثر: ۱۔۵)

''اے کپڑے اوڑھنے والے، اٹھ کھڑا ہو اور (لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈرا اور اپنے پروردگار کی (بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کرو اور ناپاکی (یعنی بتوں کی پرستش) کو چھوڑ رکھو۔''

پھر وحی مسلسل نازل ہونے لگی۔(کتاب بدء الوحی۔ باب کیف کان بدء الوحی...... رقم: ۳)

ہرقل نے نبوت محمد ﷺ کی تصدیق کر دی:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان بن حرب سے بیان کیا کہ ہرقل (شاہ روم) نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا (اور وہ) قریش کے چند سواروں میں (بیٹھے ہوئے تھے) اور وہ لوگ شام میں تاجر (بن کر گئے) تھے (اور یہ واقعہ) اس زمانہ میں (ہوا) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسفیان اور (نیز دیگر) کفار قریش سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ سب قریش ہرقل کے پاس آئے اور یہ لوگ (اس وقت) ایلیاء میں تھے۔ تو ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس کے گرد سردار ان روم (بیٹھے ہوئے) تھے۔ پھر ان (سب قریشیوں) کو اس نے (اپنے قریب) بلایا اور اپنے ترجمان کو طلب کیا اور (قریشیوں سے مخاطب ہو کر) کہا کہ تم میں سب سے زیادہ اس شخص کا قریب النسب کون ہے؟ (جو اپنے کو نبی کہتا ہے؟) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں ان سب سے زیادہ اس شخص کے قریب النسب ہوں یہ (یہ سن کر) ہرقل نے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو (بھی) قریب رکھو اور ان کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پیچھے (کھڑا) کرو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں (جو اپنے کو نبی کہتا ہے) اگر یہ مجھ سے جھوٹ بیان کرے تو تم (فوراً) اس کی تکذیب کر دینا (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر (مجھے) اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں آپ کی نسبت غلط باتیں بیان کر دیتا۔ غرض سب سے پہلے جو ہرقل نے مجھ سے پوچھا تھا یہ تھا کہ ان کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔ (پھر) ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے ان سے پہلے بھی اس بات (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں (پھر) ہرقل نے کہا کیا ان کے باپ دادوں میں

کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا نہیں (پھر) ہرقل نے کہا کہ بااثر لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے؟ میں نے کہا (امیروں نے نہیں بلکہ) کمزور لوگوں نے (پھر) ہرقل بولا کہ آیا ان کے پیرو کار (روز بروز) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا (کم نہیں ہوتے) بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ آیا ان (لوگوں) میں سے (کوئی) ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بدظن ہو کر منحرف بھی ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ کیا وہ (کبھی) وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، البتہ اب ہم ان کی طرف سے مہلت معاہدے میں ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (مہلت کے زمانہ میں) کیا کریں گے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفائی) ابو سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوائے اس کلمہ کے مجھے موقع نہیں ملا کہ میں کوئی بات (آپ کے حالات میں) داخل کر دیتا۔ (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ کیا تم نے (کبھی) اس سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں تو (ہرقل) بولا تمہاری جنگ اس سے کیسی رہتی ہے؟ میں نے کہا کہ لڑائی ہمارے اور ان کے درمیان ڈول (کے مثل) رہتی ہے کہ (کبھی) وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور (کبھی) ہم ان سے لے لیتے ہیں (یعنی کبھی ہم فتح پاتے ہیں اور کبھی وہ) پھر ہرقل نے پوچھا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور (شرکیہ باتیں وعبادتیں) جو تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ سب چھوڑ دو اور ہمیں نماز (پڑھنے) اور سچ بولنے اور پرہیزگاری اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہو کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے اندر (اعلیٰ) نسب والے ہیں چنانچہ تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح (عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا یہ بات یعنی اپنی نبوت کا دعویٰ تم میں سے کسی اور نے بھی ان سے پہلے کہی تھی؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں۔ میں نے (اپنے دل میں) یہ کہا کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کوئی کہہ چکا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اس قول کی تقلید کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں؟ پس میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اپنے باپ دادا کا ملک (اقتدار حاصل کرنا) چاہتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے نبوت کے دعوے سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا

نہیں۔ پس (اب) یقیناً میں جانتا ہوں کہ (کوئی شخص) ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگوں سے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولتا چلا جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے (بااثر) لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے؟ تو تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے اور (دراصل) تمام پیغمبروں کے پیروکار ایسے ہی لوگ (ہوتے رہے) ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے پیروکار زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم؟ تو تم نے بیان کیا کہ زیادہ ہوتے رہے ہیں اور (درحقیقت) ایمان کا یہی حال (ہوتا) ہے حتیٰ کہ کمال کو پہنچ جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے ناراضی ہو کر (دین سے) پھر بھی جاتا ہے؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں، اور ایمان کا (حال) ایسا ہی ہوتا ہے جب اس کی بشاشت دلوں میں رچ جائے (تو پھر نہیں نکلتی) اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں؟ اور (بات یہ ہے کہ) اسی طرح تمام پیغمبر وعدہ خلافی بالکل نہیں کیا کرتے تھے اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نیز تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اور تمہیں نماز (پڑھنے) سچ بولنے اور پرہیزگاری (اختیار کرنے) کا حکم دیتے ہیں۔ جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے اور بے شک میں (کتب سابقہ کی پیش گوئی سے) جانتا تھا کہ وہ (نبی) ظاہر ہونے والے ہیں مگر میں یہ نہ سمجھتا تھا کہ وہ تم سے ہوں گے۔ پس اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملنے کا بڑا اہتمام وسعی کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً میں ان کے قدموں کو دھوتا۔ پھر ہرقل نے رسول ﷺ کا (مقدس) خط، جو آپ ﷺ نے سیدنا دحیہ کلبی کے ہمراہ امیر بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور امیر بصریٰ نے اس کو ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا۔ (منگوایا اور (اس کو پڑھوایا) تو اس میں یہ (مضمون) تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "اللہ نہایت مہربان رحم کرنے والے کے نام سے شروع کرتا ہوں"

(یہ خط) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم کے نام ہے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ بعد اس کے (واضح ہو کہ) میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لاؤ گے (تو قہر الٰہی سے) بچ جاؤ گے اور اللہ تمہیں تمہارا ثواب دوگنا دے گا اور اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت کے (ایمان نہ لانے) کا بھی گناہ ہوگا

﴿ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران: ٦٤)

''اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یعنی یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو سوائے اللہ کے پروردگار بنائے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دینا کے اس بات کہ گواہ رہو کہ ہم تو اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں۔''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اور (آپ ﷺ کا) خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے ہاں بہت ہی شور ہونے لگا۔ آوازیں بلند ہوئیں اور ہم لوگ (وہاں سے) نکال دیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا، جب کہ ہم سب باہر کر دیئے گئے کہ (دیکھو تو) ابو کبشہ کے بیٹے (یعنی محمد) کا معاملہ درجہ اس قدر بڑھ گیا کہ اس سے بنو اصفر (روم) کا بادشاہ بھی خوف کھاتا ہے۔ پس ہمیشہ میں اس کا یقین کرتا رہا کہ وہ عنقریب غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو مشرف بہ اسلام کر دیا۔

فرمایا اور ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم، ہرقل کا مصاحب اور شام کے عیسائیوں کا پیرو پادری ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو ایک دن صبح کو بہت پریشان خاطر اٹھا تو اس کے کسی درباری نے کہا کہ ہمیں (اس وقت) آپ کی حالت کچھ اچھی دکھائی نہیں دیتی۔ ابن ناطور کہتا ہے کہ ہرقل کاہن تھا، علم نجوم میں مہارت رکھتا تھا تو اس نے اپنے درباری سے، جب کہ انہوں نے پوچھا، یہ کہا کہ میں نے رات کو ستاروں میں نظر کی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہو گیا ہے تو (دیکھو کہ) اس دور کے لوگوں میں ختنہ کون کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سوائے یہود کے کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ آپ یہودیوں سے پریشان نہ ہوں اور اپنے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں (حاکموں کو) لکھ بھیجیں کہ جتنے یہود وہاں ہیں سب قتل کر دیئے جائیں۔ پس وہ لوگ اپنی اسی منصوبہ بندی میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا وہ رسول کی خبر بیان کرتا تھا۔ سو جب ہرقل نے اس سے معلومات لیں

تو (اپنے لوگوں سے) کہا کہ جاؤ اور دیکھو کہ اس کا ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے اس کو دیکھا تو بتایا اس کا ختنہ کیا ہوا ہے اور ہرقل نے اس سے اہل عرب کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں۔ تب ہرقل نے کہا کہ یہی (نبی ﷺ) اس دور کے لوگوں کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو چکا ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو رومیہ میں (یہ حال) لکھ بھیجا اور وہ علم (نجوم) میں اسی کا ہم پلہ تھا اور (اس کے بعد) ہرقل حمص کی طرف چلا گیا۔ ابھی وہ حمص سے باہر بھی نہیں جانے پایا تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آ گیا۔ وہ بھی نبی کریمؐ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے کی موافقت کرتا تھا اور یہ (اس نے لکھا تھا) کہ وہ نبی ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے سرداران روم کو اپنے محل میں جو حمص میں تھا، طلب کیا اور حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کر دیئے جائیں، تو وہ بند کر دیئے گئے۔ پھر ہرقل (اپنے بالا خانے سے) باہر آیا اور کہا کہ اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی چاہتے ہو؟ اور (تمہیں) یہ (منظور ہے) کہ تمہاری سلطنت قائم رہے؟ (اگر ایسا چاہتے ہو) تو اس نبی کی بیعت کر لو۔ تو (یہ بات سنتے ہی) وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے، تو دروازوں کو بند پایا۔ بالآخر جب ہرقل نے (اس قدر) ان کی نفرت دیکھی اور (ان کے) ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو بولا کہ ان لوگوں کو میرے پاس واپس لاؤ اور (جب وہ آئے تو ان سے) کہا کہ میں نے یہ بات ابھی جو کہی تھی تو اس سے تمہارے دین کی مضبوطی کا امتحان لینا (مقصود) تھا اور وہ مجھے معلوم ہو گئی پھر لوگوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے۔ اور ہرقل کی آخری حالت یہی رہی۔ (کہ کفر پر مرا تھا) (بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی..... رقم: ۷)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے تین سوال کیے اور مسلمان ہو گئے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو کہ یہود کے عالم تھے ان کو نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر پہنچی تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ ﷺ سے تین باتیں پوچھتا ہوں، پیغمبر کے سوا کوئی اور ان کو نہیں جان سکتا:

1. قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟
2. جنتی لوگ جنت میں جا کر پہلے کیا کھائیں گے؟
3. بچہ اپنے باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے ننھیال کے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ باتیں بتائی ہیں تو سیدنا عبداللہ نے کہا کہ یہ (جبریل علیہ السلام) تمام فرشتوں میں سے یہود کا دشمن ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور پہلا کھانا جنتی لوگوں کا مچھلی کے کلیجے پر جو ٹکڑا لگا ہوتا ہے وہ ہوگا۔ بچہ کے مشابہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مرد عورت سے صحبت کرتا ہے اگر مرد کا پانی آگے بڑھ جاتا ہے تو اس کے مشابہ ہو جاتا ہے ورنہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ تو (عبداللہ بن سلام نے یہ سن کر) کہا: « اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ » کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! یہودی نہایت بہتان تراش لوگ ہیں آپ کے ان سے میرے متعلق پوچھنے سے پہلے اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ مجھ پر بہتان تراشی کریں گے (کبھی میری تعریف نہیں کریں گے) یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سیدنا عبداللہ بن سلام ایک کوٹھڑی میں چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان (یہودیوں) سے پوچھا: عبداللہ بن سلام تم میں کیسا آدمی ہے؟

انہوں نے کہا عبداللہ بن سلام عالم ہیں اور عالم کے بیٹے اور سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے (تو کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟) انہوں نے کہا کہ اللہ انہیں مسلمان ہونے سے بچائے رکھے۔ پھر سیدنا عبداللہ کوٹھڑی سے نکلے اور کہا کہ

«اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ »

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

اس وقت یہودی کہنے لگے کہ ''تو ہم سب میں سے برا آدمی ہے اور سب سے برے شخص کا بیٹا ہے اور انہیں برا بھلا کہنے لگے۔ (احادیث الانبیاء باب خلق آدم...... رقم: ۳۳۲۹)

یہودی عالم نے اسلامی عقیدے کی تصدیق کی:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! ہم تورات میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور تمام پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور

تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ۔ اس عالم کی تصدیق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے یہاں تک کہ دانت ظاہر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ﴾ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسے کرنا چاہیے تھی نہیں کی ......(الزمر: ٦٧) آخر تک تلاوت فرمائی (الحاصل یعنی اللہ کی قدرت بے حد ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں)

(التفسير ـ باب قوله ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ...... ﴾ رقم: ٤٨١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: «أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ» کہ میں ہوں (اصلی) بادشاہ! دنیا کے بادشاہ کہاں گئے؟ (جو مجھے اپنی شان دکھاتے تھے)

(حواله مذكور......رقم: ٤٨١٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جس کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے الٹ پلٹ کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی شخص سفر میں اپنی روٹی الٹتا پلٹتا ہے۔ یہ جنت والوں کی مہمانی کے لئے ہوگا۔ (راوی کہتے ہیں) پھر ایک یہودی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابو القاسم! اللہ آپ ﷺ پر برکت فرمائے کیا میں آپ کو قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کی خبر نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بتاؤ۔ اس نے اسی طرح جس طرح آپ ﷺ فرما چکے تھے کہا کہ زمین (قیامت کے دن) ایک روٹی کی طرح ہوگی (راوی فرماتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر) نبی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور پھر ہنسے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آئے۔ پھر وہ یہودی کہنے لگا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ ان کا سالن کیا ہوگا؟ ان کا سالن بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں؟ اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی۔ یہ بیل اور مچھلی اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے کلیجے کا لٹکا ہوا ٹکڑا ستر ہزار جنتی کھائیں گے۔

(الرقاق ـ باب يقبض الله الارض......رقم: ٦٥٢٠)

فضائل النبی ﷺ

نبی ﷺ کی صفات تورات میں:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ان صفات کے بارے میں پوچھا گیا جو تورات میں مذکور ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا! اللہ کی قسم! جو آپ ﷺ کی تعریف قرآن میں ہے اسی قسم کی بعض تعریفیں تورات میں بھی ہیں (تورات میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے)

«یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَ نَذِیْرًا وَ حِرْزًا لِلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِی......»

اے نبی! ہم نے آپ کو (دین حق کا) گواہ اور (مومنوں کو) بشارت دینے والا اور (کافروں کو) ڈرانے والا اور امیوں کا نگہبان بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ وہ نبی بدخلق ہے نہ بازاروں میں شور کرنے والا ہے اور نہ وہ برائی کے بدلے میں برائی کرتا ہے بلکہ درگزر اور مہربانی کرتا ہے اللہ اسے ہرگز موت نہ دے گا۔ یہاں تک کہ اس کے ذریعے سے ایک ٹیڑھے مذہب کو سیدھا کر دے۔ اس طرح کہ وہ (یقین کے ساتھ) لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور اس (ذات) کے ذریعہ سے اندھی آنکھیں، بہرے کان اور غافل دل کھول دے۔

(البیوع۔ باب کراهیة السخب فی السوق..... رقم: ۲۱۲۵)

نماز میں آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے:

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں، تو میں نے (ان سے) کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ (کیوں اس قدر گھبرا رہے ہیں) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (کہ دیکھو آفتاب میں گرہن) ہے میں نے دیکھا کہ سب لوگ (نماز کسوف

)پڑھ رہے تھے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سبحان اللہ۔ میں نے پوچھا کہ (یہ گرہن کیا) کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہاں۔ پھر میں بھی (نماز کے لیے) کھڑی ہوگئی، یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر (جب نماز ختم ہو چکی اور گرہن جاتا رہا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد ثنا بیان کی اور فرمایا: جو چیز (اب تک) مجھے نہ دکھائی گئی تھی، اسے میں نے (اس وقت) اپنی اسی جگہ میں (کھڑے کھڑے) دیکھ لیا۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو (بھی دیکھا ہے) اور میری طرف یہ وحی بھیجی گئی: " اِنَّكُم تُفتَنُونَ فِیْ قُبُورِ كُمْ " کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی، مسیح دجال کی آزمائش کے مثل یا اسی کے قریب قریب۔ (قبر میں) کہا جاتا ہے " مَا عِلمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ " اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تیری کیا معلومات ہیں؟ اگر وہ مؤمن ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اور وہ ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے۔

لہٰذا ہم نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی کی اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یہ کلمہ) تین مرتبہ (کہتا ہے) تو اس سے کہہ دیا جاتا ہے:

" نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ"

"تو آرام سے سویا رہ۔ بے شک ہم نے جان لیا تھا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔"

لیکن منافقت کرنے والا کہتا ہے کہ میں (حقیقت تو) نہیں جانتا (البتہ) میں نے لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا تھا چنانچہ میں نے بھی وہی کہہ دیا تھا۔ (العلم۔ باب من اجاب الفتیا...... رقم:۸۶)

فضول سوالات کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی:

سیدنا ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھی گئیں (جو آپ کے خلاف مزاج تھیں تو جب (ان سوالات کی) آپ کے سامنے بھرمار کر دی گئی تو آپ کو غصہ آگیا اور آپ نے لوگوں سے فرمایا: " سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ " جو چاہو مجھ سے پوچھ لو (میں تمہیں بتاؤں گا) تو ایک شخص نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے، جو شیبہ کا غلام ہے۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر آثار غضب دیکھے تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ!

" اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ "

"ہم اللہ و بزرگ و برتر سے توبہ کرتے ہیں۔"

(یعنی اب کبھی اس قسم کے سوالات آپ ﷺ سے نہ کریں گے) دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

« رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا »

"ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔" (یعنی ہمیں ان سے جو حکم ملے گا ہم سر تسلیم خم کریں گے۔)

(الاعتصام۔ باب مالكيره من كثرة السوال...... رقم: ۷۲۹٤)

آپ ﷺ نے جنت دوزخ دیکھی:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے گرہن کی طویل حدیث ذکر کی پھر فرمایا کہ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ (نماز کی حالت میں) ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جیسے آپ ﷺ نے اپنی جگہ میں کھڑے کھڑے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پیچھے آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنِّی رَاَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا »

"میں نے جنت کو دیکھا تھا اور ایک خوشہ انگور کی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا، (کہ اسے توڑوں لیکن اسے نہ توڑا) اگر میں اسے توڑ لیتا تو تم اسے کھاتے رہتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دوزخ اور جنت اس دیوار میں دکھائی گئی تو میں نے آج کی طرح کبھی خوفناک اور بھلائی والا منظر نہیں دیکھا میں نے عورتوں کو دوزخ میں زیادہ پایا۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے کفر کے سبب سے۔ پھر سوال کیا گیا کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ لمبا زمانہ احسان کرے پھر (اتفاقاً) کوئی بدسلوکی تیری جانب سے دیکھ لے تو (بلا تامل) کہہ دے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

(الكسوف۔ باب صلاة الكسوف جماعةً ......رقم: ۱۰۵۲)

آپ ﷺ کا دل جاگتا تھا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

«مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَ لَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَ رَكْعَةً»

''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے''

(پہلے) چار رکعت پڑھتے تھے تم ان کی خوبی اور ان کے طول کی کیفیت نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان کے حسن اور طول کے متعلق بھی سوال ہی نہ کرو (پھر سو جایا کرتے تھے) اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَنَامُ عَيْنَايَ وَ لَا تَنَامُ قَلْبِي»

''میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔''

(التہجد۔ باب قیام اللیل...... رقم: ۱۱۴۷)

نبی ﷺ کا ایک اہم خواب اور آپ کا مقام:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: تم میں سے کسی نے اگر آج رات کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا، آپ ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے ،اسی دستور کے مطابق ایک دن آپ ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا: تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، مگر میں نے آج دو شخصوں کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھے ایک مقدس زمین میں لے گئے۔ یکایک میں وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا آدمی ہاتھ میں لوہے کا ایک آنکڑا لیے کھڑا ہے وہ اسے اس بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی گدی تک چیرتا ہوا پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا ہے اور اس دوران اس کا پہلا جبڑا ٹھیک ہو

جاتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ ایسا ہی کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے جواب دیا کہ آگے چلیے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سرہانے ایک پتھر لیے ہوئے کھڑا تھا پس وہ اس پتھر سے اس لیٹے ہوئے آدمی کا سر کچل دیتا تھا۔ جب اسے مارتا اور پتھر لڑھک جاتا تو جا کر اس کو اٹھا لیتا اور جب اس لیٹے ہوئے آدمی کے پاس واپس آتا تو اس وقت تک اس کا سر ٹھیک ہو چکا ہوتا تھا اور جو حالت اس کی پہلے تھی وہی ہو جاتی تھی پھر وہ اسے دوبارہ مارتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا کہ آگے چلئے۔ چنانچہ ہم چلے تو ایک گڑھے کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ وہ تنور کی طرح کا تھا، منہ اس کا تنگ تھا اور نچلا حصہ اس کا چوڑا تھا۔ اس گڑھے میں آگ جل رہی تھی اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں جب آگ بہت بھڑک اٹھتی تو وہ لوگ بھی اوپر کو اٹھ جاتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا آگے چلیے۔ چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی تھا جس کے سامنے کچھ پتھر تھے اور وہ نہر والے شخص کے سامنے کھڑا ہوا تھا جب وہ اس نہر سے باہر نکلنا چاہتا تو یہ شخص ایک پتھر اس کے منہ پر کھینچ کر مارتا تو وہ جہاں تھا وہیں واپس چلا جاتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چلیے چنانچہ ہم چلے یہاں تک ایک نہایت شاداب اور سرسبز باغ میں پہنچے، اس میں ایک بڑا سا درخت لگا ہوا تھا اس کی جڑ کے پاس ایک بوڑھا آدمی اور کچھ بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ درخت کے قریب ایک اور شخص تھا جس کے سامنے کچھ آگ تھی۔ وہ اسے روشن کر رہا تھا۔ پھر وہ دونوں مجھے اس درخت پر چڑھا لے گئے۔ اس درخت کے اندر ایک گھر تھا، اس میں مجھے داخل کیا۔ میں نے کبھی اس سے عمدہ اور شاندار مکان نہیں دیکھا تھا، اس گھر میں کچھ بوڑھے، کچھ جوان، کچھ عورتیں اور کچھ بچے تھے پھر وہ دونوں آدمی مجھے اس گھر سے نکال لائے اور درخت کی دوسری شاخ پر مجھے چڑھایا۔ اس میں بھی ایک گھر تھا، اس میں مجھے داخل کیا گیا یہ گھر بھی نہایت عمدہ اور شاندار تھا۔ اس میں بھی کچھ بوڑھے اور جوان مرد تھے۔ جب میں یہ سب کچھ دیکھ چکا تو میں نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم نے مجھے رات بھر گشت کرایا ہے، اب بتاؤ تو سہی کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم بتاتے ہیں۔ وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا پھاڑا جا رہا ہے تو وہ جھوٹ بولنے والا شخص ہے۔ دنیا میں جھوٹی باتیں کیا کرتا تھا اور وہ اس سے آگے نقل کی جاتی تھیں حتی کہ تمام اطراف عالم میں پہنچ جاتی تھیں۔ لہذا اس کے ساتھ روز قیامت تک ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا اور وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے تو یہ

وہ شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا مگر وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سو جاتا ہے اور دن میں بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا لہٰذا روز قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جائے گا اور وہ لوگ جنہیں آپ ﷺ نے گڑھے میں دیکھا تو وہ زنا کار لوگ ہیں اور وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے نہر میں دیکھا تھا وہ سود خور ہے اور وہ بوڑھے آدمی جو درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور چھوٹے بچے جو ان کے گرد تھے وہ لوگوں کے وہ بچے ہیں جو قبل از بلوغت فوت ہو جاتے ہیں اور وہ شخص جو آگ روشن کر رہا تھا، وہ مالک فرشتہ تھا جو دوزخ کا نگران ہے اور وہ پہلا مکان جس میں آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے عام مسلمانوں کا گھر ہے اور دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔ اب آپ اپنا سر اٹھایئے۔ میں نے سر اوپر کو اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر بادل کی مانند کوئی چیز ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اپنے مقام میں داخل ہونے دو تو ان دونوں نے کہا کہ ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے جسے آپ نے ابھی تک پورا نہیں کیا۔ اگر آپ اسے پورا کر چکے ہوتے تو اپنے مقام میں جا سکتے تھے۔

(الجنائز۔ باب ما قیل فی اولاد للمشرکین کا ذیلی باب.....رقم: ۱۳۸۶، کتاب التفسیر۔ باب تعبیر الرؤیا..... رقم: ۷۰۴۷)

نبی ﷺ پر وحی کے نزول کی حالت کا نظارہ:

سیدنا یعلی بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نبی ﷺ کو اس حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا۔ یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مقام جعرانہ میں تھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو حالانکہ وہ خوشبو سے تر ہو؟ تو نبی ﷺ نے کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ آئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کے اوپر ایک کپڑا تنا ہوا تھا اس سے آپ ﷺ پر سایہ کیا گیا تھا تو یعلی رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اس کپڑے کے اندر داخل کیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہے اور آپ ﷺ خراٹے لے رہے ہیں پھر جب وحی کی حالت آپ ﷺ سے زائل ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا“؟ وہ شخص بلایا گیا تو آپ نے فرمایا:

«اِغْسِلِ الطِّيْبَ الَّذِيْ بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاصْنَعْ فِيْ

عُمُرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ »

''جو خوشبو تجھے لگی ہے اس کو تین مرتبہ دھو ڈالو اور اپنا جبہ اپنے جسم سے اتار دو اور عمرہ میں بھی اس طرح اعمال کرو جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو۔''

(الحج۔ باب غسل الخلوق...... رقم: ۱۵۳۶)

آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے کہا، اے ابو القاسم آپ ﷺ نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا (کیونکہ آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم تھی) تو اس شخص نے کہا میں نے فلاں کو بلایا ہے آپ کو نہیں بلایا۔

تب آپ ﷺ نے فرمایا:

« سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَ لَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ »

''کہ تم میرا نام رکھ لیا کرو، لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔''

(کیونکہ آپ کو محمد نام سے پکارنا غلط تھا اس لیے کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ آپ ﷺ کو یا محمد کہہ کر پکارتا۔ لیکن آج مسلمان یا محمد یا محمد کہتے ہیں)

(البیوع۔ باب ماذکر فی الاسواق ...... رقم: ۲۱۲۰)

ابوالقاسم کنیت رکھنا ممنوع ہو گیا:

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار نے کہا کہ ہم تجھے ابوالقاسم (کبھی) نہیں کہیں گے اور (اس مبارک کنیت سے) تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے تو وہ شخص نبی ﷺ کے پاس گیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے لیکن انصار فرماتے ہیں ہم تجھ کو ابوالقاسم نہ کہیں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کریں گے تو نبی ﷺ نے فرمایا انصار نے درست کہا ہے:

« سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ »

''میرا نام رکھ لو مگر میری کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم تو میں ہی ہوں۔''

(فرض الخمس۔ (باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ...... ﴾ رقم: ۳۱۱۵)

(آپ ﷺ کی وفات کے بعد ممانعت نہیں ہے)

یہود کا آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کی شوریلی زمین میں چل رہا تھا اور آپ ﷺ کھجور کی ایک چھڑی کو (زمین) پر لگا کر چل رہے تھے کہ اتنے میں یہود کے کچھ لوگوں کے پاس سے آپ ﷺ گزرے، تو ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کرو۔ اس پر بعض نے کہا کہ نہ پوچھو، ایسا نہ ہو اس کے جواب میں آپ ﷺ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار لگے۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم تو ضرور پوچھیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے ابو القاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے (ابن مسعود فرماتے ہیں) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ لہٰذا میں کھڑا ہو گیا۔ پھر جب وحی کی کیفیت آپ ﷺ سے دور ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۖ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ......الخ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۵)

''اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ انہیں جواب دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔''

امام اعمش کہتے ہیں کہ ''وَ مَا اُوْتُوا'' ایک قراءت ہے۔

(العلم۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ......﴾ رقم: ۱۲۵)

حضرت نوح علیہ السلام کی امت قیامت کے دن جھوٹ بولے گی:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے، وہ عرض کریں گے ''میں حاضر ہوں اے رب، جو حکم ہو بجالاؤں گا'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے لوگوں کو ہمارے احکام بتا دیئے تھے؟ وہ کہیں گے: ''ہاں'' پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ نوح (علیہ السلام) نے تم کو میرا حکم پہنچایا تھا (یا نہیں؟) تو وہ کہیں گے کہ ''ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تھا'' نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ کوئی تمہارا گواہ ہے؟ وہ عرض کریں گے ہاں

محمد (ﷺ) اور ان کی امت کے لوگ گواہ ہیں۔ پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا یہ اللہ کا فرمان

﴿ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾

"اور پیغمبر (محمد ﷺ) تم پر گواہ بنیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾ (البقرة:١٤٣)

کا یہی مطلب ہے کہ ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تا کہ لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں۔ (التفسیر۔ باب قوله تعالیٰ ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ...... ﴾ رقم:٤٤٨٧)

آپ ﷺ قیامت میں سفارش کریں گے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا گیا تو دستی کا گوشت آپ ﷺ کو اٹھا کر دیا گیا۔ وہ آپ ﷺ کو پسند تھا، آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے پکڑا اور تناول فرمانے لگے پھر فرمایا: « أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں گا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے؟ اس لئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اگلے پچھلے آدمیوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا اور (وہ میدان ایسا ہموار ہوگا کہ) پکارنے والا اپنی آواز تمام لوگوں کو سنا سکے اور دیکھنے والا سب کو دیکھ سکے گا، سورج بہت قریب ہوگا اس وقت لوگوں کو ایسی ناقابل برداشت تکلیف اور غم ہوگا کہ جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے ہوں گے اس وقت لوگ آپس میں کہیں گے کہ دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے، کوئی سفارشی تلاش کرو جو اللہ کے پاس تمہاری کچھ سفارش کرے۔

بعض کہیں گے آدم علیہ السلام کے پاس چلو تو سب کے سب ان کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا تھا اور اپنی روح آپ میں پھونکی تھی اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا تھا، آپ ہماری شفاعت کیجئے، دیکھیے ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے اور ہمارا کیا حال ہو رہا ہے؟ آدم علیہ السلام کہیں گے:

« إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ »

کہ آج میرا رب اتنے غصے میں ہے کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی ایسا غصے ہوا ہوگا اور نہ اس کے بعد ایسا غصے میں آئے گا اور مجھے اس درخت کے پھل سے منع کیا تھا لیکن میں نے (کھالیا اور) نافرمانی کی اور وہ فرمائیں گے: « نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي » (مجھے تو خود اپنی پڑی ہے) اور پھر کہیں گے کہ تم کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ تم سب سے پہلے زمین پر نبی بن کر آئے تھے، اللہ نے تمہارا نام عبداً شکوراً (شکر گزار بندہ) رکھا تھا۔ آپ ہماری شفاعت کرو، ہمارا حال نہیں دیکھتے کہ کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ لیکن وہ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ اتنے غصے میں ہے کہ نہ تو ایسا پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا اور میرے واسطے ایک دعا کا حکم تھا کہ وہ مقبول ہوگی وہ میں نے اپنی امت کے لئے مانگ لی (وہ مقبول دعا اپنی قوم پر بددعا کی شکل میں کر لی جس سے وہ ہلاک ہوگئی تھی) « نَفْسِي نَفْسِي » (مجھے تو اپنی فکر ہے) اور کہیں گے کہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ تو سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور ہماری زمین والوں میں اس کے خلیل (جانی دوست) ہیں آپ رب کے ہاں ہماری شفاعت کیجیے ہمارا حال نہیں دیکھتے کیسا خراب ہو رہا ہے؟ وہ کہیں گے کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ بہت غصے میں ہے اتنا غصے میں ہے کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (مجھے ان کی فکر ہے پھر کہیں گے) « نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي » (مجھے تو اپنی پڑی ہے) تم میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ، اچھا تم موسیٰ کے پاس جاؤ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر فضیلت و بزرگی دی تھی، آپ رب تعالیٰ سے ہماری سفارش کیجیے، دیکھیے ہماری کیسی (بری) حالت ہے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنا غصے میں کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا اور (مجھ سے ایک گناہ ہوا تھا وہ یہ کہ) میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں ملا تھا، پھر کہیں گے: « نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي » (مجھے تو اپنی پڑی ہے) تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (ایسا کرو کہ) تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا اور اس کی

روح ہیں اور آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں، آپ ہمارے لئے شفاعت کیجیے کہ اللہ ہم کو اس میدان حشر کی ہولناکیوں سے نجات دے) دیکھیے ہم کیسی (بری) حالت میں ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنے غصے میں کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا پھر وہ اس کے بعد اپنا کوئی گناہ بیان نہ کریں گے، وہ بھی، نفسی نفسی نفسی (مجھے تو اپنی فکر دامن گیر ہے) کہیں گے اور کہیں گے کہ تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (میرے خیال میں) تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ تو وہ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیے ہیں، اللہ سے ہماری شفاعت کیجیے، دیکھیے تو سہی کہ ہمیں کیسی تکلیف ہے (رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں یہ سنتے ہی (میدان حشر سے) چلوں گا اور عرش کے نیچے آکر سجدے میں گر پڑوں گا، اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اور خوبی کی وہ باتیں میرے دل میں ڈال دے گا (میری زبان سے نکلوائے گا) جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں، پھر حکم ہوگا:

«يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ»

"اے محمد! سر اٹھاؤ اور مانگو، جو مانگو گے دیا جائے گا جس کی سفارش کرو گے، قبول کی جائے گی، میں سر اٹھا کر عرض کروں گا:

«أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ»

"اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنی امت میں سے جن لوگوں پر کوئی حساب کتاب نہیں ان کو جنت کے داہنے دروازے سے داخل کرو اور انہیں یہ بھی اختیار ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح اس دروازے کے علاوہ باقی دروازوں سے بھی جاسکتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کے ایک دروازے کی چوڑائی ایسی ہے جیسے مکہ اور حمیر (یعنی صنعا جو کہ یمن کا دارالحکومت ہے) کے درمیان کا فاصلہ یا مکہ اور بصریٰ (ملک شام) کے درمیان کا فاصلہ۔ (راوی کو شک ہے)

(التفسیر۔ باب ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا...... رقم: ٤٧١٢)

نبی ﷺ کا ایک نسخہ، شہد پلانے سے مریض ٹھیک ہوگیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرے

بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے (یعنی دست آرہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ (چنانچہ اس نے جا کر شہد پلایا) پھر وہ دوبارہ آیا (اور عرض کی کہ اس کو ابھی آرام نہیں آیا) فرمایا: پھر شہد دو پھر وہ تیسری بار آیا اور عرض کی کہ اب بھی آرام نہیں آیا۔ فرمایا شہد پلاؤ (وہ گیا اور شہد پلایا) پھر لوٹ کر آیا اور کہا (کہ اب بھی آرام نہیں اور) میں سب کر چکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« صَدَقَ اللّٰهُ وَ كَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اِسْقِهِ عَسَلًا »

"اللہ کا فرمانا (اس شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے) سچ ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔"

اس لیے تو شہد ہی پلائے جا۔ چنانچہ وہ پلاتا رہا بالآخر وہ تندرست ہو گیا۔

(الطب۔ باب الدواء بالعسل ...... رقم: ٥٦٨٤)

آپ ﷺ پوری امت سے شفقت کرتے تھے

نبی ﷺ نے اپنی امت کی سفارش کی وجہ سے دنیا میں اپنی مخصوص دعا نہ مانگی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہر نبی کی ایک مخصوص دعا ہوتی تھی جو وہ مانگا کرتا تھا (اور وہ قبول ہوتی تھی)

« وَ اُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ »

"میرا ارادہ یہ ہے اس دعا کو میں قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کی صورت میں محفوظ رکھوں۔" (یعنی دنیا میں وہ مخصوص دعا نہیں کروں گا)

(التوحيد۔ باب في المشية والارادة...... رقم: ٧٤٧٤)

آپ ﷺ امت کی بھلائی کے لئے پریشان رہتے تھے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب کوئی بادل کا ٹکڑا آسمان پر دیکھتے تو کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے، کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے، اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا پھر جب پانی برسنے لگتا تب آپ ﷺ کی وہ کیفیت دور ہو جاتی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سبب پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم، شاید وہ بادل نہ ہو بلکہ عذاب ہو جیسے بادلوں کو دیکھ کر قوم عاد نے کہا تھا:

﴿ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ﴾

"جب انہوں نے اپنی وادیوں کی طرف بادل کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ ہم پر برسنے والا ہے حالانکہ وہ عذاب تھا۔" (سورۃ الاحقاف: ٢٤)

(بدء الخلق باب ماجاء في وله ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ...... ﴾ رقم: ٣٢٠٦)

قیامت کے دن سفارش محمدی کی برکات:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شفاعت کے بارے میں طویل حدیث جو پہلے گزر چکی ہے بیان کی اس میں اتنا زیادہ کیا ہے۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس (شفاعت کے لئے) جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ ہاں میں اس لائق ہوں اور پھر میں اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھ کو اجازت ملے گی اور وہ مجھ کو اپنی تعریفیں اور محامد الہام فرمائے گا جن کے ساتھ میں اس کی تعریفیں کروں گا اور وہ (تعریفیں) مجھ کو اب یاد نہیں ہیں اور میں اس کے حضور میں سجدہ میں گر پڑوں گا۔ (عرصہ بعد) حکم ہوگا « اِرْفَعْ يَا مُحَمَّدُ رَأْسَكَ » اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو، دیا جائے گا اور شفاعت کرو قبول ہوگی۔ میں کہوں گا اے میرے رب میری امت پر رحم فرما تو مجھے حکم ہوگا کہ جاؤ اور دوزخ میں سے جس کے دل میں "جو" کے برابر ایمان ہو اس کو نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور ان کو نکال لوں گا اور پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریف اور محامد بجالاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا (عرصہ بعد) حکم ہوگا

« يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ »

"اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو (جو کہو گے) سنا جائے گا اور جو مانگو گے دیا جائے گا اور (جو) شفاعت کرو گے قبول ہوگی میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت حکم ہوگا دوزخ میں سے جن کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہو ان کو اس میں سے نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور ان کو نکالوں گا اور پھر لوٹ کر آؤں گا اور وہی محامد اور تعریفیں بجالاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، سنا جائے گا اور مانگو دیا جائے گا اور شفاعت کرو قبول ہوگی میں عرض کروں گا کہ پروردگار! میری امت میری امت۔ حکم ہوگا کہ جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی بہت ہی کم، ایمان ہو ان کو بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور ان کو بھی نکال لوں گا۔

(التوحید باب كلام الرب تعالىٰ يوم القيمة...... رقم: ۷۵۱۰)

قبر کا عذاب پانے والوں کے لئے سفارش:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس

سے گزرے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا

«وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ »

''ان دونوں کو (قبر میں) عذاب ہو رہا ہے اور (بظاہر) کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہاں:

« بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَ كَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ »

''(بات یہ ہے کہ) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔''

پھر آپ نے کھجور کی ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ! ایسا آپ نے کیوں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا »

''امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں تب تک ان دونوں پر عذاب کی کمی کی جائے گی۔'' (الوضوء۔ باب من الکبائر ان یَستتِرَ من بوله......رقم: ۲۱۶)

یہودی لڑکا مسلمان ہو گیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا تو مسلمان ہو جا۔ تو اس نے اپنے باپ کی طرف (مشاورتی نظر سے) دیکھا اور وہ اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا: ''أَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ'' کہ تو ابوالقاسم (ﷺ) کی بات مان لے چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ اس وقت یہ فرما رہے تھے

« اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ »

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے لڑکے کو (جہنم کی) آگ سے بچا لیا۔''

(الجنائز باب اذا اسلم الصبی......رقم: ۱۳۵۶)

نبی ﷺ کی مہر نبوت سے بچہ کھیلتا رہا:

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نبی ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کی یارسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ تو آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو (سے بچے ہوئے) پانی کو پی لیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی (جو) آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مثل حجلہ کے بٹن کے (تھی)

(کتاب الوضوء۔ باب استعمال فضل وضوء الناس کا ذیلی باب ......رقم: ۱۹۰)

زکوۃ دینے والے کو نبی ﷺ دعا دیا کرتے تھے:

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس صدقہ لے کر آتا تو آپ ﷺ فرماتے تھے

« اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ »

”اے اللہ! فلاں شخص کی اولاد پر مہربانی فرما۔“

چنانچہ ایک مرتبہ میرے والد آپ ﷺ کے پاس اپنا صدقہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی »

”اے اللہ! ابی اوفیٰ کی اولاد پر مہربانی فرما۔“

(الزکاۃ ۔ باب صلاۃ الامام ودعائه......رقم: ۱۴۹۷)

روزہ توڑنے والے کا کفارہ آپ ﷺ نے ادا کرا دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں تو برباد ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے عرض کی کہ میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ

مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ نہیں۔ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص نبی ﷺ کے پاس بیٹھا رہا اتنے میں کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس کھجوروں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ»

''یہ ٹوکرا لے اور جا کر خیرات کر دے۔''

اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا اپنے سے زیادہ محتاج لوگوں پر خیرات کر دوں؟ اللہ کی قسم! مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ غریب نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ" اچھا پھر اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔ (الصوم۔ باب اذا جامع فی رمضان...... رقم ١٩٣٦)

نبی ﷺ نے صحابہ کرام میں چادریں تقسیم کیں:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ چادریں صحابہ کرام میں تقسیم فرمائیں اور سیدنا مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کوئی چادر نہ دی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا گیا پھر انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ اور نبی ﷺ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کو بلا لایا اور آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان چادروں میں سے ایک چادر آپ ﷺ کے پاس تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہم نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف خوش ہو کر دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "رَضِيَ مَخْرَمَةُ" مخرمہ خوش ہو گئے یا نہیں؟

(الهبة وفضلها۔ باب كيف يقبض العبد......رقم: ٢٥٩٩)

نبی کریم ﷺ نے ام خالد کو دعا دی:

سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور میں نے (اس وقت) ایک زرد رنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنہ سنہ۔ اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی حسنہ ہے (یعنی بہت خوب ہے) ام خالد فرماتی ہیں کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے رہنے دو۔ اس کے بعد

رسول اللہ ﷺ نے (مجھے درازی عمر کی دعا دی یعنی) فرمایا: پرانا کرو اور پھاڑو۔ پھر پرانا کرو اور پھاڑو پھر پرانا کرو اور پھاڑو۔(الجھاد۔ باب من حکلم بالفارسیة...... رقم ۳۰۱۷)

آپ ﷺ نے یہودی کی بیٹی حضرت صفیہ کو زوجہ بنالیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ اور خیبر کے درمیان تین راتیں ٹھہرے ان میں ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے رات عروسی گزاری پھر میں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ولیمہ کے لیے بلایا، نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا، اس میں صرف یہ تھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ دسترخوان بچھادیا گیا پھر اس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا، پھر مسلمانوں نے باہم گفتگو کی کہ اگر آپ نے صفیہ کو پردہ کرایا تو وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرایا تو لونڈی رہیں گی، چنانچہ جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اپنے پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور پردہ کھینچ دیا۔(المغازی۔ باب غزوہ خیبر......رقم:۴۲۱۳)

نبی ﷺ کی شفقت اور صحابہ کی اتباع:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی انہیں واپس کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ میں کھڑے ہوکر فرمایا: مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہو، اس لیے تم لوگ ایک بات اختیار کرلو یا قیدیوں کو واپس لے لو یا مال لے لو میں نے تو تمہارے انتظار میں مال غنیمت کی تقسیم دیر سے کی مگر تم بروقت نہ آئے (جب آپ ﷺ طائف سے لوٹے تو دس روز سے بھی زیادہ دن تک ان کا انتظار کیا تھا) جب انہیں یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس دیں گے، تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں کو واپس لیتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی جماعت میں کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی وہ تعریف کی جس کا وہ لائق ہے اس کے بعد فرمایا: اما بعد!

«فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ جَاءُ نَا تَائِبِيْنَ......»

''تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں۔''

اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس دے دو لہٰذا جو خوشی سے دینا چاہے وہ

خوشی سے دے دے اور جو اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے تو جب اللہ ہم کو فتح دے گا تو وہ اس میں سے اس کا بدلہ لے لے وہ اسی شرط پر اپنے حصے کا قیدی واپس کر دے۔ لوگوں نے عرض کی:

«قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ »

"یارسول اللہ ﷺ ہم بلا معاوضہ اور خوشی کے ساتھ قیدی واپس کرتے ہیں۔"

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کون آمادہ ہے اور کون نہیں ہے اس لئے تم لوگ لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام میرے پاس لے آئیں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان سے ان کے سرداروں نے تبادلہ خیال کیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ سب لوگ خوشی سے آمادہ ہو گئے ہیں۔(الوکالۃ۔ باب اذا وھب شئیا...... رقم: ۲۳۰۷)

مسلمان کی امان کا احترام:

سیدہ ام ہانی فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں نبی ﷺ کے پاس گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے ہوئے تھیں میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں ام ھانی ہوں آپ ﷺ نے مرحبا کہا پھر آپ ﷺ نے ایک کپڑے میں التحاف کر کے آٹھ رکعت نماز پڑھی، جب فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے بھائی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو مار ڈالوں گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی!

« قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ »

"جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔"

ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ (نماز) چاشت کی نماز تھی۔

(الصلاۃ : باب الصلاۃ فی الثوب الواحد...... رقم: ۳۵۷)

آپ ﷺ نرم دل تھے:

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور ہم بیس دن آپ ﷺ کی خدمت میں رہے اور رسول اللہ ﷺ نرم دل مہربان تھے جب آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم کو اپنے گھر

والوں کے پاس (پہنچنے) کا اشتیاق ستا رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ اور ان ہی لوگوں میں رہو اور ان کو تعلیم دو اور (اچھی باتوں کا) حکم دو اور نماز قائم کرو اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے اور تم میں سے جو سب سے بڑا ہو وہ تمہارا امام بنے۔

(الاذان۔ باب من قال رقم:٦٢٨)

آپ ﷺ نے صحابی کے گھر میں نماز چاشت پڑھی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں (معذور ہوں) آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور وہ موٹا آدمی تھا اس نے نبی ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کو اپنے مکان میں بلایا اور آپ ﷺ کے لیے چٹائی بچھا دی اور چٹائی کے ایک کنارے کو دھو دیا تو اس پر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اتنے میں آل جارود میں سے ایک شخص نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ نماز چاشت پڑھا کرتے تھے؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى غَيْرَ ذَالِكَ الْيَوْمِ»

''میں نے سوائے اس دن کے کبھی آپ ﷺ کو پڑھتے نہیں دیکھا۔''

(التهجد باب صلاة الضحى...... رقم: ١١٧٩)

آپ ﷺ امت کی آسانی کا جذبہ رکھتے تھے؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول ﷺ حجۃ الوداع میں لوگوں کے لیے (مقام) منی میں ٹھہر گئے۔ لوگ آپ ﷺ سے مسائل پوچھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا انجانے میں میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اب) ذبح کر لے اور کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا کہ لاعلمی میں میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا (اب) رمی کر لے اور کوئی حرج نہیں۔ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن) آپ ﷺ سے (مناسک حج کی ترتیب کے بارے میں) جس چیز کے متعلق پوچھا گیا، خواہ وہ مقدم کر دی گئی تھی یا مؤخر، تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ اب کر لے کوئی حرج نہیں۔

(العلم، باب الفتيا و هو واقف على الدابة: رقم:٨٣)

نبی ﷺ کی شفقت اور آپ ﷺ نے قیدی واپس کر دیے:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی انہیں واپس کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہو، اس لیے تم لوگ ایک بات اختیار کر لو یا قیدیوں کو واپس لے لو یا مال کو اور میں نے تو تمہارے انتظار میں مال غنیمت کی تقسیم دیر سے کی مگر تم نہ آئے (جب آپ ﷺ طائف سے لوٹے تو دس روز سے بھی کچھ زیادہ دن تک انتظار کیا تھا) جب انہیں یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس دیں گے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں کو واپس لیتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی جماعت میں کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جس طرح اسے لائق ہے اس کے بعد فرمایا: اما بعد! تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس دے دو لہٰذا جو خوشی سے دینا چاہے وہ خوشی سے دے دے اور جو اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے اس طرح کہ اب جو پہلی فتح اللہ ہم کو دے گا اس میں سے اس کا بدلہ لے لے تو وہ اسی شرط پر دے دے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم بلا معاوضہ آپ کی بات کو منظور کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے منظور کیا اور کس نے نہیں کیا، لہٰذا تم لوگ لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام میرے پاس لائیں۔ سب لوگ واپس گئے اور ان سے ان کے سرداروں نے گفتگو کی۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ سب لوگ خوشی سے مان گئے ہیں۔

(المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ...... ﴾، رقم: ٤٣١٨)

خیبر کی فتح:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں جہاد کیا تو ہم نے صبح کی نماز خیبر کے قریب اندھیرے میں پڑھی۔ پھر نبی ﷺ سوار ہوئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (بھی) سوار ہوئے اور میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا نبی ﷺ خیبر کی گلیوں میں چلے اور میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے ٹکرا رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنی ران سے ہٹا دی اور میں نبی ﷺ کی ران کے سفیدی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ وادی کے اندر داخل ہو گئے تو تین بار فرمایا:

«اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ »

''اللہ سب سے بڑا ہے، خیبر کی خرابی آ گئی، بے شک ہم جس قوم کے میدان میں (قصد جنگ) اترے ہوں تو ان ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری (حالت میں) ہوتی ہے۔''

(صبح کے وقت خیبر کے) لوگ اپنے کاموں کے لیے نکلے تو انہوں نے کہا محمد ﷺ اپنے لشکر سمیت آ گئے، پھر ہم نے خیبر کو بزور شمشیر فتح کیا۔ پھر قیدی جمع کیے گئے تو اتنے میں سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے ان قیدیوں میں سے کوئی سی لونڈی دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور کوئی سی لونڈی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا۔ پھر ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی (قبیلہ) قریظہ اور نظیر کی چوہدرانی حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دے دی ہے؟ حالانکہ وہ آپ ﷺ کے سوا کسی کے لائق نہیں ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو اور صفیہ کو میرے پاس لے آؤ۔ جب نبی ﷺ نے صفیہ کی طرف نظر کی تو (دحیہ سے) فرمایا کہ کوئی اور لونڈی قیدیوں میں سے لے لو۔

پھر نبی ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ جب (آپ ﷺ واپسی کے لئے راستے میں تھے) تو ام سلیم نے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے لیے آراستہ کیا اور رات کو آپ کے پاس بھیجا تو صبح کو نبی ﷺ دولہا بن چکے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہو وہ لے آئے اور آپ ﷺ نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا۔ کوئی کھجوریں لایا اور کوئی گھی لانے لگا (راوی حدیث) فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ستو کا بھی ذکر کیا تھا پھر انہوں نے ان سب چیزوں کو ملا کر ملیدہ بنایا (اور لوگوں کو کھلایا) رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ یہی تھا۔ (الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ: ٣٧١)

نبی ﷺ کے انصاف کے چند نمونے

مرتدین کو دھوپ میں ڈال دیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (قبیلہ) عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ آئے اور (مسلمان ہو گئے) لیکن انہیں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو وہ مدینہ میں بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوگ اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ جا کر پئیں پھر وہ (جنگل میں) چلے گئے اور جب وہ ٹھیک ہو گئے تو نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔ دن کے اوّل وقت (یہ) خبر نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے چنانچہ دن چڑھے وہ (گرفتار کر کے) لائے گئے، تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں اور وہ گرم پتھریلی جگہ پر ڈال دیئے گئے۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہ پلایا جاتا تھا۔ حضرت ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک تو چوری کی تھی اور چرواہوں کو قتل کیا تھا اور ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی تھی (ان جرائم کے ہوتے ہوئے انھیں یہ سزا دی گئی)

(الوضوء۔ باب أبوال الابل......رقم:۲۳۳)

ایک روایت میں ہے کہ ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام میں کسی (مسلمان) کا خون بہانا حلال ہو سوائے تین شخصوں کے (۱) شادی شدہ بدکار (۲) کوئی کسی کو قتل کر دے تو اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (۳) جو (مرتد ہو کر) اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتا ہے۔''

(التفسیر۔ باب انما جزاء الذین یحاربون......رقم: ٤٦١٠)

ایک روایت میں ہے کہ سلام بن مسکین فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مجھے نبی ﷺ کی وہ سزا بتاؤ جو آپ ﷺ نے کسی کو سخت ترین سزا دی ہو؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث سنائی جب اس بات کا علم حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو ہوا تو انھوں نے فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اگر یہ حدیث اسے بیان نہ فرماتے تو یہ بات مجھے پسند تھی۔

(الطب۔ باب الدواء بالبان الابل...... رقم: ٥٦٨٥)

آپ ﷺ نے اپنا جوٹھا اعرابی کو دے دیا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری دوہی گئی اور آپ ﷺ میرے گھر میں تھے اور اس دودھ میں میرے گھر موجود کنویں کا پانی ملایا گیا تھا۔ پھر وہ پیالہ رسول اللہ ﷺ کو دیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا، جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا تو اس وقت آپ ﷺ کے بائیں جانب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کی داہنی جانب ایک اعرابی تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ نبی ﷺ اپنا جھوٹا دودھ اعرابی کو دے دیں گے (کیونکہ آپ ﷺ دائیں طرف کو اختیار کرتے تھے) کہا یارسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے وہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں مگر آپ ﷺ نے اپنا جھوٹا اعرابی کو دیا۔ اور فرمایا: "اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ "پہلے داہنی جانب (بیٹھنے) والا زیادہ حق دار ہے پھر جو اس کے بعد بائیں جانب ہو۔

(المساقات۔ باب من رای صدقة الماء...... رقم: ۲۳۵۲)

آپ ﷺ کی ایک بیوی نے دوسری بیوی کا پیالہ توڑ دیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیوی (ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا) کے پاس تھے تو ایک دوسری بیوی ام المومنین (صفیہ یا حفصہ رضی اللہ عنہا) نے ایک خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا تھا تو جس بیوی کے ہاں آپ ﷺ تھے اس نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ توڑ دیا تو آپ ﷺ نے اسے جوڑ دیا اور اس میں گرا ہوا کھانا رکھ دیا اور فرمایا کھاؤ۔ اور آپ ﷺ نے اس قاصد کو روک لیا حتی کہ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے سالم پیالہ قاصد کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا رکھ لیا۔

(النکاح۔ باب الغیرة ......رقم: ۵۲۲۵)

آپ ﷺ بیویوں میں انصاف کرتے تھے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان خواتین پر غیرت آیا کرتی تھی جو اپنا نفس رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا کرتی تھیں اور میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنا نفس ہبہ کر سکتی ہے؟ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا، یارسول اللہ! آپ کا رب آپ کی خواہش کا کیسے پاس کرتا ہے۔

ایک روایت میں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ......الخ﴾

آپ کو یہ اختیار ہے کہ آپ اپنی (بیویوں) میں سے جسے چاہیں (اور جب تک چاہیں) دور رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اگر آپ ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلالیں جنہیں آپ نے الگ کررکھا تھا تو بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں'' (الاحزاب: ۵۱) کے اترنے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کو جب اپنی ایک بیوی کی باری میں دوسری کے پاس جانا منظور ہوتا تو آپ ﷺ جس کی باری ہوتی اس سے (دوسری کے پاس جانے کی) اجازت لیا کرتے۔ میں کہا کرتی تھی کہ یارسول اللہ! اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو میں بوجہ آپ کی محبت کے آپ کا کسی کے پاس جانا پسند نہیں کرتی۔

(التفسیر۔ باب قوله ﴿ تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ...... ﴾ رقم: ۴۷۸۸، ۸۹)

لڑکی کے قاتل یہودی کو قصاص میں قتل کرادیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک لڑکی نے زیور زیب تن کیے ہوئے تھے ایک سنگ دل یہودی نے زیور اتار لیے اور لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالنے کی مذموم کوشش کی جب لڑکی کے ورثاء کو علم ہوا تو وہ اس کے پاس پہنچے تو وہ آخری سانسوں میں تھی اس کی زبان کام نہیں کرتی تھی۔

اس سے پوچھا کیا "مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ؟

''کہ تجھے کسی نے قتل کیا ہے؟ فلاں نے فلاں نے؟ تو اس نے سر کے اشارے سے کہا نہیں؟

پھر انہوں نے اس کے قاتل یہودی کا نام لے کر پوچھا کہ تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟

تو اس نے اشارے سے کہا ہاں:

"فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ"

''آپ ﷺ نے قصاص میں اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دینے کا حکم فرمایا۔''

(الطلاق۔ باب الاشارة فی الطلاق...... رقم: ۵۲۹۵)

آپ ﷺ کی سخاوت کے نمونے

آپ ﷺ کو سونے نے پریشان کر دیا:

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے مدینہ میں عصر کی نماز پڑھی تو آپ ﷺ سلام پھیر کر جلدی سے کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ لوگ آپ ﷺ کی اس قدر تیزی سے گھبرا گئے۔ پھر آپ ﷺ صحابہ کے پاس واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی اس قدر تیزی کی وجہ سے حیران و پریشان تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« ذَکَرْتُ شَیْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَکَرِهْتُ اَنْ یَّحْبِسَنِیْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ »

"مجھے کچھ سونا یاد آ گیا تھا جو ہمارے ہاں رکھا ہوا تھا تو میں نے اس بات کو برا سمجھا کہ وہ مجھے اللہ کی یاد سے روکے لہٰذا میں اس کو تقسیم کرنے کا حکم دینے گیا تھا۔"

(الاذان۔ باب من صلی بالناس...... رقم: ۸۵۱)

نبی ﷺ نے سوالی کا سوال رد نہ کیا چادر اسے دی دے:

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفتاً لائی .... اس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے اور اس لیے لائی ہوں تا کہ آپ اس کو پہنیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کو چادر کی ضرورت بھی تھی آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور وہ چادر آپ نے زیب تن کر رکھی تھی اتنے میں ایک شخص نے چادر کی تعریف کی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ چادر مجھے دے دیجئے۔ (چنانچہ نبی ﷺ نے وہ چادر اسے دے دی) لوگوں نے (اس شخص سے) کہا:

« مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَیْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَ عَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا یَرُدُّ »

"تو نے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ اسے نبی ﷺ نے (نہایت) ضرورت کی حالت میں پہنا تھا لیکن تو نے آپ ﷺ سے مانگ لی حالانکہ تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ سوال کو رد نہیں فرماتے۔ (خواہ آپ کو کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو) اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لیے نہیں مانگی کہ اس کو پہنوں گا بلکہ میں نے تو یہ اس لیے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن ہوگا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہی چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (الجنائز۔ باب من استعد الکفن...... رقم: ۱۲۷۷)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوٰۃ نبی ﷺ کے ذمے:

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا۔ وہ شخص گیا اور صدقہ وصول کر لایا اور اس نے عرض کی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے صدقہ نہیں دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا، ابن جمیل رضی اللہ عنہ اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مالدار کر دیا (بے شک اس کا صدقہ نہ دینا سرکشی پر دلالت کرتا ہے) باقی رہے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تو تم لوگ ان پر ظلم کرتے ہو (تم نے ان سے زکوٰۃ کیوں مانگی؟) انہوں نے تو اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیار بھی اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں اور رہ گئے عباس بن عبدالمطلب تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں، ان پر زکوٰۃ اور اس کے برابر اور بھی صدقہ ضروری ہے لیکن (وہ میں ادا کروں گا) (الزکاۃ۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ وفی الرقاب...... ﴾ رقم: ۱٤٦۸)

آپ ﷺ نے اپنے پاس موجود تمام مال خرچ کر دیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ (مال) مانگا تو آپ ﷺ نے انہیں دے دیا پھر انہوں نے دوبارہ آپ ﷺ سے مال مانگا تو آپ ﷺ نے پھر بھی انہیں دے دیا۔ حتیٰ کہ جس قدر مال آپ ﷺ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا يَكُونُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ »

"میرے پاس جب مال ہوگا تو میں اسے تم لوگوں سے بچا کر نہ رکھوں گا مگر (یہ یاد رکھو کہ) جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو (فقر اور سوال سے) بچائے گا اور جو شخص بے پرواہی ظاہر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بے پرواہ کر دے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صابر بنا دے گا

اور (دیکھو) کسی شخص کو کوئی نعمت صبر سے زیادہ عمدہ اور وسیع نہیں دی گئی۔ لہٰذا صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔)
(الرقاق۔ باب الصبر عن محارم الله...... رقم: ٦٤٧٠)

آپ ﷺ نے اعراب کو مال دیا:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے جو حنین سے واپس آ رہے تھے۔ اعرابی لوگ رسول اللہ ﷺ سے مال مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو دھکیل کر ایک ببول کے درخت کے پاس لے گئے حتیٰ کہ کہ آپ ﷺ کی چادر انہوں نے چھین لی۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میری چادر مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر اونٹ ہوں تو میں ان (اونٹوں) کو بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل، جھوٹ بولنے والا اور تھوڑے دل والا ہرگز نہ پاؤ گے۔ (الجهاد۔ باب الشجاعة في الحرب...... رقم: ٢٨٢١)

آپ ﷺ نے اشعریوں کو اونٹ عطا کیے:

حضرت زھدم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب (حضرت عثمان کی خلافت میں کوفہ کے حاکم بن کر) آئے تو بنو جرم قبیلے کی بہت عزت افزائی کی ہم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغی کے گوشت کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے، قوم کے ایک شخص کو ابوموسیٰ نے ناشتہ کرنے کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں مرغی کو گندگی کھاتے دیکھتا ہوں اس لیے مجھے اس سے کراہت آتی ہے۔ تو حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا، آ جا کھالے میں نے رسول کریم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا تھا اس نے کہا میں نے تو قسم کھائی ہوئی ہے کہ میں مرغی کا گوشت نہیں کھاؤں گا (تو میں اپنی قسم کیسے توڑوں؟) حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا، آ جا آ جا میں تیری قسم کا حل بھی بتائے دیتا ہوں۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہم اشعری لوگ نبی ﷺ کے پاس گئے، ہم نے آپ سے (جنگ میں شمولیت کی غرض سے) سواری مانگی تو آپ ﷺ نے انکار کر دیا ہم نے پھر آپ سے سواری مانگی تو آپ نے قسم کھالی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد نبی ﷺ کے پاس مال غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے ہمارے لئے پانچ اونٹوں کا حکم دیا۔ جب ہم نے اونٹوں کو لے لیا تو ہم نے کہا کہ ہم نے نبی ﷺ کو قسم یاد نہیں دلائی اس لئے اب ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ پھر میں نے آ کر آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں آپ کو سواری نہیں دوں گا لیکن

آپ ﷺ نے ہمیں سواری دیدی ہے؟۔آپ نے جواب دیا

« اَجَلْ وَلٰكِنْ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرًا مِّنْهَا »

’’ہاں! مجھے قسم یاد تھی لیکن میں اگر کسی بات پر قسم کھالیتا ہوں اور بعد میں اس کے علاوہ دوسری بات مناسب جانتا ہوں تو اسی مناسب امر کو اختیار کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔‘‘

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے دوستوں نے ، جو رسول اللہ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں جانا چاہتے تھے،انہوں مجھے آپ کے پاس سواریاں مانگنے کے لئے بھیجا میں نے آپ کے پاس آکر عرض کی کہ یارسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس سواریاں لینے کے لئے بھیجا ہے۔تو آپ ﷺ نے انکار فرما دیا اور یہ فرمایا:اللہ کی قسم! میں سواری نہیں دوں گا۔ آپ ﷺ پہلے سے غصے میں تھے لیکن میں نہ سمجھا۔ میں بہت رنجیدہ ہوکر لوٹا۔ مجھے ایک رنج تو یہ تھا کہ نبی ﷺ نے سواری نہیں دی اور دوسرا یہ کہ کہیں میرے سواری مانگنے سے تو آپ ﷺ ناراض نہیں ہوگئے؟۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا ان سے کہہ دیا۔تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے سنا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آواز دے رہے ہیں کہ اے عبداللہ بن قیس! (یہ سیدنا ابوموسیٰ کا نام ہے)میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ یاد فرمارہے ہیں۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چھ اونٹ لے جاؤ۔ آپ نے یہ اونٹ اسی وقت سیدنا سعد بن عبادہؓ سے خریدے تھے پھر فرمایا: یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یا فرمایا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں۔ ان پر سوار ہوجانا۔ میں وہ اونٹ لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب تک تم میں سے چند آدمی میرے ساتھ اس شخص کے پاس نہ چلیں۔ جس نے آپ ﷺ کا (سواری دینے سے) انکار کرنا سنا تھا۔کہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم لوگوں سے ایک ایسی بات کہہ دی جو کہ رسول اللہ نے نہیں کہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم تمہیں سچا سمجھتے ہیں اور اگر تم (تصدیق کرانا) اچھا سمجھتے ہوتو ہم آپ کے پاس چلے ہی جاتے ہیں۔ پھر سیدنا ابوموسیٰ ان میں سے چند آدمی ساتھ لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا تھا کہ پہلے آپ ﷺ نے انہیں سواری دینے سے انکار کیا تھا اور بعد میں سواری عنایت فرمائی ، تو انہوں نے وہی کہا جو سیدنا ابوموسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے بیان کیا تھا۔(المغازی۔ باب غزوۃ تبوک...... رقم:٤٤١٥ ، ٤٣٨٥)

مال تباہی کا باعث ہوتا ہے:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا تو جب آپ ﷺ نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا:

«مَا أُحِبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِيْنَارٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ»

''میں نہیں چاہتا کہ یہ پہاڑ اگر میرے لیے سونا بن جائے تو تین دن کے بعد ایک دینار بھی اس میں باقی ہو البتہ وہ دینار جو کسی قرض کے واسطے رکھ چھوڑوں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا»

''جن لوگوں کے پاس مال زیادہ ہے، ان کی نیکیاں بہت کم ہوں گی سوائے اس شخص کے جو مال کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرے مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔''

اور آپ ﷺ نے (سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: تم یہیں پر کھڑے رہنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آؤں، پھر آپ کچھ آگے چلے گئے اور میں نے ایک (ہیبت ناک) آواز سنی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس چلا جاؤں پھر مجھے آپ کی یہ بات یاد آ گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم اپنی جگہ پر رہنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ آئے تو میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ وہ آواز کیسی تھی؟ جو میں نے سنی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سنی تھی؟ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے کہا:

«مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

''آپ ﷺ کی امت میں سے جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

میں نے عرض کی:

«وَ إِنْ زَنٰى وَ سَرَقَ»

''اگرچہ وہ شخص ایسے ایسے (بڑے گناہ) کے کام کرتا ہو؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ (یعنی وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا۔) (الاستئذان۔ باب من اجاب...... رقم:٦٢٦٨)

آپ ﷺ جنگ بدر میں مطعم بن عدی کو یاد فرمایا:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا:

«لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ »

''اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان ناپاک (قیدی) لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیتا۔''

(مکہ والوں نے جب نبی ﷺ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا تو مطعم بن عدی نے اپنے ذمہ پر مکہ میں داخل کیا تھا آپ اسی کا بدلہ چکانا چاہتے تھے)

(المغازی۔ باب شهود الملائكة کا ذیلی باب...... رقم: ٤٠٢٤)

آپ ﷺ کی بہادری بے مثال تھی

نبی ﷺ حنین میں کفار کے سامنے ڈٹے رہے:

سیدنا براء بن عازب سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تم لوگ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ (ہاں) لیکن رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے (وجہ یہ تھی قبیلہ) ہوازن (کے لوگ) بڑے تیر انداز تھے۔ ہم نے جب ان سے مقابلہ کیا اور ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے پھر مسلمان مال غنیمت پر لپک پڑے لیکن کافروں نے تیر برسانا شروع کیے۔ ہم پیچھے ہٹ گئے میں نے نبی مکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے:

«اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبٌ وَ اَنَا ابْنُ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ»

''میں (اللہ کا سچا) نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب (جیسے دلیر سردار) کا بیٹا ہوں۔'' (الجهاد۔ باب من قاد دابة غيره...... رقم: ٢٨٦٤)

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حنین کی جنگ میں ہوازن غطفان وغیرہ جنگ میں اپنے جانور اور اپنے بیوی بچے بھی میدان میں لا کر اترے تھے۔ اور نبی کا لشکر دس ہزار افراد پر مشتمل تھا وہ پیٹھ دے کر بھاگ گئے اور آپ ﷺ اکیلے رہ گئے تھے آپ ﷺ نے اپنے دائیں ایک آواز لگائی: ''یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ'' اے انصار کی جماعت (تم کہاں چلے گئے ہو؟) انصار نے کہا: ''لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَکَ'' یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں آپ ﷺ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے بائیں طرف انصار کو آواز دی تو انصار نے بھی کہا، یارسول اللہ! ہم حاضر ہیں، اس وقت آپ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، آپ خچر سے نیچے اترے اور دشمن کی طرف آگے بڑھتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ'' کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (میں ڈٹ کر مقابلہ کروں گا جب مسلمانوں نے مل کر کفار پر حملہ کیا) تو مشرکین کو شکست فاش ہوئی اس جنگ میں مال غنیمت

آپ ﷺ کے ہاتھ خوب لگا آپ ﷺ نے وہ مال مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ بھی نہ دیا تو انصار (میں سے چند لوگوں نے) کہا اگر کوئی سنگین معاملہ ہوتا ہے تو ہمیں بلا لیا جاتا ہے لیکن مال غنیمت دوسروں کو دے دیا جاتا ہے۔ جب اس بات کا علم اللہ کے نبی محمد کریم ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے انصار کو ایک قبے میں جمع کیا اور فرمایا، اے انصار کی جماعت وہ کیسی باتیں ہیں جو مجھے پہنچی ہیں؟ انصار یہ سن کر خاموش رہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْیَا وَ تَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَحُوْزُوْنَهٗ اِلٰی بُیُوْتِكُم »

”کیا تمھیں یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ تو دنیا (کا مال ومتاع) لے کر گھروں کو جائیں لیکن تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جاؤ؟ انصار نے کہا کیوں نہیں، یا رسول اللہ“

آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِیًا وَ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَاَخَذْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ »

”اگر تمام لوگوں ایک وادی میں چلنے لگیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلنے لگیں تو میں انصار والی گھاٹی میں چلوں گا۔“

آپ ﷺ عبادت بے مثال تھی

نماز میں خشوع خضوع ہوتا تھا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے تو آپ ﷺ کی نظر اس کے نقوش پر پڑتی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

« اِذْهَبُوا بِخَمِيصَتِيْ هٰذِهِ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَ أْتُوْنِيْ بِاَنبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ »

''میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے ابوجہم کی سادہ چادر لا دو کیونکہ اس (منقش چادر) نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔''

(الصلاۃ۔ باب اذا صلی فی ثوب له......رقم ۳۷۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپڑا تھا جس سے انہوں نے اپنے گھر کے ایک گوشے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ، تَعْرِضُ فِيْ صَلَاتِيْ »

''ہمارے پاس سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو اس لیے کہ نماز میں اس کی تصویریں مسلسل میرے سامنے آتی رہیں۔'' (الصلاۃ باب ان صلی فی ثوب......رقم: ۳۷٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ (کوٹ ایک قسم کا لباس جو کپڑوں کے اوپر سے پہنا جاتا ہے) تحفۃً دیا گیا آپ ﷺ نے اسے پہن لیا اور اس میں نماز پڑھی، جب فارغ ہوئے تو اسے زور سے کھینچ کر اتار ڈالا، گویا آپ ﷺ نے اسے برا جانا اور فرمایا:

«لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ »

''پرہیزگاروں کو یہ لباس لائق نہیں ہے۔'' (الصلاۃ باب من صلی فی فروج...... رقم: ۳۷۵)

تہجد میں آپ ﷺ کے قدم پھول جایا کرتے تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ رات کو اتنا قیام فرمایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدم (پھول کر) پھٹ جایا کرتے تھے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے آپ کے کو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا»

(''اگر اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میرے گناہ معاف فرما دیے ہیں) تو میں اس قدر عبادت کر کے اللہ کے اس احسان کا شکر یہ ادا نہ کروں؟'' پھر جب آپ ﷺ کا بدن (بڑھاپے کے باعث) بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ بیٹھ کے نماز ادا کرتے تھے جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو کر قراءت کرتے پھر رکوع کرتے تھے۔(التفسیر باب قوله ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ......﴾ رقم ٤٨٣٧)

نبی ﷺ نے اعتکاف مؤخر کر دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر جب آپ ﷺ اس مقام پر پہنچے جہاں آپ ﷺ اعتکاف کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے چند خیمے دیکھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ اور ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا خیمہ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ'' کیا تم اس میں نیکی سمجھتے ہو؟ اس کے بعد آپ ﷺ واپس ہو گئے اور آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں کیا اور (اس کے عوض) شوال میں دس دن اعتکاف کیا۔

(الاعتکاف باب الاخبية فی المسجد ......رقم: ٢٠٣٤)

آپ ﷺ نے حج اور چار عمرے کیے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے عمرے ادا فرمائے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ چار۔ ان میں سے ایک رجب میں تھا تو سائل نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو خبر ملی کہ ابو عبدالرحمٰن (ابن عمر رضی اللہ عنہ) کیا کہہ رہے ہیں؟ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے ادا فرمائے جن میں سے

ایک رجب میں تھا۔ تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم فرمائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا تو وہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیکن (اس کے باوجود بھول گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رجب میں عمرہ ادا نہیں فرمایا۔(العمرة، باب کم اعتمر النبی ﷺ......،رقم: ۱۷۷۶، ۱۷۷۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے ادا فرمائے تو انہوں کہا چار ایک عمرہ حدیبیہ والا ذیقعدہ میں کیا۔ جہاں پر مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دیا تھا اور ایک عمرہ قضا ذیقعدہ ہی میں آئندہ سال کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سے صلح کی تھی اور عمرہ جعرانہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس وقت (کیا) جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شاید حنین کا) مال غنیمت تقسیم کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج ادا فرمائے؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک ہی (یعنی حجۃ الوداع)

آپ ﷺ صبر کا مظاہرہ کیا کرتے تھے

نبی ﷺ کی زندگی کا مشکل ترین دن:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ ﷺ پر آیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا

«لَقِیتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِیتُ وَ كَانَ اَشَدَّ مَا لَقِیتُ مِنْهُمْ یَوْمُ الْعَقَبَةِ...... »

''میں نے تمہاری قوم (قریش) سے جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ میرا ہی دل جانتا ہے لیکن سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر مقام عقبہ (جو طائف کی طرف ہے) کا گزرا تھا۔''

جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال (جو طائف کا رئیس تھا اس) کے سامنے پیش کیا لیکن اس نے میری بات نہ مانی تو میں نہایت رنج میں چلا (لڑکوں نے مجھے پتھر مارے) مجھے ہوش نہ آیا حتی کہ میں کہ قرن الثعالب (مقام) میں پہنچا۔ اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے پھر میں نے دیکھا تو اس میں جبرئیل (علیہ السلام) تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی اور وہ جواب جو انہوں نے دیا اسے بھی سن لیا اور اللہ نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، آپ اس کو کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور اس نے مجھے سلام کیا، اس کے بعد کہا کہ اے محمد ﷺ! جو تم چاہو گے وہی ہو گا، اگر چاہو تو میں اخشبین (نامی دونوں پہاڑ) ان پر رکھ (کر ان کو رگڑ) دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« بَلْ اَرْجُو اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهٗ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا »

"نہیں میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔"

ایک خارجی کا آپ ﷺ پر اعتراض اور آپ ﷺ کا صبر کا مظاہرہ کرنا:

سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت میں سے) کچھ لوگوں کو دوسروں سے زیادہ دیا۔ جیسے اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے، عیینہ کو بھی اسی قدر دیئے اور سرداران عرب میں سے چند لوگوں کو بھی دیا تو ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تقسیم ایسی ہے کہ اس میں انصاف نہیں کیا گیا یا (یہ کہا کہ) اس میں اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں ہے (بلکہ دنیاوی مفاد مقصود ہے) تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نبی ﷺ کو یہ بات بتاؤں گا۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ انصاف نہ کریں گے تو اور کون انصاف کرے گا؟ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔

(الخمس۔باب ما کان النبی ﷺ یَعطِیُ ......رقم: ۳۱۵۰)

زینب کے ولیمے کے موقع پر پردے کا حکم ہوا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تب میری عمر دس برس کی تھی میری ماں مجھے آپ ﷺ کی خدمت کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں، چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا جب اللہ کے نبی ﷺ کی وفات ہوئی تب میری عمر بیس برس تھی اور پردہ کی آیت کا شان نزول سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی یہ مسئلہ مجھ ہی سے پوچھتے تھے (حالانکہ بڑے درجے کے صحابی تھے) رسول اللہ ﷺ کی ام المومنین زینب بنت جحش سے نئی شادی ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے ان سے مدینہ میں نکاح کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ولیمہ کے لئے اس وقت بلایا جب دن چڑھ گیا تھا۔ باقی تمام لوگ کھانا (کھا کر) چلے گئے لیکن چند افراد کافی دیر آپ کے ساتھ بیٹھے رہے۔ تو رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر چلے

گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلا گیا تاکہ وہ لوگ چلے جائیں حتی کہ جب آپ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے تک پہنچے تو خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے لیکن جب آپ ﷺ لوٹ آئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا (تو دیکھا کہ) وہ سب اپنی جگہ پر ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ دوبارہ واپس چلے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا گیا۔ جب حجرہ عائشہؓ کے دروازے تک گئے تو خیال کیا کہ وہ چلے گئے ہونگے آپ ﷺ لوٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ (واقعی) چلے گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور (اسی وقت) پردہ کا حکم اترا۔

(النکاح۔ باب الولیمة حق...... رقم:٥١٦٦)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی معاشی تنگی کا بیان

نبی ﷺ اور صحابہ کی تنگی رزق:

حضرت ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعد سے پوچھا کہ کیا رسول کریم ﷺ نے چھنا ہوا آٹا جس میں بھوسی نہ ہو کبھی استعمال کیا تھا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبوت کی پوری زندگی میں آپ ﷺ نے صاف آٹا نہیں دیکھا تھا۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تمہارے ہاں چھلنیاں ہوا کرتی تھیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی چھلنی کو نہیں دیکھا میں نے کہا پھر تم ان چھنے جو کیسے کھایا کرتے تھے؟ (انھوں نے فرمایا ہم جو پیستے تھے پھر اس میں پھونک مارتے جتنی بھوسی پھونک سے اڑ جاتی سو اڑ جاتی بقیہ آٹا ہم گوندھ کر (روٹیاں پکا کر) کھا لیتے تھے۔

(الاطعمة۔ باب ما کان النبی ﷺ واصحابه یا کلون...... رقم:٥٤١٣)

آپ ﷺ کی بھوک کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے دعوت دی:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو شعیب (نامی) انصاری شخص نے اپنے قصاب غلام سے کہا کہ پانچ افراد کو کفایت کرنے والا کھانا تیار کرو میں نبی ﷺ کے ساتھ چار صحابہ کو دعوت دینا چاہتا ہوں کیونکہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر میں نے بھوک کے آثار دیکھے ہیں، جب اس نے آپ ﷺ کو اور ان کے ساتھ چار افراد کو دعوت دی تو ایک اور شخص (جسے دعوت نہیں تھی) وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا، جب آپ میزبان کے پاس گئے تو فرمایا:

«اِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَأْذَنَ لَهٗ فَأْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ يَّرْجِعَ رَجَعَ»

"یہ شخص ہمارے پیچھے آ گیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اگر چاہو تو یہ واپس چلا جائے۔"

تو اس نے کہا میں نے اسے اجازت دے دی۔

(البیوع باب ما قیل فی اللحام...... رقم:٢٠٨١)

آپ ﷺ کے گھر میں دودو ماہ چولہا نہیں جلتا تھا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر سے فرمایا اے میرے بھانجے تین چاند نظر آ جاتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لیے) آگ نہیں جلتی تھی۔
حضرت عروہ نے کہا اے خالہ جان! پھر تمہاری گزراوقات کیسے ہوتی تھی تو انھوں نے فرمایا ہماری گزراوقات کھجور اور پانی پر ہوتی تھی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ انصار ہمسائے تھے جو آپ کو دودھ تحفہ میں دے جایا کرتے تھے، آپ ﷺ خود بھی پیتے تھے اور ہمیں بھی پلایا کرتے تھے۔
(الهبة وفضلها۔ باب فضل الهزة...... رقم:۲۵۶۷)

نبی ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "نُسَيْبَةُ" انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صدقہ کی بکری بھیجی گئی تو اس نے اس میں سے کچھ گوشت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی دے دیا۔ جب نبی ﷺ گھر میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہمارے پاس صرف اس بکری کا گوشت ہے جو "نُسَيْبَةُ" نے بھیجا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لے آؤ اب وہ گوشت اپنے مقام حلت پر پہنچ چکا (یعنی اب ہمارے لیے وہ صدقہ نہیں ہے بلکہ ہدیہ ہے۔)
(الزكاة۔ باب قدر كم يعطى من الذكاة...... رقم:۱۴۴۶)

نبی ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ جو کی روٹی اور چربی، نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے اور (اس دور میں) نبی ﷺ نے اپنی ایک زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لیے اس سے کچھ جو خریدے تھے۔ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

«مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَّ لَا صَاعُ حَبٍّ»

"آل محمد کے پاس شام کو گندم یا کسی اور غلہ کا ایک صاع بھی نہیں ہوتا تھا حالانکہ ان کے پاس نو بیویاں تھیں۔" (البیوع۔ باب شراء النبی ﷺ...... رقم:۲۰۶۸)

صحابی کو چربی کی تھیلی ملی بہت خوش ہوئے:

حضرت عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں، کہ ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا کسی انسان نے چربی کی تھیلی پھینکی تو میں اسے لینے کے لیے دوڑ پڑا جب میں مڑا تو اللہ کے نبی ﷺ سامنے تھے تو میں آپ ﷺ کو دیکھ کر شرمسار سا ہو گیا۔ (المغازی۔ باب غزوۃ خیبر...... رقم: ٤٢١٤)

صحابہ کرام چقندر کا سالن خوش ہو کر کھاتے تھے:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن سعد فرماتے ہیں کہ ہماری ایک بوڑھی تھی جو کھیت کی نالیوں پر ہمارے لگائے چقندر کی جڑیں لے کر ہانڈی میں ڈالتی اور اس میں کچھ جو کے دانے ڈال دیتی تھی (ابو حازم فرماتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا اس میں نہ چربی ڈالتی تھی اور نہ ہی چکنائی پھر جب ہم جمعہ پڑھ لیتے تھے تو ہم اس بوڑھی کے پاس جاتے تو وہ چقندر ہمارے سامنے رکھ دیتی تھی ہم اس چقندر کی وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے ہم دوپہر کا کھانا اور دوپہر کا آرام جمعہ پڑھ کر کیا کرتے تھے۔

(الجمعة۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ......﴾ رقم: ٩٣٨)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غربت کا حال:

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے قائم ہو گیا ہم میں سے بعض لوگ تو ایسے ہیں جو وفات پا گئے اور انہوں نے اپنے ثواب میں سے (دنیا میں) کچھ نہیں لیا۔ انہیں لوگوں میں سے ایک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے اور ہم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جن کے لیے ان کا پھل پک گیا اور وہ اسے کھا رہے ہیں لیکن سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کے دن شہید ہوئے اور ہم لوگوں نے (ان کے مال میں سے) اتنا بھی نہ پایا کہ جس سے انہیں کفن دے دیتے سوائے ایک چادر کے (اور وہ بھی ایسی چھوٹی کہ) اگر ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا:

«اَنْ نُّغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَ اَنْ نَّجْعَلَ عَلٰی رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ»

''ہم ان کا سر چھپا دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں۔''

(الجنائز۔ باب اذا لم یجد کفناً رقم: ١٢٧٦)

خاوند پر صدقہ کرنا:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیوروں کا صدقہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت زینب اپنے خاوند اور ان یتیموں پر خرچ کیا کرتی تھی جو ان کی پرورش میں تھے تو حضرت زینب نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ کیا میں (زیورات کی زکوٰۃ) آپ پر اور اپنے یتیموں پر خرچ کرسکتی ہوں؟ تو انھوں نے کہا کہ تم خود ہی جا کر پوچھ لو۔ چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاری عورت کو پایا وہ بھی میرے جیسی ضرورت سے آئی تھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میں (اپنا مال) اپنے شوہر اور ان یتیموں پر جو میری تربیت میں ہیں خرچ کرسکتی ہوں؟ اور ہم نے (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ) سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم ہمارا نام نہ لینا۔ (مگر جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہا کہ دو عورتیں یہ سوال پوچھ رہی ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ تو سیدنا بلال نے فرمایا کہ ایک زینب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون سی زینب؟ انہوں نے عرض کی عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَعَمْ لَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ »

”ہاں اسے دوہرا ثواب ملے گا قرابت (کا حق ادا کرنے) کا ثواب اور صدقہ کرنے کا ثواب۔“ (الزکاۃ۔ باب الزکاۃ علی الزوج...... رقم:١٤٦٦)

ذات الرقاع مشکل ترین جنگ:

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے، ہمارے قدم چھلنی ہو گئے تھے اور میرے دونوں پاؤں پھٹ گئے اور ناخن بھی گر پڑے تو ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں، اس لڑائی کا نام ذات الرقاع (یعنی پٹیوں دھجیوں والی لڑائی) بھی اسی وجہ سے رکھا گیا کیونکہ ہم پاؤں پھٹ جانے کی وجہ سے ان پر پٹیاں باندھتے تھے۔ (المغازی۔ باب غزوۃ الرقاع...... رقم:٤١٢٨)

دعا کی قبولیت

نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جو دعا فرماتے وہ قبول ہوا کرتی تھی، آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے لوگوں کی دعائیں بھی اللہ قبول فرماتا ہے۔ بندہ جب بھی دعا کرتا ہے اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (المومن: ٦٠)

''تمہارے رب نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو شرف قبولیت بخشوں گا۔''

﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ...... ﴾ (البقرة: ١٨٦)

''اور جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (کہ وہ دور ہے یا نزدیک؟ تو انھیں کہو کہ) میں (اللہ) قریب ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے بلائے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ علیہم السلام وغیرہ انبیاء کی دعائیں قبول کیں ان کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بھی قبول کرتا ہے چند واقعات پیش کرتے ہیں۔

ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے زمانہ میں قحط سالی پڑی تو جمعہ کے دن نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہا کہ « هَلَكَ الْمَالُ وَ جَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا » یارسول اللہ! مال برباد ہو گیا اور بچے بھوکے ہیں آپ ﷺ ہمارے لیے (بارش کی) دعا

کیجئے۔ تب آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم (اس وقت) آسمان میں ایک ٹکڑا بھی بادل کا نہیں دیکھ رہے تھے مگر قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کر پائے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح چھا گئے، پھر آپ ﷺ اپنے منبر پر سے اترے نہیں حتی کہ میں نے بارش کو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس دن بارش ہوتی رہی اور دوسرے دن اور تیسرے دن اور چوتھے دن (اسی طرح) دوسرے جمعہ تک بارش برستی رہی تو وہی اعرابی یا (کوئی) دوسرا (آدمی جمعہ کے خطبے کے دوران) پھر کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کی:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَ غَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا»

''یارسول اللہ ﷺ بارش کی کثرت سے) مکان گر گئے اور مال ڈوب گیا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے۔''

تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»

''اے اللہ ہمارے آس پاس بارش برسا، لیکن ہم پر نہ برسا۔''

پھر آپ ﷺ بادل کے جس ٹکڑے کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ ہٹ جاتا تھا اور پورا مدینہ (بادل سے صاف ہوکر) حوض کی طرح ہو گیا اور وادی قناۃ کا نالہ ایک مہینے تک بہتا رہا اور جو شخص کسی طرف سے آتا تھا وہ بارش کی کثرت کا ہی ذکر کرتا تھا۔ (الجمعة، باب الاستسقاء في الخطبة......٩٣٣)

نبی ﷺ کی دعا سے صحابی رضی اللہ عنہ کو تجارت میں بہت زیادہ نفع:

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں تھیں اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس سے بیعت لے لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی یہ چھوٹا ہے، (ان سے ابھی بیعت لینا بے فائدہ ہے) پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ راوی کہتا ہے کہ یہی (عبداللہ بن ہشام) بازار جاتے اور غلہ خریدتے تھے۔ پھر کبھی سیدنا ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے مل جاتے تو فرماتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کر لو کیونکہ نبی ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی۔ تو وہ ان کو شریک کر لیتے تھے اکثر اوقات پورا پورا اونٹ (غلے کے

ساتھ بطور نفع کے) حصے میں آجاتا تھا اور وہ اس کو اپنے گھر روانہ کردیتے تھے۔
(الشركة، باب الشركة فى الطعام وغيره: ٢٥٠١)

قبیلہ دوس کے لیے نبی ﷺ کی دعا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی اور ان کے ساتھی نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ قبیلہ دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی اور (دین حق کی) پیروی سے انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا اللہ سے ان کے لیے بددعا کیجئے۔ لوگ کہنے لگے کہ ابھی (اللہ کے نبی نے بددعا کی اور ابھی) دوس ہلاک ہوئے مگر آپ ﷺ نے دعا کی۔

« اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّ أْتِ بِهِمْ »

"اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان کو دائرہ اسلام میں لے آ۔" (پھر دوس قبیلہ کے لوگ مسلمان ہو کر آ گئے تھے) (الجهاد، باب الدعاء للمشركين بالهدى...... ٢٩٣٧)

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بہترین گھوڑا سوار بن گئے:

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم ذی الخلصہ کو تباہ کر کے مجھے آرام کیوں نہیں دیتے؟ ذو الخلصہ قبیلہ خثعم میں ایک بت خانہ تھا۔ اس کو یمن کا کعبہ کہا کرتے تھے۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ چل پڑا اور ان سب کے پاس گھوڑے تھے اور میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا نبی ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ اتنے زور سے مارا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کا نشان میرے سینے پر نمایاں ہو گیا اور آپ ﷺ نے میرے حق میں دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا »

اے اللہ! ان کو سواری پر جمادے اور ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ پھر وہ حضرت جریر وہاں گئے اور اسے توڑا اور اسے جلا ڈالا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع بھیجی تو جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے آ کر کہا:

« وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ »

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس اس وقت آیا ہوں جب کہ وہ کھوکھلے اونٹ یا خارشی اونٹ کی طرح ہو گیا۔''

جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ ﷺ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔ (الجهاد والسير، باب حرق الدور والنخيل: ۳۰۲۰)

کفار مکہ کو دھویں کے عذاب کا سامنا:

حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ ''ایک شخص نے مقام کندہ میں بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دھواں پیدا ہوگا، جس سے منافقوں کے تو کان اور آنکھیں بالکل بیکار ہو جائیں گی لیکن مومنوں کو زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی، (جب یہ بات انہیں پہنچی اور وہ اس وقت) تکیہ لگائے بیٹھے تھے، وہ (یہ سن کر) غصے ہو گئے اور سیدھے ہو کر بیٹھے پھر فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ وہی بات کہے جو جانتا ہو اور جو بات نہ جانتا ہو تو کہہ دے «اَللّٰهُ اَعْلَمُ» کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم کا ہی ایک حصہ ہے کہ جس چیز کو انسان نہ جانتا ہو اس کے بارے میں کہے کہ میں نہیں جانتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے:

﴿ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴾ (ص : ۸٤)

''کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس (وعظ ونصیحت) کی کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف سے خود کوئی بات بناتا ہوں۔''

(اصل قصہ دھویں کا یوں ہے کہ)

قریش نے ایمان لانے میں دیر کی تو نبی ﷺ نے بددعا کی

«اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ»

''اے اللہ! قریش کے لوگوں کے مقابلے میں میری مدد اس طرح کر کہ ان پر یوسف علیہ السلام کے سات سالہ قحط کی طرح سات سالہ قحط نازل کر دے۔''

چنانچہ قحط پڑ گیا اور (اتنا سخت کہ) جس میں کئی لوگ تو ہلاک ہو گئے اور جو ان میں سے بچ گئے تو وہ مردار کا گوشت اور ہڈیاں تک کھا گئے اور (بھوک کے مارے) آدمی کا یہ حال تھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان اسے دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ آخر کار ابوسفیان نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

« يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللّٰهَ »

''اے محمد ﷺ! تم تو ہمیں آپس میں رشتہ ناتا جوڑنے کی تلقین کرتے ہو اور اب تو تمہاری قوم کے بہت سے لوگ (قحط کی وجہ سے) تباہ ہوگئے۔ اللہ سے دعا کرو۔''

(کہ وہ اسے دور کردے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی) پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ○ يَغْشَى النَّاسَ ط هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ○ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَ قَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ○ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ○ ﴾

(الدخان:۱۰۔۱۵)

''آپ ﷺ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہوگا (وہ کہیں گے) اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹا لے ، بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں ان کے لیے نصیحت کہاں؟ ان کے پاس (احکامات الٰہی کو) کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے پھر بھی انھوں نے اس سے منہ موڑ لیا اور کہنے لگے کہ یہ سکھایا پڑھایا ہوا مجنون ہے بے شک ہم (تم سے) کچھ عذاب ہٹالیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔''

(سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) تو کیا آخرت کا عذاب ان پر سے کچھ عرصہ کے لئے ہٹ جائے گا اور وہ لوگ پھر اپنے کفر پر ہی قائم رہیں گے؟ (لہٰذا اس سے مراد یہ دھواں ہے نہ کہ قیامت کے روز کا دھواں)

پھر اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا:

﴿ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ﴾ (الدخان:١٦)

''جس دن ہم بڑی سخت پکڑ کریں گے۔''

اس سے بدر کی لڑائی مراد ہے ''اور لِزَامًا لگ جانے والے یا چمٹ جانے والے عذاب'' سے مراد (بدر میں قید ہو جانا ہے)

﴿ الٓمّٓ ٥ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ٥ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ ھُمْ مِّنْ ٌ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ٥﴾ (الروم: ١-٣)

''اہل روم مغلوب ہو گئے...... عنقریب مغلوب ہو جانے کے بعد غالب آ جائیں گے۔''

یہ پیش گوئی پہلے پوری ہو چکی ہے۔ (التفسیر، سورۃ الروم، ٤٧٧٤)

نبی ﷺ کی بد دعا سے مکہ میں قحط:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے کہ نبی ﷺ نے جب (دعوت اسلام کے قبول کرنے سے) لوگوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو آپ ﷺ نے بد دعا کی:

«اَللّٰھُمَّ سَبْعًا کَسَبْعِ یُوْسُفَ»

اے اللہ (ان پر) سات برس (قحط ڈال دے) جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے (عہد میں) سات برس تک مسلسل قحط رہا تھا) تو قحط نے انہیں آلیا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار جانور کھانے شروع کر دیئے اور بھوک کی وجہ سے (ضعف اس قدر ہو گیا کہ) جب کوئی ان میں سے آسمان کی طرف دیکھتا تو اس کو دھواں (سا) دکھائی دیتا۔ تو ابو سفیان (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

«یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰہِ وَ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ»

''اے محمد ﷺ آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی قوم کے لوگ (ہیں جو مارے بھوک کے) مر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔''

تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ٥...... الخ﴾

''اے نبی! تم اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان ایک صریح دھواں ظاہر کرے گا اگر ہم ان کافروں سے عذاب دور کر دیں تو یہ پھر (بھی) کفر کریں گے اس کی سزا ان کو اسی دن ملے گی جس دن ہم ایک سخت گرفت میں ان کو پکڑیں گے۔'' (الدخان: ١٠-١٦)

(الستقاء۔ باب دعا النبی ﷺ اِجْعَلْھَا......رقم: ١٠٠٧، التفسیر باب ﴿ ثم تَوَلَّوْا عَنْهُ ......﴾ رقم: ٤٧٤٤)

آپ ﷺ نے دعا کی تو مرگی کی مریضہ کا ستر نہیں کھلتا تھا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں جنتی عورت دکھلاؤں ؟ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ فرمایا کہ یہ سانولی سی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا جسم ظاہر ہوجاتا ہے۔ میرے لئے دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَ لَكِ الْجَنَّةُ وَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ »

”اگر تو چاہے صبر کرلے اور اس کے عوض تجھے جنت ملے گی اگر دعا کرانی ہے تو میں اللہ سے دعا کردوں گا وہ تجھے صحت دے دے گا۔“

اس نے عرض کی (کہ بہتر ہے) میں صبر کرلوں گی (لیکن) یہ میرا کپڑا ادھر ادھر ہوجاتا ہے اس کے لئے ضرور دعا کردیجیے۔ آپ ﷺ نے دعا فرما دی (پھر اس کا بدن کبھی نظر نہ آیا)

(المرضیٰ، باب فضل من یصرع من الریح: ٥٦٥٢)

آپ ﷺ زندگی میں سادگی اپناتے تھے

نبی ﷺ نے زمزم سبیل سے پیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (زمزم کی) سبیل کے پاس تشریف لائے اور آب زم زم طلب فرمایا تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سے) کہا کہ اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لے آؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہی پانی پلا دو۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ لوگ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں (اس لیے آپ یہ نہ نوش فرمائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اسی میں سے پلا دو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسی میں سے پانی پیا پھر آب زم زم کے پاس تشریف لائے وہاں لوگ کنویں سے پانی کھینچ کھینچ کر پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنا یہ عمل جاری رکھو تم بہترین عمل پر گامزن ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے (یعنی پانی پلانے کا کام تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا) تو میں (سواری سے) اترتا اور رسی اپنے کاندھے پر رکھ لیتا (اور پانی بھرتا مگر خیال آتا ہے کہ مجھے دیکھ کر جذبہ اطاعت میں دوسرے لوگ بھی ایسا کریں گے اور پھر تم مغلوب ہو جاؤ گے)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔ ایک اور روایت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔ (كتاب الحج۔ باب سقاية الحاج......رقم: ١٦٣٥، ١٦٣٨)

صحابی کے گھر میں نفل نماز کی جماعت جا کر کرائی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی نانی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو خاص آپ ﷺ کے لیے انہوں نے تیار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا، پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی ایک چٹائی لے آیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی تو میں نے اسے پانی سے دھویا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (اس پر) کھڑے ہو گئے اور

میں نے اور یتیم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی اور بڑھیا ہمارے پیچھے تھی پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے گئے۔ (الصلاۃ۔ باب الصلاۃ علی الحصیر......رقم: ٣٨٠)

مسجد نبوی کچی تھی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے (تعمیر کی ہوئی تھی) اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور کھجور کی لکڑی کی تھی امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی توسیع نہ کی امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع کر دی لیکن اس کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی عمارت کے موافق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنایا اور اس کے ستون پھر لکڑی کے لگائے۔ اس کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بدل دیا اور اس میں بہت سی توسیع بھی کی اور اس کی دیواریں پتھروں اور گچ کی بنائیں اور اس کی چھت ساگوان (کی لکڑی) سے بنادی۔ (الصلاۃ باب بنیان المسجد......رقم: ٤٣٦)

سرکش جن کو نبی ﷺ نے چھوڑ دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (ایک دن صبح کو) فرمایا: ایک سرکش جن آج رات میرے سامنے آگیا تاکہ میری نماز توڑ دے۔ مگر اللہ نے مجھے اس پر کنٹرول دے دیا اور میں نے چاہا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ صبح کو اسے تم لوگ دیکھو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آگئی کہ انھوں نے فرمایا تھا:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۝ ﴾

''اے میرے پروردگار! مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔''

پھر آپ ﷺ نے اس کو ذلیل و خوار واپس کر دیا۔ (الصلاۃ باب الاسیر او الغریم......رقم: ٤٦١)

نبی ﷺ دوسرے انبیاء سے زیادہ بہتر سوچ والے تھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ »

''اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت فرمائے (جب ان کے مہمانوں پر ان کی قوم جھپٹ

رہی تھی تب) وہ مضبوط بازو (مددگار) کی خواہش کر رہے تھے (یعنی نبی کا شان یہ ہوتا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت اللہ سے رابطہ قائم کرتا ہے لیکن لوط علیہ السلام کوئی اور خواہش کر رہے تھے)

اس کے بعد فرمایا:

«وَ نَحْنُ اَحَقُّ مِنْ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ............»

''اور ہم حضرت ابراہیم سے زیادہ شک کرنے کا حق رکھتے تھے کہ جب انھوں نے کہا، اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردے کیسے زندہ کرے گا) تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:﴿ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ﴾ کہ کیا تجھے ایمان نہیں ہے کہ (میں مردوں کو زندہ کروں گا؟) فرمایا مجھے ایمان ہے (لیکن یہ مطالبہ اس لیے ہے) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔''

(احادیث الانبیاء۔ باب قوله ﴿ وَنَبِّئْهُمْ عن ضیف ابراهیم...... ﴾ رقم: ۳۳۷۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے پاس باسی پانی ملا دودھ پیا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ساتھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) بھی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: اگر رات کا پانی (باسی) تمہاری مشک میں ہو تو پلاؤ ورنہ ہم (یہیں) اوکھ سے منہ لگا کر پی لیں گے۔ (راوی) فرماتے ہیں کہ یہ شخص اپنے باغ کو پانی دے رہا تھا (اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا)۔ اس شخص نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھونپڑی میں تشریف لے چلیے میرے پاس رات کا پانی (موجود) ہے (میں لاتا ہوں چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے گیا اور ایک پیالہ میں پانی اور (کچھ) دودھ اپنی بکری کا اس میں دوہ کر لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی لیا پھر جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی پیا۔ (الشربة۔ باب الکرع ......رقم: ۵۶۲۱)

آپ ﷺ اپنے دشمنوں کو معافی دے دیا کرتے تھے

یہود نے بکری میں زہر ملا دیا آپ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہود کی طرف سے) ایک بکری (بھنی ہوئی) جس میں زہر ملا ہوا تھا نبی ﷺ کے پاس ہدیہ میں آئی تو نبی ﷺ کو اسی حرکت کا علم ہوا تو فرمایا، جتنے یہودی یہاں ہیں ان کو جمع کرو۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں تو کیا تم مجھ کو سچ سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا (اچھا بتاؤ) تمہارا باپ کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سچ کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اب ایک اور بات پوچھتا ہوں کیا تم مجھے وہ بات سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اے ابو القاسم! اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ﷺ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جس طرح آپ ﷺ نے ہمارا جھوٹ ہمارے باپ (کے نام کے بارے) میں معلوم کر لیا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا (بتاؤ) دوزخی لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو دوزخ میں تھوڑے ہی دن رہیں گے پھر ہمارے بعد تم اس میں جانشین ہو گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اِخْسَئُوْا فِیْهَا فَوَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِیْهَا اَبَدًا »

''تم اس میں ذلیل ہو کر رہو۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی اس میں تمہاری جانشینی نہیں کریں گے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (اچھا اب) اگر کوئی اور بات پوچھوں تو کیا سچ بولو گے؟ ان لوگوں نے کہا جی ہاں اے ابو القاسم! آپ ﷺ نے فرمایا:

« هَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ هٰذَا الشَّاةِ سَمًّا »

''کیا تم نے اس بکری (کے گوشت میں) میں زہر ملایا تھا؟''

انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ تو ان لوگوں نے کہا

«اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيْحُ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ»

''ہم نے چاہا تھا کہ آپ ﷺ اگر جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ سے نجات مل جائے گی اور آپ ﷺ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو زہر آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہ دے گا۔''

(الجزیه والموادعة۔ باب اذا غدر المشكون......رقم:۳۱۶۹)

ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودیہ نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری تحفہ میں دی، آپ ﷺ نے اس کا کچھ گوشت کھا لیا تھا پھر اس خاتون کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اسے قتل نہیں کر ڈالتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

«فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ»

''کہ میں اس کے بعد اس زہر کا اثر آپ ﷺ کے تالو پر دیکھتی رہی۔''

(الهبة وفضلها قوله قبول الهدية من المشركين......رقم:۲۶۱۷)

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا تھا:

«يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ اِنْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ»

''اے عائشہ جو زہریلا کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا اس کی تکلیف مجھے ہوتی رہی لیکن اب تو اس زہر کے اثر سے میری رگیں ٹوٹی جا رہی ہیں۔''

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ ووفاته۔ رقم:۴۴۳۸)

نبی ﷺ پر جادو کیا گیا:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ پر جادو کر دیا گیا (اس کا اثر یہ ہوا کہ) آپ ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا، آخر آپ ﷺ نے ایک دن دعا کی اور (بہت) دعا کی۔ اس کے بعد (مجھ سے) فرمایا: عائشہ کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس میں میری شفا تھی، دو آدمی (خواب میں) میرے پاس آئے، ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ایک نے

پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم (یہودی) نے۔ اس نے پوچھا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی میں بالوں اور نر کھجور کے خوشے کے اوپر والے چھلکے میں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذروان (نامی) کنویں میں پھر نبی ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

« يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَّاعَةُ الْحِنَّاءِ أَوْ كَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِيْنَ »

''اس کنویں کا پانی مہندی ملے پانی کی طرح تھا یا فرمایا تھا کہ اس کے (قریب والے) درخت ایسے تھے گویا کہ شیاطین کے سر ہیں۔''

(عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے اس جادو کو نکلوا لیا؟ فرمایا کہ نہیں اللہ نے تو مجھے شفا دی اور (اس کے نکلوانے میں) مجھے یہ خیال ہوا کہ لوگوں میں فساد پھیلے گا (اور جادو کا چرچا زیادہ ہو جائے گا) اس کے بعد وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

(الطب۔ باب هل يستخرج السحر...... رقم: ٥٧٦٦، ٦٥)

آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمن کو معاف کر دیا:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نجد کی طرف کی ایک جنگ میں شریک تھا جب آپ ﷺ واپس آرہے تھے دوپہر کا وقت ہو چکا تھا اور اس وقت اسلامی لشکر ایک ایسی وادی میں تھا جہاں کانٹے دار درخت کثرت سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا تو صحابہ کرام درختوں کے نیچے منتشر ہو گئے اور آپ ﷺ بھی کیکر کے ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے، آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی ہم اپنی اپنی جگہوں میں تھوڑی دیر سو چکے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ ہمیں بلا رہے تھے جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں سویا ہوا تھا اس نے میری تلوار مجھ پر تان رکھی تھی اور مجھے کہنے لگا:

« مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ »

''بتاؤ! آپ کو میرے ہاتھوں سے کون بچا سکتا ہے؟''

میں نے کہا اللہ بچا سکتا ہے (ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جبرائیل نے اس اعرابی کے سینے

میں دھکا لگایا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی آپ ﷺ نے اٹھا لی پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھے میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا اس نے کہا مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا)

محمد کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ دیکھو یہ بیٹھا ہے مجھ پر حملہ کرنے والا پھر آپ ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔(المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع...... رقم:٤١٣٥)

آپ ﷺ نے گستاخی کرنے والی خاتون کو معاف کر دیا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس (بیٹھی ہوئی) رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے آپ ﷺ کو کہا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ اس لیے کہ تمہیں میرے جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ جب اس عورت کو کہا گیا کہ یہ تو نبی ﷺ تھے (تو نے کیسا گستاخانہ جواب دے دیا؟ تو شرمندہ ہو کر) وہ نبی ﷺ کے دروازے پر حاضر ہوئی۔ (وہ سمجھتی تھی کہ نبی ﷺ کے دروازے پر دربان مقرر ہونگے مگر) اس نے آپ ﷺ کے دروازے پر دربان نہیں پائے۔ پھر وہ عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا (اس سبب سے مجھ سے گستاخی ہوئی مجھے معاف کردیجئے اب میں صبر کرتی ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى»

''صبر شروع صدمہ کے وقت کرنا ہوتا ہے۔'' (الجنائز۔ باب زیارۃ القبور رقم۔ ١٢٨٣)

ایک قرض خواہ کی آپ ﷺ سے بداخلاقی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص اپنے اونٹ کا تقاضا کرنے آیا اور اس نے آپ ﷺ سے سخت کلامی کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ صاحب حق کو ایسی گفتگو کرنے کا حق ہوتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اسی عمر کا اونٹ دے دو جس عمر کا اس کا اونٹ تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس عمر کا تو کوئی اونٹ نہیں ہے البتہ اس سے بہتر موجود ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ خِیَارَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً»

''اس کو وہی دے دو۔ اس لیے کہ تم میں اچھا شخص وہ ہے جو قرض کو اچھے طریقے پر ادا کرے۔''

(الوکالۃ باب وکالۃ الشاھد...... رقم: ٢٣٠٥)

آپ ﷺ کی گردن میں اعرابی نے چادر ڈال دی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے جسم پر (اس وقت) ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی چادر تھی تو ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ لیا اور زور سے کھینچا حتی کہ میں نے نبی ﷺ کی گردن مبارک پر دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا تھا۔ اس کے بعد اس اعرابی نے کہا کہ مجھے بھی اللہ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے، دیجئے تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے اور اسے مال دینے کا حکم فرمادیا۔
(اللباس۔ باب البرود و الحبر……رقم: ۵۸۰۹)

آپ ﷺ سے یہود نے دھوکہ کیا تو آپ ﷺ نے جلاوطن کردیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے بنی نضیر اور بنی قریظہ نے (خلاف معاہدہ) لڑائی کی تو آپ ﷺ نے بنی نضیر کو جلاوطن کردیا اور بنی قریظہ پر احسان کر کے رہنے دیا۔ جب قریظہ نے مسلمانوں پر (دوبارہ) چڑھائی کی تب آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو مار ڈالا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا مگر کچھ قرظی لوگ نبی ﷺ سے آملے۔ آپ ﷺ نے انہیں امن دیا۔ وہ مسلمان ہوگئے، لیکن بنی قینقاع کو جو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی اور بنی حارثہ وغیرہ کے تمام مدینہ کے یہود کو جلاوطن کردیا۔ (حالانکہ ان کی سزا قتل تھی) (المغازی۔ باب حدیث بنی النضیر…… رقم: ۴۰۲۸)

فتح مکہ کے دن مسلمانوں کا لشکر ابوسفیان کے سامنے:

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے تو یہ خبر قریش کو پہنچی تو ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے نکلے ہیں، چلتے چلتے جب مرالظہران مقام میں (جو مکہ کے قریب ہے) پہنچے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ آگ بکثرت روشن ہے جیسا کہ عرفہ میں ہوتی ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ کیسی آگ ہے،؟ یہ آگ تو میدانِ عرفات کا منظر پیش کر رہی ہے۔ بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (خزاعہ) کی آگ ہوگی، لیکن ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کے اتنے آدمی نہیں ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے چوکیداروں نے انہیں دیکھ

لیا اور انہیں گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ چلے تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑا کرو تا کہ وہ مسلمانوں کی فوج اور قوت کا نظارہ کر سکیں۔ سیدنا عباس نے اسے کھڑا کر دیا، اب جو قبیلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے گزرنا شروع ہوئے، وہ قبیلہ قبیلہ ہو کر ابوسفیان کے پاس سے گزرے، ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان بولا: اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بولے: یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیانؓ نے کہا کہ میری اور غفار کی لڑائی تو نہ تھی (پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھ پر کیوں چڑھ آئے؟) پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ابوسفیان نے پہلے کی طرح کہا۔ پھر قبیلہ سعد بن ہذیم گزرا تو بھی سفیان نے ایسا ہی کہا اور قبیلہ سلیم گزرا تو بھی ابوسفیان نے یہی بات کی۔ پھر ایک ایسا قبیلہ گزرا کہ اس جیسا ابوسفیانؓ نے نہیں دیکھا تھا تو اس نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ انصار ہیں، ان کے امیر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہی کے پاس جھنڈا ہے، پھر سیدنا سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ اے ابوسفیان! آج کا دن کفار کے قتل کا دن ہے، آج کے دن کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی کفار کا قتل اس میں جائز ہو جائے گا) ابوسفیانؓ نے کہا کہ اے عباس! تباہی کا دن اچھا ہے۔ پھر ایک لشکر آیا جو سب لشکروں سے چھوٹا تھا انہی میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تھے اور نبی ﷺ کا جھنڈا سیدنا زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا آپ کو نہیں معلوم کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: اس نے کیا کہا ہے؟ ابوسفیانؓ بولے کہ اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سعد نے غلط کہا ہے، بلکہ یہ دن تو وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو بزرگی دے گا اور وہ دن ہے کہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ (عروہ) فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حجون مقام میں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا؟ (سیدنا زبیرؓ نے کہا کہ) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کدا (کاف کی زبر کے ساتھ) بلندی مکہ کی جانب سے جانا اور خود نبی ﷺ کُدًا (کاف کی پیش کے ساتھ) (نشیبی علاقے) کی طرف سے تشریف لائے۔ سیدنا خالد کی فوج میں سے دو سوار حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہریؓ اس دن شہید ہوئے تھے۔ (المغازی۔ باب این رکز النبی ﷺ ...... رقم: ٤٢٨٠)

ثمامہ بن اثال کی گرفتاری اور ان کا اسلام لانا:

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار روانہ فرمائے تو وہ ایک شخص کو گرفتار کر لائے جو بنی حنیفہ میں سے تھا اور اسے ثمامہ بن اثال کہتے تھے، پھر اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے پاس جا کر کہا: اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے! (کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گا؟) وہ بولا کہ اے محمد! میرا خیال بہتر ہے، اگر آپ مجھے مار ڈالیں گے تو بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ میں نے بھی جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ احسان کر کے مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اور اگر آپ مال ودولت چاہتے ہوں تو وہ بھی حاضر ہے، اور جتنا آپ چاہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ ﷺ نے پوچھا: اے ثمامہ تیرا کیا خیال ہے؟ وہ بولا میرا خیال وہی ہے جو میں عرض کر چکا اگر آپ احسان کر کے چھوڑ دیں گے تو میں شکر گزار ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر تیسرے دن پوچھا: اے ثمامہ! تیرا کیا گمان ہے؟ وہ بولا کہ وہی جو میں عرض کر چکا۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کر دو۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کر کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ ایک تالاب پر جو مسجد کے قریب تھا، گیا اور غسل کر کے مسجد میں آیا اور کہنے لگا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اے محمد!

« وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَيَّ »

اللہ کی قسم! مجھے تمام روئے زمین پر کسی کا چہرہ دیکھ کر اتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا آپ ﷺ کا چہرہ دیکھ کر آتا تھا۔ اب آج کے دن آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سب سے زیادہ مجھ کو پسند ہے اور اللہ کی قسم آپ ﷺ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے برا معلوم نہ ہوتا تھا لیکن اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ

کے شہر سے برا کوئی شہر نہ تھا لیکن اب آپ کا شہر میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔"

آپ کے سواروں نے مجھے اسی وقت گرفتار کیا، جب کہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا، اب آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مبارکباد دی اور اسے عمرے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ میں آئے تو کسی نے ان سے کہا کہ تم بے دین ہو گئے ہو؟ وہ بولے نہیں اللہ کی قسم! بلکہ محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ آنے پائے گا جب تک کہ نبی ﷺ حکم نہ دیں گے۔(المغازی۔ باب وفد بنی حنیفة...... رقم: ٤٣٧٢)

نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کی مجلس میں گئے اس نے بداخلاقی کی:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوئے جس پر (علاقہ) فدک کی (بنی ہوئی) چادر ڈالی ہوئی تھی اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔اور بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ راستے میں ایک مجلس پر سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول (مشہور منافق) بیٹھا تھا۔ ابھی تک عبداللہ بن ابی (ظاہر میں بھی) مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس مجلس میں مختلف قسم کے لوگ تھے کہ کچھ مسلمان کچھ مشرک بت پرست اور کچھ یہودی بھی تھے۔ اس مجلس میں سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (مشہور صحابی) بھی موجود تھے۔ جب گدھے کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی (یعنی سواری قریب آ پہنچی) تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھانک لی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام کیا اور پھر ٹھہر گئے اور سواری سے اتر پڑے اور ان کو قرآن پڑھ کر سنانے لگے اور (ان مجلس والوں کو) اللہ کی طرف دعوت دی تو عبداللہ بن ابی نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے شخص! اگرچہ تیرا کلام بہت اچھا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو بھی ہماری مجلسوں میں ہمیں قرآن سنا کر ایذاء نہ دیا کر۔ اپنے گھر کو جا، وہاں جو تیرے پاس آئے اس کو یہ قصے سنا۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! نہیں بلکہ آپ ہماری ہر ایک مجلس میں ضرور آیا کیجیے ہماری مجالس میں آپ کا آنا ہمیں بہت اچھا لگتا ہے۔ اس بات پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں گالم گلوچ ہونے لگی حتیٰ کہ قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ ان سب کو چپ کرانے لگے آخر کار وہ سب خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ! سوار ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور ان سے فرمایا:

اے سعد! تو نے ابو حباب عبداللہ بن ابی کی باتیں نہیں سنیں؟ اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سیدنا سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ اسے معاف کر دیجیے اور اس سے درگزر فرمایئے اور قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے اللہ کی جانب سے جو کچھ آپ پر اترا ہے وہ برحق اور سچ ہے (اس کی بدخلقی کی وجہ یہ ہے کہ) مدینہ کے لوگوں نے (آپ ﷺ کے آنے سے پہلے) یہ فیصلہ کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی کو سرداری کا تاج پہنائیں گے اور اس کو اپنا والی اور رئیس بنائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے یہ بات (عبداللہ بن ابی کا سردار ہونا) نہ چاہی بوجہ اس حق کے جو آپ ﷺ کو عطا کیا ہے تو اس کو آپ ﷺ کا آنا ناگوار ہوا اس لئے اس نے (آپ ﷺ سے) ایسے ناگوار کلمات کہے ہیں۔ آپ نے اس کا قصور معاف کردیا اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کی عادت مبارکہ تھی کہ بت پرستوں اور یہودیوں کی ایسی ناشائستہ حرکات کو معاف کردیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ نے ان کو حکم فرمایا تھا:

اور ان کی ایذا دہی پر بڑا صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ ﴾ (آل عمران:١٨٦)

”تم اہل کتاب اور مشرکین سے تکلیف دہ باتیں سنا کرو گے۔“

اور فرمایا:

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ﴾ (البقرة:١٠٩)

”اہل کتاب کے کئی لوگ چاہتے ہیں کہ وہ تمھیں تمھارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں، یہ ان کے حسد کی وجہ سے ہے۔“

یہاں تک کہ اللہ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ نے بدر میں جنگ کی تو بڑے بڑے قریش کے رئیسوں کو اللہ نے قتل کرایا تو عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اور جو اس کے ساتھ مشرک اور بت پرست تھے کہا کہ اب (تو اس دین میں شریک ہونے کا) موقع آپہنچا (کہ اس کا غلبہ ہوگیا) تو اب رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کرلو۔ اس پر وہ سب (ظاہری طور پر) مسلمان ہوگئے۔

(التفسیر۔ باب ﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ ...... ﴾ رقم:٤٥٦٦)

مکہ والوں نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرہ کرنا چاہا تو اہل مکہ نہ مانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں نہ داخل ہونے دیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بات پر معاہدہ صلح فرمالیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن مکہ میں قیام کریں گے پھر جب ان لوگوں نے تحریر لکھوائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھوایا: «هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ » کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا ہے۔'' تو مشرکوں نے کہا کہ ہم اس بات کا اقرار نہیں کرتے کیونکہ اگر ہم جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (عمرے سے ہرگز) نہ روکتے بلکہ (ہم تو یہ جانتے ہیں کہ) آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ » میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم رسول اللہ (کا لفظ) مٹا دو تو انہوں نے عرض کی: « لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا » نہیں اللہ کی قسم میں آپ (کے نام) کو ہرگز نہ مٹاؤں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تحریر خود لے لی اور لکھوا دیا: « هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ ...... » کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا ہے (اور پھر لکھوایا کہ)۔ وہ مکہ میں ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں گے اور مکہ والوں میں سے جو کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے اور اپنے ساتھ والوں میں سے اگر (ان کے ساتھیوں میں سے) کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوگئے اور مدت گزر گئی تو لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم اپنے صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو کہ اب ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ (مقررہ) وقت گزر گیا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر جا ہی رہے تھے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان کے پیچھے اے چچا! اے چچا! کہتی ہوئی دوڑی تو اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (کے پاس لائے اور) کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو، میں اس کو اٹھا لایا ہوں پھر سیدنا علی اور سیدنا زید اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اس لڑکی کا زیادہ مستحق ہوں، کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور سیدنا جعفر فرمانے لگے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اس لئے میں ہی اس کا مستحق ہوں اور سیدنا زید نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

لڑکی کو اس کی خالہ کو دلوا دیا اور فرمایا:« اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ » خالہ ماں کی قائم مقام ہوتی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْكَ » تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَ خُلُقِیْ » تم میری صورت اور سیرت (دونوں) کے مشابہ ہو۔ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا » تم میرے بھائی ہو اور میرے مولا ہو۔

(الصلح۔ باب کیف یکتب هذا ما صالح...... رقم: ۲۲۹۸)

صلح حدیبیہ کا غمناک واقعہ:

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف لے چلے حتی کہ جب آپ ﷺ راستے میں تھے تو (بطور معجزہ کے) فرمایا کہ خالد بن ولید (مقام) غمیم میں قریش کے سواروں کے ساتھ مقدمۃ الجیش پر ہیں اس لیے تم داہنی جانب چلو اور اسی طرف خالد بھی تھے مگر اللہ کی قسم خالد کو مسلمانوں کا آنا معلوم بھی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جب لشکر کا غبار ان کے پاس پہنچا تب (ان کو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ آ گئے ہیں فوراً) ایک شخص قریش کو خبر دینے کے لیے چل دیا اور نبی ﷺ برابر چلے جا رہے تھے۔ حتی کہ جب آپ ﷺ اس پہاڑی پر پہنچے جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں اترا جاتا تھا تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: "حَلْ حَلْ" چل چل (اور بہت کوشش کی کہ وہ چلے) مگر اس نے جنبش نہ کی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا قصواء (رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ضد پر) اڑ گئی ہے لیکن نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ وَ مَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَ لٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ »

قصواء (خود سے) نہ تو اڑی ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ اسے اس ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھی (والے لشکر) کو روک لیا تھا۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کفار قریش مجھ سے جس بات کا سوال کریں گے اور وہ اس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کر رہے ہوں گے تو میں ان کی اس بات کو منظور کر لوں گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو ڈانٹا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی آپ ﷺ نے اہل مکہ کی طرف سے رخ پھیرا، اور حدیبیہ کے کنارے ایک ثمد نامی چشمے پر پڑاؤ کیا، اس میں پانی بہت کم تھا لوگ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے رہے تھوڑی ہی دیر میں لوگوں نے اس کو صاف کر دیا اور نبی ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکالا اور انہیں حکم دیا کہ

اس کو اس پانی میں گاڑ دیں:

« فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوا عَنْهُ »

"اللہ کی قسم پانی انہیں سیراب کرنے کے لیے جوش مارنے لگا، حتی کہ سب اس سے سیراب ہو گئے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور تہامہ کے لوگوں میں سے تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو (اس حال میں) چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں ہیں (غرض ہر طرح سے ان کا سامان حرب مکمل ہے) اور وہ لوگ آپ ﷺ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کو کعبہ سے روکنا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ اَحَدٍ وَّ لٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ »

ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں اور قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو (بہت کچھ) نقصان پہنچا ہے اس لئے اگر وہ چاہیں تو میں ان سے کوئی مدت مقرر کر لوں گا اور (اس مدت کے بعد) وہ میرے اور کفار عرب کے درمیان میں دخل نہ دیں (یعنی میرے اور ان کے درمیان جنگ ہو) اگر میں غالب آجاؤں تو اگر وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہوں جس میں اور لوگ داخل ہوئے ہیں تو ایسا کرلیں اور میں غالب نہ آؤں تو پھر انہیں بھی آرام مل جائے گا۔ (کیونکہ اس صورت میں ان کا مقصد اصلی حاصل ہو جائے گا) اور اگر وہ لوگ اس بات کو منظور نہ کریں تو:

« فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى اَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ وَ لَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ اَمْرَهٗ »

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اپنی اس حالت میں ان سے لڑوں گا حتی کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو جاری کر دے گا۔ تو بدیل نے کہا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں میں قریش سے جا کے کہوں گا۔ چنانچہ وہ قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (محمد) کے پاس سے آرہے ہیں اور ہم نے ان سے ایک بات سنی ہے اگر تم چاہو تو ہم تم سے بیان کر دیتے ہیں تو ان میں سے بے قوف لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان کی بات کی کوئی حاجت نہیں ہے لیکن ان میں سے عقلمند لوگوں نے کہا ہاں ہاں تم نے ان سے جو بات سنی ہے وہ بیان کرو۔ بدیل نے کہا میں نے ان

کو ایسا ایسا کہتے ہوئے سنا ہے، پھر جو کچھ نبی ﷺ نے فرمایا تھا وہ ان سے بیان کر دیا تو عروہ بن مسعود کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے لوگو! کیا میں (تمہارا) باپ (قابل قدر شخص) نہیں ہوں؟ ان لوگوں نے کہا ہاں! پھر عروہ نے کہا کہ کیا تم میرے بیٹوں (کی طرح) نہیں ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ عروہ نے کہا کیا تم مجھ سے (کسی قسم کی) بدظنی رکھتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے (مقام) عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لیے بلایا مگر جب انہوں نے میرا کہا نہ مانا تو میں نے اپنے اعزہ اور اولاد کو جس نے میرا کہا مانا اس کو تمہارے پاس لے آیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں (یہ سب صحیح ہے) عروہ نے کہا تو (اچھا اب میری ایک بات مانو) اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے۔ اس کو منظور کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں اور بات کروں سب لوگوں نے کہا اچھا تم اس کے پاس جاؤ، چنانچہ عروہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا تو نبی ﷺ نے ویسی ہی گفتگو (اس سے بھی) کی جیسی بدیل سے کی تھی، تو اس وقت عروہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ! یہ بتاؤ کہ اگر تم اپنی قوم کی نسل کو قتل کر ڈالو گے (تو اس میں تمہارا کیا فائدہ ہوگا؟) کیا تم نے اپنے سے پہلے کسی عرب کو سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو؟ اور اگر کوئی دوسری بات ہوئی (یعنی تم مغلوب ہو گئے تو پھر کیا ہوگا اور بظاہر نتیجہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم شکست کھا جاؤ گے) کیونکہ میں (تمہارے ساتھ) ایسے لوگ اور ایسے کئی آدمی دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھاگ جانے میں ہی عافیت جانتے ہیں اور وہ تمہیں (میدان جنگ میں تنہا) چھوڑ دیں گے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) عروہ سے کہا:

"اَمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ وَ نَدَعُهٗ"

جا اور لات کی شرمگاہ چوس کیا ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سے) بھاگ جائیں گے؟ اور انہیں تنہا چھوڑ دیں گے؟ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا میں نے ابھی تک بدلہ نہیں چکایا تو میں ضرور تم کو جواب دیتا۔ (مسور) فرماتے ہیں کہ پھر عروہ نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا اور جب وہ آپ ﷺ سے بات کرتا تھا تو (ازراہ خوشامد) آپ ﷺ کی داڑھی کو ہاتھ لگا دیتا تھا اور سیدنا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور ان کے پاس تلوار تھی اور ان (کے سر) پر خود تھا۔ جب عروہ اپنا ہاتھ نبی ﷺ کی داڑھی کی طرف بڑھانے لگا تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس

کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارا اور کہا کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور رکھ۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا اے دغا باز! کیا میں نے تیری دغا بازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا؟ (راوی کہتا ہے کہ) سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے پاس اٹھا بیٹھا کرتے تھے، پھر ان کو قتل کر ڈالا اور ان کے مال لے لیے تھے۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَاَمَّا الْاِسْلَامُ فَاَقْبَلُ وَ اَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ»

اسلام کو تو میں قبول کیے لیتا ہوں مگر مال کے تم خود ذمہ دار ہو۔ اس کے بعد عروہ گوشہ چشم سے نبی ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا۔ راوی کہتا ہے (اس نے یہ حال دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ جب لعاب تھوکتے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پڑتا تھا اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا (کیونکہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک بابرکت اور خوشبو دار تھا) اور جب آپ ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری میں لوگ ایک دوسرے سے پہل کرنے کی کوشش کرتے۔ جب آپ ﷺ وضو کرتے تھے تو وہ لوگ آپ ﷺ کے وضوء کے پانی پر لڑتے تھے (کوئی کہتا تھا اس کو ہم لیں گے کوئی کہتا تھا اس کو ہم لیں گے) اور جب آپ ﷺ بات کرتے تھے تو ان سب پر خاموشی چھا جاتی تھی اور آپ ﷺ کی طرف آپ ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ عروہ ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا کہ اے لوگو!

«وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَ وَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ اَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ»

"اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں۔ جس قدر محمد ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔"

اللہ کی قسم وہ لعاب تھوکتے ہیں تو ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ بہت جلد ان کے حکم

کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جب وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو کے پانی کے (حصول کے) لیے لڑتے مرتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو لوگوں پر خاموشی چھا جاتی ہے اور بغرض تعظیم ان کی طرف نظر بھر کے دیکھتے تک نہیں اور انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے، لہٰذا تم اس کو مان لو۔ پھر بنی کنانہ میں سے ایک شخص نے کہا کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے کہا اچھا تم بھی ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں شخص ہے اور وہ اس قوم میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کیا کرتے ہیں لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ چنانچہ صحابہ نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیے اور تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ اس نے یہ دیکھا تو کہنے لگا، سبحان اللہ ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا قطعاً لائق نہیں۔ جب وہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گیا تو کہنے لگا میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ انہیں قلادے پہنائے گئے تھے اور ان کا اشعار (کوہان زخمی) کیا ہوا تھا۔ لہٰذا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ کعبہ سے روکے جائیں۔ پھر ایک اور شخص ان میں سے کھڑا ہو گیا۔ جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے کہا اچھا تم بھی جاؤ۔ چنانچہ وہ جب مسلمانوں کے پاس آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«هٰذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ»

''یہ مکرز ہے اور یہ ایک بدکردار (گناہ گار) آدمی ہے۔''

پھر وہ نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا جب وہ آپ ﷺ سے گفتگو کر رہا تھا تو سہیل بن عمرو (نامی ایک شخص کافروں کی طرف سے) آیا تو نبی ﷺ نے (بطور فال) فرمایا:

«قَدْ سُهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ»

''اب تمہارا کام آسان کر دیا گیا۔'' اس سہیل بن عمرو نے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے اور اپنے درمیان میں صلح نامہ لکھ دیجیے نبی ﷺ نے کاتب کو بلایا اور نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، لیکن سہل نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کون ہے؟ لہٰذا آپ یوں لکھوایئے۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمَ ہی لکھوائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ (اس پر اصرار نہ کرو) بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھ دو۔ آپ ﷺ نے لکھوایا:

هَذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کہ اس پر اللہ کے رسول محمد نے صلح کی ہے تو سہیل نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو کعبہ سے نہ روکتے اور نہ آپ ﷺ سے جنگ کرتے لہٰذا آپ یہ لکھوایئے کہ محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم لوگ میری تکذیب کرتے رہو۔ لکھو جی محمد بن عبداللہ۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے قبول کر لی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مکہ والے مجھ سے جس چیز کا سوال کریں گے جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہوں گے تو انھیں وہ چیز میں دے دوں گا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا اس بات پر (صلح کرو) کہ اے کفار مکہ تم ہمارے اور کعبہ کے درمیان سے تم ہٹ جاؤ گے تا کہ ہم اس کا طواف کر لیں۔ سہیل نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم یہ بات اس سال منظور نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں خوف ہے کہ) کہیں عرب یہ نہ کہیں کہ ہم مجبور کر دیئے گئے (اس میں ہماری توہین ہے) اس لیے آئندہ سال آ جانا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے یہی لکھوا دیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ (یہ بھی لکھوا دیجئے کہ) اے محمد! ہماری طرف سے جو شخص تمہارے ہاں جائے۔ اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو تم اسے ہماری طرف واپس کر دو گے۔ مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ مشرکوں کے پاس کیسے واپس کر دیا جائے؟ حالانکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہوگا؟ اتنے میں اسی حالت میں سیدنا ابو جندل بن سہیل اپنی بیڑیوں میں لڑکھڑاتے ہوئے آ گئے اور وہ مکہ کے نچلے علاقے سے آئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان میں ڈال دیا۔ سہیل نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہی سب سے پہلی بات ہے جس پر ہم آپ ﷺ سے صلح کرتے ہیں کہ تم ابو جندل کو مجھے واپس دے دو تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہم نے ابھی تحریر مکمل نہیں کی (ابھی سے ان شرائط پر کیسے عمل ضروری ہو سکتا ہے؟) سہیل نے کہا تو اللہ کی قسم! پھر ہم تم سے کسی بات پر صلح ہی نہیں کرتے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا اس (ایک آدمی) کی تم مجھے اجازت دے دو۔ سہیل نے کہا کہ میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں اس کی اجازت دے دو، اس نے کہا نہیں دوں گا۔ مکرز نے کہا چلیے ہم آپ ﷺ کو اجازت دے دیتے ہیں (مگر اس کی بات نہ چلی) ابو جندل نے کہا کہ اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے (اسلام کے لیے) کیا کیا تکلیفیں اٹھائی ہیں؟ (اور درحقیقت) ابو جندل کو اللہ کی راہ میں بہت سخت تکلیف دی گئی تھی۔

(جب معاہدہ مکمل ہو چکا تو) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں (میں ضرور سچا نبی ہوں) میں نے عرض کی کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں (یہ بھی درست ہے) میں نے عرض کی پھر ہم (ان شرائط کو قبول کر کے) کیوں اپنے دین کے متعلق یہ ذلت گوارا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے عرض کی کہ کیا آپ ہم سے نہیں بیان کرتے تھے کہ ہم کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مگر کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم اب کے ہی سال کعبہ جائیں گے؟ میں نے کہا نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! تم کعبہ میں ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اے ابوبکر! کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں (بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں) میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں (ضرور ہے) میں نے کہا کہ پھر ہم کیوں اپنے دین کے متعلق یہ ذلت گوارا کریں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شخص بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ ان کا مددگار ہے۔ لہٰذا تم ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ ﷺ ہم سے فرمایا نہیں کرتے تھے کہ ہم کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (کہا تھا) مگر کیا تم سے یہ فرمایا تھا کہ تم اسی سال کعبہ میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس (گستاخی) کے کفارہ میں میں نے بہت سی عبادتیں کیں۔

(راوی کہتے ہیں) کہ پھر جب صلح نامہ کی تحریر سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اٹھو قربانی کر ڈالو اور سر منڈوا ڈالو۔ راوی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم کوئی شخص بھی ان میں سے نہ اٹھا حتی کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا تو آپ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے (یہ سب واقعہ) بیان کیا جو لوگوں سے آپ کو پیش آیا تھا تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ یہ بات چاہتے ہیں (کہ لوگ قربانی کر ڈالیں تو) آپ باہر تشریف لے

جایئے اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ کیجئے۔ بلکہ آپ اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کر دیجئے اور اپنا سر مونڈنے والے کو بلایئے تاکہ وہ آپ کا سر مونڈے۔ چنانچہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی سے کوئی گفتگو کیے بغیر آپ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانور ذبح کر ڈالے اور سر مونڈنے والے کو بلایا، اس نے آپ ﷺ کا سر مونڈ دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب یہ دیکھا تو اٹھے اور انہوں نے بھی قربانی کی اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگا حتی کہ اژدحام کی وجہ سے قریب تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیتے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس کچھ مسلمان عورتیں آئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ......الخ﴾

(الممتحنه: ١٠)

''اے مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اگر تم انھیں ایماندار جان لو تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ نہ وہ (عورتیں) ان (کافروں) کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی وہ (کافر) ان (عورتوں) کے لیے حلال ہیں اور تم انھیں ان کے حق مہر دو اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے قبضہ میں رکھو۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن دو مشرکہ عورتوں کو جو ان کے نکاح میں تھیں طلاق دے دی تھی۔ ان میں سے ایک کے ساتھ تو معاویہ بن ابوسفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا، پھر نبی ﷺ مدینہ لوٹ کر آئے تو سیدنا ابوبصیر، جو ایک قریشی النسل تھے، نبی ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ کفار نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے اور (نبی ﷺ سے) کہلوا بھیجا کہ جو عہد ہم سے آپ نے کیا ہے اس کا لحاظ کیجئے۔ آپ ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں ابوبصیر کو لے کر چلے حتی کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو وہ لوگ اتر کر اپنی کھجوریں کھانے لگے تو سیدنا ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک شخص سے کہا کہ اے فلاں! اللہ کی قسم! تیری تلوار تو بہت عمدہ تلوار ہے۔ اس شخص نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور کہنے لگا ہاں! اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ آزمایا ہے۔ سیدنا ابوبصیر نے کہا مجھے تو دکھاؤ، میں بھی اس کو دیکھوں۔ وہ تلوار اس نے سیدنا ابوبصیر کو دے دی ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگتا ہوا مدینہ میں آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں گھس گیا تو رسول اللہ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: ''هٰذَا ذُعْرًا'' یہ کچھ خوف زدہ ہے۔

پھر جب وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا۔ اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میں بھی قتل کر دیا جاؤں گا۔ پھر سیدنا ابو بصیر آئے اور انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ! اللہ کی قسم اللہ نے آپ ﷺ کا ذمہ بری کر دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کفار کی طرف واپس کر دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَيْلُ أُمِّهِ مُسْعِرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ»

''اگر کوئی اس کا مددگار ہوتا تو یہ جنگ کی آگ بھڑکا دیتا جب یہ بات ابو بصیر نے سنی تو وہ سمجھ گئے کہ نبی ﷺ دوبارہ انہیں کفار کی طرف واپس کر دیں گے لہذا وہ چل دیئے حتی کہ وہ سمندر کے کنارے پہنچے اور سیدنا ابو جندل بن سہیل بھی نجات پا کر آئے (راستہ میں) وہ ابو بصیر سے مل گئے۔ پھر تو جو شخص قریش کا مسلمان ہو کر آتا تھا وہ ابو بصیر سے مل جاتا تھا، حتی کہ ان کی پوری جماعت بن گئی۔ اللہ کی قسم! جب وہ قریش کے کسی قافلہ کے متعلق سنتے تھے کہ وہ شام کی طرف جا رہا ہے تو وہ اس کی انتظار میں رہتے اور ان (کے آدمیوں) کو قتل کرتے اور ان کے مال لوٹ لیتے تھے۔ قریش نے نبی ﷺ کے پاس آدمی بھیجا اور آپ ﷺ کو اللہ کا اور قرابت کا واسطہ دلایا کہ (آپ ابو بصیر کو) ان باتوں سے منع کرا بھیجیں جو شخص آپ ﷺ کے پاس (مسلمان ہو کر) جائے گا وہ بے خوف ہوگا (اسے آپ ہمارے حوالے نہ کرنا) چنانچہ نبی ﷺ نے ابو بصیر وغیرہ کو منع کرا بھیجا۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم ......الخ﴾

اور اللہ تو وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غلبہ دے دیا تھا ...... حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی ...... (الفتح: ۲۴،۲۶) اور ان کی حمیت یہ تھی کہ انہوں نے نبی ﷺ کے نبی ہونے کو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نہ مانا اور مسلمانوں کے اور کعبہ کے درمیان حائل ہو گئے۔

(الشروط۔ باب الشروط فی الجهاد...... رقم: ۲۷۳۱)

ایک روایت میں ہے کہ اس معاہدے کی مدت میں جو مرد بھی آپ ﷺ کے پاس آ جاتا اگرچہ وہ مسلمان ہوتا تھا آپ ﷺ اسے مکہ میں لوٹا دیتے تھے لیکن مومن عورتیں جن میں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم بھی تھیں یہ بھی آپ ﷺ کے پاس آ گئیں تو آپ ﷺ نے انہیں واپس نہ کیا، جب ام کلثوم ہجرت

کر کے آپ ﷺ کے پاس آ گئیں تو ان کے گھر والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے ہمارے پاس واپس کر دو لیکن آپ ﷺ نے اللہ کے اس حکم کے باعث انھیں واپس کرنے سے انکار فرما دیا:

﴿ اِذَا جَاءَ كُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ﴾ (الممتحنہ: ۱۰)

''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کو آزما لو (کہ واقعی وہ ایمان لا چکی ہیں؟) دراصل ان کے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے لیکن اگر وہ تمہیں ایمان دار معلوم ہوں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔''

حضرت عروہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں، کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ ہجرت کر کے آنے والی خواتین کا امتحان اس آیت کے مطابق لیا کرتے تھے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَ كُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهَاجِرَاتٍ...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ٥﴾ (الممتحنة)

''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن خواتین تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ اللہ ان کے ایمان سے خوب واقف ہے اگر تمہارے علم میں وہ مومن ثابت ہو جائیں تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ...... بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

جو عورت ان شرائط کو مان لیتی تھی تو آپ ﷺ اسے زبان سے فرما دیتے تھے کہ جا میں نے تجھ سے بیعت لے لی ہے۔

« وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا بَايَعَهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهِ »

''اللہ کی قسم بیعت کرتے ہوئے اللہ کے نبی ﷺ کا ہاتھ مبارک کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگتا تھا۔ آپ ﷺ ان سے زبانی کلامی ہی بیعت لیا کرتے تھے۔''

(الشروط۔ باب مایجوز من الشروط...... رقم: ۲۱۷۱)

اصلاح معاشرہ کی کوشش

کوئی شخص قبلے کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبلہ (کی دیوار) میں کچھ تھوک دیکھا تو آپ ﷺ کو ناگوار گزرا یہاں تک کہ (ناگواری کا اثر) (آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ظاہر تھا پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا پھر فرمایا:

((اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِی صَلَاتِہٖ فَاِنَّہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ))

''تم میں سے کوئی جب اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے۔''

یا (آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنے قبلہ کی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنی بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھوکے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوک کر اسے مسل ڈالا اور فرمایا کہ یا پھر اس طرح کر لیا کرے۔

(الصلاۃ باب حك البزاق......رقم: ٤٠٥)

علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ناراض ہو گئے:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا تو آپ نے فرمایا: تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ وہ بولیں کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ (تنازعہ) ہو گیا تو وہ مجھ پر ناراض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں نہیں سوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ (وہ دیکھ کر) آیا اور اس نے کہا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) تشریف لے گئے اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی چادر ان کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان (کے جسم پر) مٹی لگ چکی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ ان (کے جسم) سے مٹی جھاڑتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جا رہے تھے اے ابوتراب! (مٹی لگائے ہوئے) اٹھو

اے ابوتراب اٹھو، اٹھو(گھر چلو۔ (الادب۔ باب التکنی بابی التراب...... رقم:٦٢٠٤)

اپنی امت کو خیانت سے ڈرایا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کے گناہ کو بہت ہی کھول کر بیان فرمایا اور فرمایا، میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ دیکھوں کہ اس کی گردن پر بکری منمنا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا رہا ہو پھر وہ کہے:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ»

"یا رسول اللہ ﷺ! میری مدد فرمائیں۔" لیکن میں اسے کہہ دوں:

«لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ»

"میں نے تجھے دنیا میں (اس معاملہ کے متعلق پیغام) پہنچا دیا تھا آج میں تیرے کام نہیں آ سکتا۔"

یا اس کی گردن پر اونٹ آواز کر رہا ہو اور وہ کہے یا رسول اللہ ﷺ! میری مدد کرو لیکن میں کہہ دوں کہ میں نے (دین) پہنچا دیا تھا آج میں تیرے کام بالکل نہیں آ سکتا یا وہ اپنی گردن پر سونا چاندی اٹھا رہا ہو اور وہ مجھے کہے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجیے لیکن میں کہہ دوں کہ میں تیرے کام نہیں آ سکتا میں نے یہ باتیں دنیا میں بتا دی تھیں۔ (الجهاد، باب الغلول:٣٠٧٣)

امام مقتدیوں کا خیال رکھے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ (عشاء) کی نماز پڑھتے اور واپس جا کر اپنی قوم کی امامت کراتے تھے (ایک مرتبہ) انہوں نے عشاء کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا تو اس سے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بڑا دکھ ہوا۔ (انہوں نے اسے منافق تک کہہ دیا) یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ فرمایا " فَتَّانٌ، فَتَّانٌ ، فَتَّانٌ ؟" (فتنہ ڈالنے والے ہو؟) یا یہ فرمایا فاتن، فاتن، فاتن (کہ تم فتنہ

پرداز ہو؟) اور آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو (دو رکعتوں میں) اوساط مفصل کی دو سورتوں (کے پڑھنے) کا حکم دیا۔ (الاذان۔ باب اذا اطول الامام ...... رقم: ۷۰۱)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں صبح کی نماز سے صرف فلاں شخص کے باعث پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں نماز لمبی پڑھاتا ہے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نصیحت (کے وقت) اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ مِنۡكُمۡ مُنَفِّرِيۡنَ فَاَيُّكُمۡ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلۡيَتَجَوَّزۡ فَاِنَّ فِيۡهِمُ الضَّعِيۡفَ وَالۡكَبِيۡرَ وَ ذَاالۡحَاجَةِ»

"تم میں سے کچھ لوگ (لوگوں کو عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں۔ جو شخص تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ وہ تخفیف کیا کرے کیونکہ مقتدیوں میں ضعیف (بھی ہوتے) ہیں اور بوڑھے بھی اور صاحب حاجت (بھی)۔"

(الاذان۔ باب من شکا امامہ......رقم: ۷۰۴)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ اس میں لمبی قراءت کروں گا لیکن بچے کی رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔ اس خوف سے کہ کہیں میں اس کی ماں کی تکلیف کا باعث نہ بن جاؤں۔

(الاذان: باب من اخف الصلاۃ......رقم: ۷۰۷)

آپ ﷺ نے اجنبی عورت کو دیکھنے سے منع فرما دیا:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک خاتون آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو نبی ﷺ نے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ کے فرض نے جو ادائے حج کے سلسلے میں اس کے بندوں پر ہے اس فریضے نے میرے بوڑھے اور ضعیف باپ کو پا لیا ہے (یعنی حج کرنا ان پر فرض ہو گیا ہے لیکن) وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کر لے۔ اور یہ (واقعہ) حجۃ الوداع کا ہے۔ (الحج : باب وجوب الحج......رقم: ۱۵۱۳)

کچا باغ بیچنا ممنوع قرار دیا:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھلوں کو (پکنے سے قبل) فروخت کر دیتے تھے پھر جب خریدنے والے ان پھلوں کو توڑتے اور فروخت کرنے والے اپنی قیمت کا تقاضا کرتے تو خریدنے والے کہتے کہ پھل کا گابھا تو کالا پڑ گیا تھا اور پھل خراب ہو گیا تھا اور دوسری اسی قسم کی خرابیاں بیان کر کے جھگڑا کرتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس قسم کے مقدمات زیادہ پیش ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جھگڑوں کی وجہ سے مشورہ کے طور پر ان سے فرمایا:

«فَاِمَّا لَا فَلَا تُبْتَاعُوْا حَتّٰی یَبْدُوَا صَلَاحُ الثَّمَرِ »

یا تو (پھلوں کی) بیع نہ کیا کرو، اگر نہیں تو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک پھل کھانے کے قابل نہ ہو جائے۔ اس لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت پھل سرخ و زرد ہونے سے پہلے نہیں بیچا کرتے تھے۔

(البیوع۔ باب بیع الثمار قبل......رقم:۲۱۹۳)

عہدہ کی لالچ مذموم چیز ہے:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میرے ساتھ اشعری (قبیلے کے) دو آدمی تھے (انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عہدہ کی خواہش کی) میں نے عرض کی کہ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ کوئی منصب چاہتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ »

''جو کوئی عہدہ مانگے ہم اس کو ہرگز عہدہ نہیں دیتے۔''

(الحلام۔ باب مایکرہ من الحرص...... رقم:۱۷۴۹)

اچھی کھجور کا گھٹیا کھجور سے سودا:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ''برنی'' قسم کی اچھی کھجور لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ گھٹیا کھجوریں تھیں ہم نے اس کے دو صاع کے عوض اس کھجور کا ایک صاع لیا ہے تاکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا، توبہ توبہ! یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کیا کرو بلکہ جب تم (عمدہ کھجور) خریدنا چاہو تو

(گھٹیا کھجور پیسے وغیرہ) کسی اور چیز کے عوض فروخت کر دیا کرو پھر اس چیز کے عوض (عمدہ کھجور) خرید لیا کرو۔

(الوکالۃ۔ باب اذا باع الوکیل……رقم: ۲۳۱۲)

راستے پر مجلس لگانے سے منع فرمایا:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ »

''تم لوگ راستوں میں مجلس لگا کر بیٹھنے سے پرہیز کیا کرو۔''

لوگوں نے عرض کی کہ ہم مجبور ہیں کیونکہ وہی تو ہمارے بیٹھنے کے مقامات ہیں، ہم وہیں (بیٹھ کر) باہم بات چیت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اب جب تم وہاں بیٹھنا چاہو تو راستے کا حق ادا کر دیا کرو لوگوں نے عرض کی کہ راستے کا حق کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« غَضُّ الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْاَذٰى وَ رَدُّ السَّلَامِ وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ »

''آنکھ کا (نامحرموں کے دیکھنے سے) بند رکھنا اور تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا۔''

(الاستئذان۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ﴾……رقم: ۶۲۲۹)

دو شخصوں کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کرا دی:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں (مسجد کے) دروازے پر سے سنیں ان میں سے ایک دوسرے سے قرض میں کمی کرنے اور نرمی برتنے کا مطالبہ کر رہا تھا لیکن دوسرا کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہ کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

« اَيْنَ الْمُتَاَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ »

''اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والا کون ہے کہ وہ اچھی بات پر عمل نہ کرے گا؟''

تو اس شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں (اچھا اب میں راضی ہوں کہ) جو کچھ میرا

حریف چاہے گا میں اس پر راضی ہو جاؤں گا۔ (الصلح۔ باب هل یشیر الامام ......رقم: ٦٧٠٥)

انصار نے آپ ﷺ پر اعتراض کیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہوازن کے اموال جس قدر غنیمت میں دلانے تھے دلا دیئے تو آپ ﷺ قریش کے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری لوگ کہنے لگے:

« يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَ يَدَعُنَا وَ سُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِهِمْ »

کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو معاف کرے۔ آپ ﷺ قریش کو اتنا مال دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی بھی کافروں کا خون ٹپک رہا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ بلایا۔ جب انصار لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: یہ کیسی بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے سمجھدار لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے عقلمند لوگوں نے کچھ نہیں کہا بلکہ ہم میں سے کم عمر لوگوں نے فلاں فلاں بات کہی ہے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں تو ان لوگوں کو مال دیتا ہوں، جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں پھر فرمایا:

« اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَ تَرْجِعُوْا اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

"کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اپنے گھروں کو مال لے کر جائیں لیکن تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو؟"

اللہ کی قسم جو چیز تم لے کر گھروں کو جاؤ گے وہ لوگوں کے مال لے کر لوٹنے سے کہیں بہتر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ ارشاد سنا تو یک زبان ہو کر بولے: " بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا "یا رسول اللہ! ہم راضی ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

« اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

عَلَى الْحَوضِ »

”تم میرے بعد اپنے خلاف انتہائی درجہ کی ترجیح پاؤ گے لہٰذا تم صبر سے کام لینا حتی کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حوض کوثر پر آ کر ملو۔“

حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ کی تاکید کے باوجود) ہم نے صبر سے کام نہ لیا۔ (فرض الخمس باب ماكان النبي ﷺ يعطى......رقم:٣١٤٣)

نبی ﷺ نے حد لگائے ہوئے شخص کو بددعا دینے سے منع کر دیا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شرابی لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مارو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے تو اس کو ہاتھ سے مارا اور بعض نے جوتی سے مارا اور بعض نے کپڑے سے مارا پھر جب مار چکے تو کسی شخص نے اس کو کہا ”اَخزَاكَ اللّٰهُ“ کہ اللہ تجھ کو رسوا کرے۔ (جب یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے سنے تو) آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَقُولُوا هٰكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيهِ الشَّيطٰنَ »

”یوں مت کہو اور (ایسے الفاظ کہہ کر) اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔“

(الحدود باب الضرب بالجريد والنعال...... رقم: ٦٧٧٧)

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک شخص کا نام عبداللہ تھا اور لوگ اس کو حمار حمار کہتے تھے۔ یہ شخص نبی ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور آپ ﷺ نے اسکو شراب پینے کے جرم مارا بھی تھا لیکن دوبارہ ایک روز نبی ﷺ کی خدمت میں پکڑا ہوا لایا گیا (اس نے شراب پی تھی) آپ ﷺ نے اس کو پھر مارنے کا حکم دیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا ”اَللّٰهُمَّ الْعَنهُ مَا اَكثَرَ مَا يُؤتٰى بِهِ“ اے اللہ! اس پر لعنت کر کیسے بار بار یہ (شراب پی کر) نبی ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَلعَنُوهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمتُ اَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ »

اس کو لعنت نہ کرو۔ قسم ہے اللہ کی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔“

(الحدود۔باب مايكره من لعن......رقم: ٦٧٨٠)

مال فائدہ بھی دیتا ہے اور ہلاک بھی کرتا ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے بعد جن چیزوں کا خوف تم پر کرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم پر دنیا کی تازگی اور اس کی آرائش کھول دی جائے گی۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال کی زیادتی سے کیا خرابی ہوگی؟ مال تو اچھی چیز ہے۔ کیا اچھی چیز بھی برائی پیدا کرے گی؟ (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تو اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کلام نہیں فرماتے؟ پھر ہم کو یہ خیال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتر رہی ہے (اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے ہیں چنانچہ جب وحی اتر چکی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا: سائل کہاں ہے؟

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (کے سوال) کو پسند فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں یہ صحیح ہے کہ) اچھی چیز برائی پیدا نہیں کرتی مگر (بے موقع استعمال سے برائی پیدا ہو جاتی ہے) دیکھو موسم میں ایسی گھاس بھی پیدا ہوتی ہے جو (چرنے والے جانور کو) مار ڈالتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے۔ مگر اس کو چرنے والوں میں سے جو چر لے حتی کہ جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جائیں تو وہ دھوپ میں ہو جائے پھر لید کرے اور پیشاب کرے اور (اس کے بعد پھر) چرے۔ (ایک دم بے انتہا چرتا نہ چلا جائے تو وہ نہیں مرتا) اسی طرح یہ مال ایک خوشگوار سبزہ زار ہے کیا اچھا مال ہے مسلمان کا کہ وہ اس میں سے مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو دے یا اسی قسم کی کوئی اور بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اور جو شخص اس مال کو ناحق لے گا وہ اس شخص کے مثل ہوگا جو کھائے لیکن سیر نہ ہو وہ مال اس پر قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔ (ہمارا معاشرہ اس پر گواہ ہے) (الزکاۃ باب الصدقۃ علی الیتامٰی......رقم: ۱٤٦٥)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نیاز صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف کی:

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال یا کوئی چیز لائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تقسیم کر دیا۔ کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا وہ ناراض ہو گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا

اما بعد! اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں حالانکہ جس کو چھوڑ دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس شخص سے کہ جس کو دیتا ہوں زیادہ پسند ہوتا ہے۔ لیکن میں کچھ لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے چینی اور گھبراہٹ دیکھتا ہوں۔ (اور جنہیں میں نہیں دیتا ہوں) ان لوگوں کو میں اس بے نیازی اور بھلائی کے حوالے کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہوئی ہے۔ انہیں لوگوں میں عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی ہیں (عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملیں۔

(الجمعة باب من قال فی الخطبة...... رقم:۹۲۳)

تذکرہ وفات النبی ﷺ

آپ کو زبردستی دوائی پلائی گئی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو آپ کی مرض الموت میں دوائی پلائی تو آپ ﷺ نے ہمیں اشارے سے فرمایا کہ تم مجھے دوائی نہ پلاؤ، لیکن ہم نے سمجھا کہ مریض دوائی کو ناپسند کرتا ہے اس طرح آپ بھی کراہت کا اظہار کر رہے ہیں۔ بالآخر ہم نے آپ ﷺ کو زبردستی دوائی پلا ڈالی، لیکن جب آپ ﷺ ہوش میں آئے تو فرمایا:

«اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِیْ»

"کیا میں نے تمھیں دوائی پلانے سے منع نہیں کیا تھا؟"

ہم نے کہا ہم نے سمجھا کہ آپ بھی مریض کی طرح دوائی پینے کو ناپسند کر رہے ہیں (اس لیے ہم نے دوائی پلا دی) تو آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام گھر میں موجود لوگوں کو (میرے والی دوائی پلا دو) کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ موقع پر موجود نہیں تھے۔

(الطب باب اللدود...... رقم:٥٧١٢)

علی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کی خیریت پوچھی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی مرض الموت میں آپ ﷺ کے گھر سے باہر نکلے تو لوگوں نے دریافت کیا اے ابوالحسن نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

«اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا»

"الحمد للہ آپ ﷺ کی طبیعت صبح سے ٹھیک ہے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، تم تین (سال) کے بعد ڈنڈے پر چلنے لگ جاؤ

گے۔(یعنی تمہاری سمجھداری نہیں رہے گی)

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے آپ کی عنقریب اسی بیماری میں وفات طاری ہو جائے گی کیونکہ میں بنو عبد المطلب کے چہروں کو دیکھ کر جان جاتا ہوں کہ ان پر موت واقع ہو جائے گی پھر فرمایا، چلو علی! اللہ کے نبی ﷺ کے پاس چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت کن لوگوں کو ملے گی؟ اگر اس میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہوگا تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اگر خلافت دوسروں کو ملنی ہے تب بھی ہمارے علم میں ہوگا آپ ہمارے بارے میں کوئی وصیت فرما دیں گے۔

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم اگر ہم نے نبی ﷺ سے پوچھ لیا اور آپ نے خلافت میں ہمارا حصہ نہ بتایا تو لوگ ہمیں خلافت میں شریک ہی نہیں کریں گے اس لیے اللہ کی قسم میں تو آپ ﷺ سے اس سلسلے میں سوال ہی نہیں کروں گا۔ (الاستئذان۔ باب المعانقة......رقم: ٦٢٦٦)

آپ ﷺ کی موت شدید تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو میری گود میں تھے (تو آپ ﷺ کو بہت تکلیف تھی) اس لیے آپ ﷺ کے بعد میں کسی کے لیے سخت موت کو ناپسند نہیں کرتی۔

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ ...... رقم:٤٤٤٦)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنے چہرے پر چادر ڈالتے تھے، جب دم گھٹنے لگتا تو اسے ہٹا لیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اس حالت میں فرمایا:

« لَعَنَةُ اللّٰهُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا...... »

''یہود نصاری پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔

آپ ﷺ یہ اس لئے فرما رہے تھے کہ اپنی امت کو ان جیسے کردار سے دور رہنے کی تلقین فرما رہے تھے۔(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ ...... رقم:٤٤٤٣)

آپ ﷺ کو مرض الموت میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے دم کیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب آپ ﷺ کو کوئی بیماری ہوتی تھی تو آپ ﷺ اپنے اوپر خود ہی معوذات (آخری تین سورتوں) کا دم کیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لیا کرتے تھے

لیکن جس مرض میں آپ ﷺ نے انتقال فرمایا تھا اس میں میں آپ ﷺ پر معوذات کا دم کیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ...... رقم: ٤٤٣٩)

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت کی تھی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس بات کا تذکرہ ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت کی تھی، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کون کہتا ہے؟ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں آپ ﷺ کو ٹیک لگائے ہوئی تھی، پتہ نہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کب وصیت فرمائی تھی۔

(المغازی باب مرض النبی ﷺ ...... رقم: ٤٤٥٩)

ایک روایت میں ہے کہ: «اَوْصٰی بِکِتَابِ اللّٰہِ» آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کی وصیت کی تھی۔ (حوالہ مذکور، رقم: ٤٤٦٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مرض الموت میں آپ ﷺ پر غشی طاری ہو رہی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی تکلیف کو دیکھا تو رو پڑیں اور فرمانے لگیں ہائے میرے ابو کی تکلیف (کتنی ہے جو مجھ سے دیکھی نہیں جاتی) تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹی! آج کے بعد تیرے والد پر تکلیف نہیں ہوگی (یعنی تکلیف کا سلسلہ آج ختم ہو جائے گا) جب آپ ﷺ (اسی دن) وفات فرما گئے تو حضرت فاطمہ نے (اپنے غم کے اظہار میں) فرمایا:

یَا اَبَاتَاہُ۔ اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ

یَا اَبَاتَاہُ۔ مَنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاہُ

یَا اَبَاتَاہُ۔ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ

"ہائے میرے ابو! آپ نے تو رب تعالیٰ کے بلاوے پر لبیک کہہ دیا۔"

"ہائے ابو جان! آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔"

"ہائے ابو جان! ہم آپ کی وفات کی اطلاع حضرت جبریل کو دیتے ہیں۔"

جب آپ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی قبر پر مٹی ڈالنا تم نے کس طرح گوارہ کر لیا؟ (المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ...... رقم: ٤٤٦٢)

مرض الموت میں ازواج مطہرات کو مشکیں بھرلانے کا حکم:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ (آخری مرض میں بیماری سے) بوجھل ہو گئے اور آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں آپ بیماری کے دن بسر کریں تو تمام بیویوں نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ نبی ﷺ (میرے گھر آنے کے لیے) دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) نکلے اور آپ ﷺ دونوں پاؤں (مبارک) زمین پر گھسیٹتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور آپ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کے سہارے نکلے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنے گھر میں آچکے اور آپ ﷺ کا مرض مزید بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سات مشکیں جن کے بند نہ کھولے گئے ہوں میرے اوپر ڈال دو تا کہ میں لوگوں کو کچھ وصیت کروں (چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی) اور آپ ﷺ ام المؤمنین حفصہ زوجہ نبی ﷺ کے ٹب میں بٹھا دیئے گئے۔ اس کے بعد ہم سب آپ کے اوپر پانی ڈالنے لگیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ (بس اب تم تعمیل حکم) کر چکیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں نماز جا کر پڑھائی اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

(المغازی، باب مرض النبی ﷺ......رقم:٤٤٤٢)

آپ ﷺ کے آخری کلمات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، نبی مکرم ﷺ کے پاس (مرض الموت میں) مسواک کرتے ہوئے آئے اس وقت میں آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ ٹیک دیے بیٹھی تھی، آپ ﷺ نے اپنی نظریں مسواک پر گاڑ دیں (میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں) میں نے ان سے مسواک لیا اور اسے چبایا اور نرم کر کے آپ ﷺ کو دے دیا پھر آپ ﷺ نے ایسا اچھا مسواک کیا کہ ویسا مسواک کرتے ہوئے میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا، جب آپ ﷺ مسواک کر چکے تو اپنا ہاتھ بلند کیا اور تین بار فرمایا: «فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى» پھر آپ ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی جب کہ آپ ﷺ میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان سہارا لیے ہوئے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اپنی صحت کے ایام میں فرمایا کرتے تھے:

« لَمْ يُقبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ »

”جب کسی نبی کو وفات ہوتی ہے تو اسے اس کی جنت دکھا دی جاتی ہے پھر اسے سلام پیش کیا جاتا ہے یا (فرمایا) اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں رہنا ہے یا جنت میں جانا ہے؟)

جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت آن پہنچا تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا، آپ پر غشی طاری ہوگئی، جب آپ ﷺ کو ہوش آیا تو اپنی نظر چھت کی طرف بلند کی اور فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى »

”اے اللہ میں تیرے پاس آنا چاہتا ہوں۔“

تب میں جان گئی:

« لَا يُجَاوِرُنَا »

”آپ ﷺ ہمارے پاس نہیں رہنا چاہتے۔“

پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ جو فرمایا کرتے تھے وہ ہو گیا ہے۔

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ ...... رقم: ٤٤٣٧)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے آخری وقت میں فرمایا:

« مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ »

”میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہوں گا جن پر اللہ تعالیٰ نے (جنت میں داخل فرما کر) انعام کیا۔“ (حوالہ مذکور ...... رقم: ٤٤٣٥)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیر کا دن تھا، صحابہ کرام صبح کی نماز ادا کر رہے تھے اور امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا پردہ اٹھا کر صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا پھر آپ ﷺ مسکرا دیے، حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے کیونکہ انھوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ نماز میں شامل ہونا چاہ رہے ہیں صحابہ کرام کو آپ ﷺ کے اس عمل کو دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی تھی کہ وہ نماز توڑنے کو تھے، لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ“ کہ نماز پوری کرو۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ نیچے ڈال دیا اور کمرے میں چلے گئے۔

(المغازی باب مرض النبی ﷺ ...... رقم: ٤٤٤٨)

آپ ﷺ کا ورثہ کیا تھا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی ذرہ یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی تھی۔(المغازی۔ باب وفاة النبی ﷺ کا ذیلی باب...... رقم:٤٤٦٧)

حضرت عمرو بن حارث فرماتے ہیں:

«مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ دِيْنَارًا وَ لَا دِرْهَمًا وَ لَا عَبْدًا وَ لَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِیْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهٗ وَ اَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً»

"نبی ﷺ نے وفات کے وقت درہم اور دینار نہیں چھوڑے تھے، آپ ﷺ کا ترکہ آپ ﷺ کا خچر تھا، جس پر آپ ﷺ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے ہتھیار اور وہ زمین تھی جسے آپ ﷺ نے مسافروں کے لیے صدقہ کر رکھا تھا۔"

(المغازی باب مرض النبی ﷺ...... رقم:٤٤٦١)

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام مزدوری کر کے صدقہ کیا کرتے تھے:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص بازار میں جاتا وہاں جا کر بوجھ اٹھا کر ایک مد (جو کھجور وغیرہ) لاتا تھا لیکن آج کئی ایسے صحابہ بھی موجود ہیں جن کے پاس لاکھ روپے مالیت موجود ہے (راوی کہتا ہے کہ) وہ اس سے اپنے آپ کو مراد لے رہے تھے۔ (الزکاۃ۔ باب اِتَّقُوا النَّارَ...... رقم: ١٤١٦)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ افضل زمانہ ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ...... ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَ لَا يُسْتَشْهَدُونَ وَ يَخُونُونَ وَ لَا يُؤْمِنُونَ وَ يَنْذُرُونَ وَ لَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ »

''سب سے بہتر میرا زمانہ پھر میرے بعد والوں کا پھر ان کے بعد والوں کا حضرت عمران فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے دو زمانے بہتر بتائے تھے یا تین؟ پھر ایک ایسی قوم آئے گی جن سے گواہی نہیں لی جائے گی لیکن وہ گواہی دیں گے اور خیانتی ہوں گے نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔''

(الشهادات باب لا يشهد على شهادة ...... رقم: ٢٦٥١)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عبادت میں حرص:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد اپنے حجرے میں پڑھ رہے

تھے اور حجرے کی دیوار چھوٹی تھی تو لوگوں نے نبی ﷺ کی ذات بابرکات کو دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ ﷺ کی نماز کی اقتدا کرنے کھڑے ہوگئے پھر صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا چرچا کیا پھر دوسری رات کو آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو کچھ لوگ آپ ﷺ کی اقتدا میں اس رات بھی کھڑے ہوگئے۔ دو یا تین راتیں لوگوں نے یہی کیا تیسری رات رسول اللہ ﷺ گھر میں بیٹھے رہے اور نماز پڑھنے نہیں نکلے۔ صبح کو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«خَشِيتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ»

"میں نے اس بات کا خوف کیا کہ (اس التزام کی وجہ سے کہیں) نماز (تہجد) تم پر فرض (نہ) کردی جائے۔"

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (صبح کو تشریف لائے اور) فرمایا: میں نے جو تمہارا جذبہ دیکھا اسے سمجھ لیا تو اے لوگو! اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی نمازوں میں سے افضل نماز وہ ہے جو اس کے گھر میں ہو سوائے فرض نماز کے۔

(الاذان۔ باب صلاۃ اللیل ...... رقم: ۷۳۱، کتاب الجمعة باب من قال فی الخطبة ...... رقم: ۹۲٤)

سمندر کے کنارے پر ایک بڑی مچھلی:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر سمندر کے کنارے روانہ کیا اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور یہ تین سو (آدمی) تھے۔ ہم روانہ ہوئے۔ جب تھوڑی دور پہنچ گئے تو سفر خرچ ختم ہوگیا۔ سیدنا ابوعبیدہؓ نے سب کے سفر خرچ ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا تو وہ جمع کئے گئے۔ وہ دو تھیلے ہوا اس میں سے وہ ہمیں تھوڑا تھوڑا دیتے رہے، پھر وہ بھی ختم ہوگیا تو ہمیں روزانہ صرف ایک ایک کھجور ملا کرتی۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے پوچھا کہ تمہارا ایک کھجور سے کیا پیٹ بھرتا ہوگا؟ تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب وہ بھی ختم ہوچکی تو ہمیں تب اس کی قدر معلوم ہوئی پھر ہم سمندر پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مچھلی ٹیلے کی طرح موجود ہے لوگوں نے اس کو اٹھارہ راتوں تک کھایا پھر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں۔ وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ان کے نیچے سے گزارا گیا تو وہ ان کے نیچے سے صاف صاف نکل گیا۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ سمندر نے اللہ کے حکم سے ایک (مچھلی کا) جانور

نکال باہر پھینکا جسے عنبر کہتے ہیں آدھے مہینے تک ہم اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر لگاتے رہے تو ہمارے جسم پہلے جیسے موٹے تازے ہوگئے۔ ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے (ہم سے) فرمایا کہ تم اسے کھاؤ۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ»

''کھالو، یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا، اگر تمہارے پاس کچھ ہو اس میں سے تو ہمیں بھی کھلاؤ۔''

کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لا کر دیا تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا۔

(المغازی۔ باب غزوة سيف البحر...... رقم: ٤٣٦٠، ٤٣٦٢)

قرآنی آیات پر خوف الٰہی:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت:

﴿ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ○ ......الخ ﴾

کیا یہ لوگ کسی کے پیدا کیے بغیر ہی پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ یقین ہی نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا یہ (ان خزانوں کے) داروغہ ہیں (جس کو چاہیں دیں یا نہ دیں) (طور: ۳۵۔۳۷) پر پہنچے تو قریب تھا کہ میرا دل پھٹ جائے۔ (التفسير۔ سورہ طور کا ذیلی باب...... رقم: ٤٨٥٣)

فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما احد کے دن کفار کے تعاقب میں گئے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (سے عروہ نے پوچھا)

﴿ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ ﴾

''جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر لبیک کہا ان میں سے جن لوگوں نے احسان کیا اور پرہیز گار بنے ان کے لیے اجر عظیم ہے۔''

(اس آیت سے مراد کون لوگ ہیں؟) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے بھانجے ان لوگوں میں تیرے باپ حضرت زبیر اور تیرے نانا حضرت ابوبکر صدیق شامل تھے۔ واقعہ یوں ہوا تھا کہ جب احد میں نبی ﷺ کو جو تکلیف پہنچنی تھی سو پہنچی اور کفار واپس چلے گئے تو آپ ﷺ کو خوف تھا کہ کہیں وہ واپس نہ پلٹ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ »

''ان کے تعاقب میں کون کون جائیں گے؟''

اس پر ستر صحابہ کرام تیار ہو گئے ان میں حضرت ابوبکر اور زبیر بھی تھے۔

(المغازی: باب ﴿ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ...... ﴾، رقم: ۴۰۷۷)

نبی ﷺ اور ابوبکر اطاعت کے قابل ہستیاں ہیں:

حضرت شیبہ بن عثمان حجبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ میں بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ میرا خیال ہے کہ میں (کعبۃ اللہ میں مدفون) سونا چاندی نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔

میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے فرمایا وہ کیوں؟ میں نے کہا یہ کام آپ کے دونوں ساتھیوں (نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے نہیں کیا (تو آپ کیوں کریں گے؟) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«هُمَا الْمَرْاٰنِ يُقْتَدٰى بِهِمَا»

''واقعی یہ دونوں ہستیاں جلیل القدر ہیں ہم ان کی اقتداء کریں گے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا خطبہ سن کر رونے لگے:

سیدنا ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک روز) خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ بے شک اللہ سبحانہ نے ایک بندہ کو (دنیا اور) اس چیز کے درمیان، جو اللہ کے ہاں ہے (یعنی جنت) ان دونوں میں اختیار دیا (کہ چاہے جس کو پسند کر لے) تو اس نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے ہاں ہے تو امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس بوڑھے کو کون سی چیز

رلا رہی ہے؟ اگر اللہ نے کسی بندے کو دنیا اور اس چیز کے درمیان جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا ہے اور اس نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے ہاں ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ) بندے سے مراد رسول اللہ ﷺ تھے: «وَ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمُنَا» (امیر المؤمنین) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب میں سے زیادہ (نبوی امور کا) علم رکھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَ مَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ»

''سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے، اپنی صحبت اور اپنے مال کے لحاظ سے ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

«وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا»

''اگر میں اپنی امت میں سے (کسی کو) خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت اور اس کی محبت (کافی ہے پھر فرمایا)''

«لَا یُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ»

''مسجد میں کھلنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا ہر ایک کا دروازہ بند کر دیا جائے۔''

(فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ سدوا الابواب......، رقم: ٣٦٥٤)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نبی ﷺ پر بے شمار احسانات تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس مرض میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی اس میں ایک روز اپنا سر ایک پٹی سے باندھے ہوئے تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ اپنی جان اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی بھائی چارہ افضل ہے۔ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔

(الصلاة ، باب الخوخة الممر فی المسجد، رقم:٤٦٦)

ابوبکر کے گھر کھانا بڑھ گیا:

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے ایک دن نبی ﷺ

نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو (ان میں سے) لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے۔ اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین آدمی لے گئے اور نبی ﷺ دس افراد لے گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھر میں میں تھا اور میرے ماں باپ تھے (راوی حدیث ابوعثمان نے کہا) میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ بھی کہا (یا نہیں) کہ میری بیوی اور ہمارا خادم بھی تھا جو میرے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ہاں رات کا کھانا کھایا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے رہے جہاں عشاء کی نماز پڑھی تھی۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ نبی ﷺ نے شام کا کھانا کھایا پھر اس کے بعد جس قدر، اللہ نے چاہا رات کو وہیں رہے اپنے گھر میں آئے تو ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ آپ نے اپنے مہمانوں کی خبر نہیں لی؟ تو وہ کہنے لگے کہ کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا کہ کھانا تو ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا لیکن انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو (مارے خوف کے گھر میں) جا کر چھپ گیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لئیم! اور پھر بہت سخت برا بھلا کہا اور مہمانوں سے کہا کہ تم خوب سیر ہو کر کھاؤ۔ اللہ کی قسم! میں ہرگز نہ کھاؤں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

« وَ اَیْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا »

"اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ پھر جب سب مہمان سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر تھا اس سے کہیں زیادہ بچ گیا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ اسی قدر تھا جس قدر پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ تو اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ بولیں:

« لَا وَ قُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ »

کہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم! یقیناً یہ اس وقت پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا اور کہا یہ میری قسم شیطان ہی کی طرف سے تھی بالآخر اس میں سے ایک لقمہ انہوں نے کھا لیا۔ اس کے بعد اسے نبی ﷺ کے پاس اٹھا لے گئے۔ وہ صبح کو نبی ﷺ کے پاس پڑا تھا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان کچھ عہد تھا اس کی مدت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی منتشر کر دیئے

تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ آدمی بھی تھے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ کس قدر آدمی تھے، اس کھانے سے ان تمام نے کھانا کھا لیا۔

(مواقیت الصلاة، باب السمر مع الاهل والضيف، رقم: ٦٠٢)

مرض الموت میں حضرت ابو بکر کی امامت کا حکم:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت بیمار ہو گئے اور آپ ﷺ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور نماز کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے۔ لہٰذا آپ سیدنا عمر کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے۔ چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ »

"تم لوگ یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتوں کی طرح ہو۔"

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہی کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے کبھی تم سے فائدہ نہیں پایا۔ (الاذان، باب اهل العلم و الفضل احق بالامة، رقم: ٦٧٩)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی تھی لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر جب پیر کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف باندھے ہوئے کھڑے تھے تو نبی ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور ہم لوگوں کی طرف دیکھا۔ (اس وقت) آپ کا چہرہ مبارک گویا مصحف کا صفحہ تھا پھر آپ ﷺ بشاشت سے مسکرائے ہم لوگوں نے خوشی کی وجہ سے چاہا کہ نبی ﷺ کی طرف دیکھنے لگے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے الٹے پاؤں پیچھے ہٹ آئے تاکہ صف میں مل جائیں۔ وہ سمجھے کہ نبی ﷺ نماز کے لیے آ رہے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا: «اَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ» کہ اپنی نماز پوری کر لو اور آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن آپ ﷺ نے وفات پائی۔ (حوالہ مذکور، رقم: ٦٨٠)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے پاس ان میں باہم صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (صفوں میں) داخل ہوئے اور (پہلی) صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ لوگ تالی بجانے لگے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں اِدھر اُدھر نہیں دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجائیں تو انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صف میں کھڑا پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر کھڑے رہو تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس بناء پر کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نے نماز جاری رکھنے کا) حکم دیا اللہ کا شکر ادا کیا پھر ابو بکر صدیق پیچھے ہٹے اور صف میں آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ جب میں نے تم کو حکم دیا تھا تو تم مصلے پر کیوں نہ کھڑے رہے؟ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

« مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ »

"ابو قحافہ کے بیٹے کو زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے تالیاں بکثرت بجائیں تم نے ایسا کیوں کیا؟ (دیکھو) جب کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو اسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہہ دے جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی:

« اِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ »

"تالی بجانا تو صرف عورتوں کے لیے (جائز) ہے۔"

(الاذان، باب من دخل لیؤم الناس...... رقم: ٦٨٤)

ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں دو جوڑے

(کپڑے یا کوئی سی بھی دو چیزیں) قربان کرے گا تو وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ (فرشتے اس سے کہیں گے کہ) اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے (اس میں سے آجا) پھر جو کوئی نماز قائم کرنے والوں میں سے ہوگا تو اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا تو وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی روزہ داروں میں سے ہوگا تو وہ ''باب الریان'' سے پکارا جائے گا۔ اور جو کوئی صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں (جانا تو جنت میں ہے چاہے جس دروازے سے داخل ہو اس لیے انسان) تمام دروازں سے پکارا جائے اس کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے لیکن کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَعَمْ وَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَا بَكْر »

ہاں! اے ابو بکر! میں امید رکھتا ہوں کہ تم انہیں میں سے ہو گے۔

(فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذًا خليلًا......رقم: ٣٦٦٦)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا پاس:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ مجھ سے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تمہیں اس قدر (روپیہ) دوں گا مگر بحرین کا مال آنے نہ پایا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی پھر جب بحرین کا مال آیا تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کروا دیا کہ جس شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی قسم کا وعدہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا کوئی قرض ہو وہ میرے پاس آئے۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایسا فرمایا تھا تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک مٹھی بھر کر درہم دے دیئے۔ میں نے ان کو گنا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا دوگنا اور لے لو۔

(الكفالة: باب من تكفل عن ميت......، رقم: ٢٢٩٦)

زکوٰۃ کا منکر کافر ہے صحابہ نے منکرین زکوٰۃ سے جنگ کی تھی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوگئے تو بعض عرب قبائل (زکوٰۃ کا انکار کرکے) مرتد ہوگئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

ان مرتدین سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا:

« اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَد عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهٗ وَ نَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَ حِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ »

کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے گا تو وہ اپنا مال اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لے گا (کہ میں ان پر حملہ نہیں کروں گا) مگر بحق اسلام (اگر وہ اسلام کے کسی حق کا انکار کر دیں گے تب لڑوں گا اور اگر وہ ظاہری طور پر مسلمان ہو جائیں گے تو) ان کا حساب اللہ پر ہے۔ لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

«وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ »

"اللہ کی قسم! میں اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ ایک بھیڑ کا بچہ جو زکوٰۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دیا کرتے تھے مجھے نہیں دیں گے تو میں اس کو روک لینے پر بھی ضرور ان سے جنگ کروں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ (درست رائے اور پختہ ارادہ) صرف اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو (دین کی بلندی کے لیے) کھول دیا تھا۔ لہٰذا میں سمجھ گیا کہ حضرت ابو بکر کی رائے حق ہے۔

(الاعتصام: باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ......رقم: ۷۲۸۵

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پختہ ایمان والے تھے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک شخص بیل پر سوار ہو گیا بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں سواری کرنے کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ میں تو کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ واقعہ بیان کر کے) فرمایا:

« اٰمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ »

"اس پر میں یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی یقین رکھتے ہیں۔"

ایک بھیڑیے نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہا اس کے پیچھے دوڑا۔ بھیڑیئے نے کہا کہ (آج ا چھڑا لے مگر یہ تو بتا کہ) جس دن (مدینہ اجاڑ ہو جائے گا) اس میں درندے ہی درندے رہ جائیں گے، اس

دن بکری کا محافظ کون ہوگا؟ اس دن تو میرے سوا کوئی اس کا چرواہا ہی نہیں ہوگا۔ نبی ﷺ نے (یہ واقعہ بیان کر کے) فرمایا: «آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ» میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر بھی اس پر یقین رکھتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو مجلس میں سیدنا ابو بکر و عمر دونوں موجود نہیں تھے۔ (فضائل الصحابة، باب فضائل عمر بن الخطاب......، رقم: ٣٦٩٠)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے راز دان صحابی تھے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں، ان کے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے، مدینہ میں فوت ہوگئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے سامنے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ (وہ بیوہ ہو چکی ہیں) اگر تم چاہو تو میں ان کا نکاح تم سے کردوں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا پھر میں کئی دن بعد ان سے ملا تو انہوں نے کہا کہ ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ فی الحال (دوسرا) نکاح نہ کروں۔ پھر میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کردوں؟ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی بھی جواب نہ دیا تو مجھے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ صدمہ ہوا پھر کئی دن بعد نبی ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے ان کا نکاح نبی ﷺ سے کردیا۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے آ کر ملے تو فرمایا کہ شاید تمہیں اس وقت غصہ آیا ہوگا۔ جب تم نے مجھ سے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں نے تمہیں کوئی جواب نہ دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں (آیا تھا) انہوں نے فرمایا میں نے تم کو جواب نہیں دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (کہ کیا میں ان سے نکاح کرلوں؟)

«لَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا»

”میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرسکتا تھا اگر نبی ﷺ ان سے نکاح کرنے کا ارادہ چھوڑ دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا۔“ (النكاح، باب عرض الانسان ابنته......، رقم: ٥١٢٢)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا ہوا کھانا قے کردیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر کا ایک غلام تھا جو روزانہ مقرر کردہ خراج ابو بکر رضی اللہ عنہ کو

ادا کیا کرتا تھا اور آپ اس کے لائے ہوئے خراج سے کھایا کرتے تھے ایک دن وہ کھانے کی کوئی چیز لایا آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا تب غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کی کہانت کی (یعنی نجومیوں کی طرح بتایا کہ تیری قسمت میں کیا ہوگا) میں کہانت جانتا تو نہیں تھا لیکن میں نے تکا لگایا تھا (لیکن اس کا وہ کام اس طرح ہوگیا جیسے میں نے بتایا تھا) آج وہ مجھے ملا اور اس نے میری کہانت کا انعام دیا تو یہ کھانا اس میں سے لایا ہوں جسے آپ نے کھالیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور الٹی کر ڈالی۔ بخاری، کتاب المناقب، باب ایام الجاهلية، رقم: ۳۸٤۲)

ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل تھے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہم سب سے زیادہ بہترین انسان ابو بکر کو پھر عمر کو پھر عثمان کو گنا کرتے تھے۔ بخاری، کتاب المناقب باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ، رقم ۳٦۵۵

حضرت مطعم فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس (کسی کام کے سلسلے میں) آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کسی اور موقع پر آجانا خاتون نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں آپ کے پاس آؤں اور آپ نہ ہوں؟ اس کی مراد یہ تھی کہ آپ کی وفات ہوچکی ہو (تو پھر کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا

« فَإِنْ لَّمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ »

”اگر میں نہ ہوں تو پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔“

بخاری، کتاب المناقب، قول النبی ﷺ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا کا ذیلی باب: ۳٦۵۹)

حضرت ابو بکر ہر نیکی میں سبقت لے جایا کرتے تھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ آج تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہوا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج جنازے پر کون گیا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکر نے فرمایا میں نے پھر آپ ﷺ نے فرمایا آج بیمار پرسی کس نے کی ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

”جس شخص میں یہ نیک کام جمع ہو جاتے ہیں وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔“

مسلم، کتاب الفضائل باب فضائل ابی بکر، رقم: ٦١٨١

نبی ﷺ کی وفات پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور سقیفہ بنو ساعدہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سنح پر تھے تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کو وفات نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اٹھائیگا اور آپ ﷺ کئی لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی ﷺ کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے) اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں) تو انھوں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

« بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَ مَیِّتًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُذِیْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَیْنِ اَبَدًا»

”میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا۔“

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی ہوئی تھی وہ آ چکی ہے اب آپ ﷺ فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے) پھر حضرت ابوبکر حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر رضی اللہ عنہ) ٹھہر جاؤ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا

« اَلَامَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ»

''تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔''

(پھر یہ آیات تلاوت کیں)

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ (الزمر: ۳۰)

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

''(اے محمد) آپ بھی مریں گے اور اور یہ لوگ بھی۔'' ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں (یعنی وفات پا چکے ہیں تو انھیں بھی موت آئے گی) اگر وہ (فطری طور پر) فوت ہو جائیں یا انھیں شہید کر دیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟ (یعنی دین سے پھر جاؤ گے؟) جو شخص اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں دے گا (بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا) عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو جزاء دے گا۔''

لوگ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو گا ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) حضرت ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم سقیفہ میں چلے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے لیکن آپ نے انھیں منع کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابوبکر کو پتا نہ چل جائے۔

لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ نے اپنی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

«نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَ اَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ»

”ہم (قریش) امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔“

لیکن حضرت حباب بن منذر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ کی قسم ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے کیونکہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں اس لیے تم عمر رضی اللہ عنہ کی یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اے ابوبکر!) ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی پھر لوگوں نے بیعت کرنی شروع کردی۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے حضرت سعد بن عبادہ (کی بیعت کی بجائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرکے) ان کو ہلاک کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے ہلاک کرے۔

بخاری، کتاب المناقب ، فضائل ابوبکر، رقم: ٣٦٦٧)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ تقسیم نہ کیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور اپنے باپ کا ورثہ مانگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

« لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ »

”ہمارا ورثہ نہیں ہوتا بلکہ جو مال ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے (اس لیے میں وہ مال آپ کو کیسے دے سکتا ہوں)

یہ سن کر حضرت فاطمہ ناراض ہوگئیں اور اپنی زندگی میں پھر کبھی (اس سلسلے میں) بات نہ کی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد تک زندہ رہی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے اپنا حصہ مانگا تھا جو خیبر، فدک اور مدینے میں جو آپ کا صدقہ تھا لیکن حضرت ابوبکر نے یہ کہہ کر صاف انکار کردیا:

« لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ »

”جو کام رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اس میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا میں اسے ضرور کروں گا کیونکہ آپ ﷺ کا کوئی حکم اگر میں چھوڑ دوں تو مجھے خدشہ ہیں کہ میں ٹیڑھا ہو جاؤں گا۔“

اس کے بعد جو مدینے کا صدقہ تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے سپرد کردیا تھا لیکن خیبر اور فدک کے مالوں کو انھوں نے اپنے کنٹرول میں رکھا تھا کہ یہ دونوں مال آپ ﷺ کے حقوق اور ضروریات میں خرچ ہوں گے اور ان دونوں مالوں کا معاملہ اس شخص کے سپرد ہوگا جو خلیفہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں مال آج تک اس نہج پر صرف ہو رہے ہیں۔

(فرض الخمس، باب فرض الخمس:۳۰۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ نے فدک، خیبر کے مالوں میں سے اپنی میراث کا سوال کیا اور حضرت ابوبکر نے انکار کردیا تو وہ ناراض ہوگئیں اور پھر کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات نہ کی اور نبی ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد تک وہ زندہ رہیں پھر وہ فوت ہوگئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں حضرت ابوبکر کو اطلاع دیے بغیر رات کو جنازہ پڑھ کر دفن کردیا جب تک حضرت فاطمہ زندہ رہیں تب تک لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت عزت کیا کرتے تھے جب حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کی بے رخی دیکھی تو انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صلح اور ان کی بیعت کرنی چاہی انھوں نے اس سے پہلے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کو اپنے گھر پر آنے کی دعوت دی اور ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ وہ اکیلے تشریف لائیں۔ (راوی کہتا ہے کہ) انھیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ نہ آجائیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«وَاللهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ»

”اللہ کی قسم! آپ ان کے پاس اکیلے نہیں جائیں گے۔“

حضرت ابوبکر نے فرمایا وہ مجھ سے کیا کریں گے (یعنی مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے) میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا پھر وہ ان کے پاس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے ابوبکر! ہمیں آپ کی فضیلت کا اقرار ہے اور اللہ نے آپ کو جو بھلائی عطا فرمائی ہے اس پر ہمیں کوئی حسد نہیں ہے ہمیں صرف یہ دکھ ہے کہ آپ نے اکیلے (ہمارے مشورے کے بغیر) خلافت حاصل کر لی ہم سمجھتے تھے کہ خلافت کے معاملے میں ہمارا بھی حق ہوگا کیونکہ ہم اللہ کے رسول کے قرابت دار ہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ

مسلسل ایسی باتیں کرتے رہے) حتیٰ کہ ابوبکر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی فرمایا:

«وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ قَرَابَتِیْ»

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے نزدیک میری اپنی رشتہ داری کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کا لحاظ زیادہ پسندیدہ ہے باقی جو (فدک ،خیبر وغیرہ کے) مالوں میں آپ کا اور ہمارا اختلاف ہو گیا ہے اس میں مَیں نے اچھائی اور بھلائی کرنے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ میں نے ان اموال میں جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا تھا میں نے وہی کیا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا ہم آج پچھلے پہر آپ سے بیعت کریں گے جب حضرت ابوبکر نے ظہر کی نماز پڑھالی تو منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا ذکر کیا اور انھوں نے جس عذر کی بناء پر بیعت کرنے میں تاخیر کی اس کا بھی ذکر کیا پھر استغفار کیا (اور نیچے اترے تو) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کے فضائل بیان کیے اور فرمایا کہ میں نے بیعت میں تاخیر کر کے جو کچھ کیا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حسد کی بنیاد پر نہیں تھا اور نہ ہی ان کے فضائل سے انکار کی بنا پر تھا بلکہ بات صرف یہ تھی کہ ہم سمجھتے تھے کہ خلافت کے معاملات میں بھی ہمارا حق ہے لیکن ابوبکر ہمارے مشورے کے بغیر خلیفہ بن گئے اس پر ہمیں صدمہ ہوا۔

حضرت علی کے اس اقدام پر مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نے بالکل درست کیا ہے جب مسلمانوں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اچھائی کی طرف لوٹ آئے تو ان سے محبت کرنے لگے۔

(بخاری: المغازی، باب غزوة خیبر: ٤٢٤٠)

حضرت ابوبکر کا جرأت مندانہ فیصلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوگئے عرب کے کچھ لوگوں نے کفر کیا تو (ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ (زکوۃ کے منکرین سے جنگ کریں گے) حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

فَقَدْ عَصَمَ مِنِّی مَالَهُ وَ نَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَی اللّٰهِ »

’’ مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے تب تک لڑتا رہوں جب تک وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہ کہہ دیں جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہے گا تو وہ اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لے گا مگر اس کے حق کے ساتھ (یعنی اگر وہ اسلام کے کسی حق کے منکر ہیں تو پھر لڑائی کرونگا اگر وہ اسلام لانے میں اپنی نیت میں سچے نہیں ہیں تو) ان کا حساب اللہ نے لینا ہے (تم انہیں مسلمان ہی سمجھو گے)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص نماز اور زکوۃ میں فرق کرتا ہے میں اس سے ضرور لڑونگا کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوۃ میں (اونٹ باندھنے کی) رسی دیا کرتا تھا اگر اب اس رسی کو ادا کرنے کا بھی انکار کرتا تو اس انکار پر بھی اس سے جنگ کرونگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس دلیرانہ گفتگو سے) میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اس لئے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام) درست اور حق ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب الامربقتال الناس حتی......‘‘رقم:۱۲۴)

علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا:

« اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ »

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر شخص کون ہے؟‘‘

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر ہیں پھر میں نے کہا ان کے بعد کون ہے؟ تو فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اب کی بار کہیں حضرت عثمان کا نام ہی نہ لے لیں تو میں نے کہا عمر کے بعد تو آپ ہی بہتر انسان ہوں گے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ »

’’میں تو مسلمانوں میں سے ایک (عام) شخص ہوں۔‘‘

بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ:۳۶۷۱

نبی ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا (اے عائشہ!) میرے پاس اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا کر لاؤ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھ کو خوف ہے کہیں کوئی تمنا کرنے والا یہ تمنا نہ کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ (خلافت کا) میں زیادہ حقدار ہوں جب کہ اللہ اور تمام مؤمن اس بات کا انکار کرتے ہیں مگر یہ (کہ ابوبکر ہی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں)

مسلم، کتاب الفضائل ،باب فضائل ابوبکر،رقم: ٦١٨١

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دنیا سے نہیں بلکہ نبی ﷺ سے محبت تھی:

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ (غلے کے لدے ہوئے (اونٹ مدینے میں آگئے نبی ﷺ کے صحابہ مسجد سے باہر نکل گئے) آپ ﷺ کے پاس صرف بارہ صحابہ بیٹھے رہے ان میں ابوبکر وعمر بھی تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا ﴾

”جب انہوں نے تجارت یا لھو دیکھا تو وہ اس کی طرف چل دیے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔“

(مسلم کتاب الجمعة“رقم:١٩٩٧)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو عقبہ کے ہاتھوں سے چھڑوایا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ پر آنے والی بہت بڑی مشکل گھڑی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار میں نے عقبہ بن معیط (پلید) کو دیکھا کہ اس نے آپ ﷺ کی گردن میں چادر ڈالی اور گلا گھونٹا اس وقت آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں حضرت ابوبکر دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو اس ظالم سے چھڑایا اور فرمایا:

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ﴾

”تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو (جس کا یہ قصور ہے کہ) وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ شخص تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔“

(بخاری کتاب المناقب، فضائل ابوبکر، رقم:٣٦٧٨)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پرانے کپڑوں میں کفن دینے کا حکم دیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئی (جبکہ وہ مرض الموت میں تھے) آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ تین سفید کپڑوں میں کفن دیا تھا جو سحولی (یمنی) تھے اور کفن میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔

پھر پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس دن فوت ہوئے تھے؟ میں نے کہا پیر کے دن پھر پوچھا کہ آج کونسا دن ہے؟ میں نے کہا پیر کا دن ہے فرمایا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں آج رات تک فوت ہوجاؤں گا پھر اپنے لباس کی طرف دیکھا۔ جسے انہوں نے بیماری کے دنوں میں پہنا ہوا تھا اس پر زعفران کے داغ لگے ہوئے تھے فرمایا میرے یہ کپڑے دھو ڈالو (اس چادر کے ساتھ) دو کپڑے مزید لے کر (تین کپڑے میرے کفن کے لئے بنا لینا) اور انہیں کپڑوں میں مجھے کفن دے دینا۔

میں نے کہا ابا جان جو کپڑے آپ نے پہن رکھے ہیں وہ پرانے ہیں (ہم آپ کے لئے نیا کفن لے آئیں گے)

آپ فرمانے لگے:

«اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ»

"نئے کپڑے کی زندہ شخص کو میت سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔"

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پیر کے دن شام کو منگل کی رات کو ہی وفات پائی تھی اور رات کو ہی انہیں دفن کر دیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ) (بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین" رقم: ۱۳۸۷)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شروع سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کر لیا تھا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کی ایک طرف کو پکڑے ہوئے آئے، حتی کہ ان کا گھٹنا ننگا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ لگتا ہے کہ ابوبکر کسی سے جھگڑ کر آئے ہیں پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کہا اور فرمایا کہ میرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو گیا مجھ سے زیادتی ہو گئی تو اس پر میں نادم ہوا اور ان سے معافی مانگی لیکن انھوں نے مجھے معاف نہ کیا تو میں (یہ شکوہ لے کر) آپ کی خدمت میں آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

« يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ »

''ابو بکر! آپ کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔''

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ابو بکر کو معافی نہ دینے پر) نادم ہو کر ابو بکر کے گھر پر پہنچ گئے اور پوچھا کہ ابو بکر گھر پر ہیں گھر والوں نے کہا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں پھر وہ سیدھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کا چہرہ بدل گیا (یعنی آپ ﷺ کو غصہ آ گیا) تو حضرت ابو بکر ڈر گئے (کہ آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی سخت فیصلہ نہ فرمادیں وہ) گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دو بار فرمایا:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ اَنَا كُنْتُ اَظْلَمَ»

''یا رسول اللہ (ﷺ) اللہ کی قسم اس میں زیادتی تو میری تھی۔'' (آپ اس پر غصہ نہ فرمائیں)

تو نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ »

''اللہ نے جب مجھے نبی بنا کر بھیجا تھا تو تم سب نے مجھے جھوٹا کہا لیکن ابو بکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان اور مال مجھ پر قربان کر دیا (پھر آپ ﷺ نے دوبار فرمایا) کہ کیا تم میرے دوست (یعنی ابو بکر) کو ستانے سے باز آ سکتے ہو؟''

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے ایذاء نہ دی۔

بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٦٦١

فضائل عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر لوگوں کا غصہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں، کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے گھر کے باہر لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے «صَبَا عُمَرُ» کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔

ان دنوں میں چھوٹا تھا اور میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک

شخص ریشمی چادر میں ملبوس آیا اس نے کہا عمر بے دین ہو گیا تو کوئی حرج نہیں: «فَاَنَا لَهٗ جَارٌ» میں اس کا حامی ہوں۔

اس کا یہ کہنا تھا کہ لوگ منتشر ہو گئے میں پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا عاص بن وائل ہے۔ایک روایت میں ہے کہ عاص بن وائل کا خاندان جاہلیت کے دور میں ہمارا حلیف تھا۔ وائل نے کہا کیا معاملہ ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے لوگ مجھے قتل کرنے پر تل آئے ہیں تو اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا میں نے تجھے امان دی ہے پھر عاص باہر گیا اور لوگوں سے وادی بھر چکی تھی ان سے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم عمر بن خطاب کی طرف جا رہے ہیں جو کہ بے دین ہو چکا ہے تو عاص نے کہا تم اسے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ "فَکَرَّ النَّاسُ" پھر لوگ چلے گئے۔

(المناقب: باب اسلام عمر، رقم: ٣٨٦٤، ٣٨٦٥)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل دین والے صحابی ہیں:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں سو رہا تھا اور میں نے (یہ خواب) دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے تھے اور ان (کے بدن) پر کرتے تھے۔بعض کرتے تو (صرف) چھاتیوں تک تھے اور بعض ان سے نیچے ہیں اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (بھی) میرے سامنے پیش کیے گئے اور ان (کے بدن) پر (جو) قمیص تھی (وہ اتنی لمبی تھی) کہ وہ اس کو گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر دی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قمیص کی تعبیر میں نے) دین داری سے دی ہے۔

(فضائل الصحابة، باب مناقب عمر، رقم: ٣٦٩١)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھے میری سوکنوں کے ساتھ (بقیع الغرقد میں) دفن کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجرہ مبارک میں) دفن نہ کرنا کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ میری پاکیزگی بیان ہو (یعنی لوگ مجھے صحابہ سے افضل قرار دیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ کو پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ (حجرہ میں) دفن ہونے کی

اجازت دیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہاں اللہ کی قسم! (ضرور اجازت دیتی ہوں)

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (نبی ﷺ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت لیتا تو وہ فرماتی تھیں: «لَا أُوثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا» کہ میں ان کے ساتھ کسی کو دفن ہونے کی اجازت نہیں دوں گی۔" (الاعتصام...... باب ما ذکر النبی ﷺ و خصّ...... رقم: ۷۳۲۷، ۷۳۲۸)

عمر رضی اللہ عنہ کی دینی تعلیم میں باری مقرر کرنا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں اور ایک انصاری میرا پڑوسی بنی امیہ بن زید (کے محلّہ) میں رہتے تھے اور یہ (مقام) مدینہ کی بلندی پر تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں۔ جس دن میں آتا تھا اس دن کی خبر یعنی وحی وغیرہ (کے حالات) میں اس کو آ کر بتایا کرتا تھا اور جس دن وہ آتا تھا وہ مجھے بتایا کرتا تھا، ایک دن اپنی باری کے دن میرا انصاری دوست (نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری دے کر واپس) آیا تو میرے دروازے کو بہت زور سے کھٹکھٹایا اور (میرا نام لے کر) کہا کہ وہ یہاں ہیں؟ میں (ایسی صورتحال سے) ڈر گیا اور اس کے پاس نکل (کر) آیا تو وہ بولا کہ (آج) ایک بڑا واقعہ ہو گیا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ خبر سن کر) میں حفصہ (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں، میں نے ان سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو طلاق دے دی ہے؟ وہ بولیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور کھڑے ہی کھڑے میں نے عرض کی کہ کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں میں نے (اس وقت نہایت تعجب میں آ کر کہا) اللہ اکبر (انصاری کو کیسی غلط فہمی ہوئی ہے؟) (العلم، باب التناوب فی العلم، رقم: ۸۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر پردے کا حکم اترا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیویاں رات کو جب قضاء حاجت کے لیے گھر سے باہر جاتی تھیں، مناصع کی طرف نکل جاتی تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرائیے۔ مگر رسول اللہ ﷺ (ایسا) نہ کرتے تھے۔ تو رات کو عشاء کے وقت ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا (یعنی) نبی ﷺ کی بیوی باہر نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں تو انہیں

عمر رضی اللہ عنہ نے محض اس خواہش سے کہ پردہ (کا حکم) نازل ہو جائے، پکارا کہ آگاہ رہو اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ (کا حکم) نازل فرما دیا۔

(الاستئذان ، باب آية الحجاب، رقم : ٦٢٤٠)

حضرت عمر ﷺ کی باتیں وحی بن کر نازل ہوئیں:

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی۔ میں نے (ایک مرتبہ) کہا:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى»

کہ یارسول اللہ! کاش مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ﴾ "اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کرو" البقرۃ:۱۲۵) اور پردہ کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کاش آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں اس لیے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے، تب پردے کی آیت نازل ہوئی۔ اور (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کی بیویاں آپ پر غیرت کے سلسلے جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا

﴿ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ......الخ ﴾

(التحريم:٥)

"اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب انہیں تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے میں دے دے گا۔" چنانچہ یہی آیت نازل ہوئی۔

(التفسير، باب ﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ مَقَامِ ...... ﴾ رقم:٤٤٨٣)

کسریٰ پر حملہ عمر رضی اللہ عنہ نے کروا دیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے شہروں میں لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ مشرکوں سے لڑیں۔ چنانچہ (مدائن کا حاکم) ہرمزان مسلمان ہو گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں تیری رائے لینا چاہتا ہوں کہ پہلے ان (تین) مقاموں (فارس، اصبہان اور آذربائیجان) میں سے کہاں کہاں سے لڑائی شروع کی جائے؟۔ ہرمزان نے کہا کہ ہاں اس کی مثال اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مثال جو یہاں رہتے ہیں، اس پرندے کی طرح ہے جس کا ایک سر، دو بازو ہوں اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا

جائے تو اس کے دو پاؤں اور ایک بازو اور سر کھڑے ہو جائیں گے اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور سر کھڑا ہو جائے گا اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور بازو اور سر سب بیکار ہو جائیں گے چنانچہ سر کسریٰ (شاہ ایران) ہے اور ایک بازو قیصر (شاہ روم) ہے اور دوسرا بازو فارس ہے۔ لہٰذا آپ مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ کسریٰ پر حملہ کریں، تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں بلا لیا اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر مقرر کیا، جب ہم دشمن کے ملک میں پہنچے اور کسریٰ کا عامل چالیس ہزار فوج لے کر ہمارے سامنے آیا۔ اس کا ایک ترجمان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی مجھ سے گفتگو کرے۔ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو تیرا جی چاہے پوچھ۔ اس نے کہا تم کون لوگ ہو؟ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم سخت بدبختی اور سخت مصیبت میں تھے، مارے بھوک کے چمڑے اور کھجور کی گٹھلیوں کو چوسا کرتے تھے اور ہم چمڑے اور بال کی پوشاک پہنتے تھے اور درختوں اور پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے، ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک آسمانوں کے مالک اور زمینوں کے مالک نے ہماری طرف ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم میں سے بھیجا، جن کے ماں باپ کو ہم جانتے تھے، ہمارے نبی، ہمارے رب کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے لڑیں، یہاں تک کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ دو اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کا یہ پیغام پہنچایا کہ جو شخص ہم میں مقتول ہوگا وہ جنت میں ایسے آرام میں جائے گا کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہے اور جو شخص ہم میں سے باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو جائے گا (سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ گفتگو مکمل کر کے سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم تو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور تمہیں کچھ ندامت و ذلت نہیں ہوئی (یعنی شکست نہیں ہوئی اس کے باوجود آپ کو جنگ کا قاعدہ معلوم نہیں؟) مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جنگ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ شروع کرتے تو انتظار فرماتے، یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت آجاتا، اس وقت جنگ کرتے تھے۔

(الجزية والموادعة، باب الجزية......رقم:۳۱۵۹)

جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، ایک عورت ایک محل کے گوشہ میں وضوء کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے تو میں نے ان کی غیرت کا خیال

کیا اور پیچھے ہٹ آیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: «اَغَارُ عَلَيْكَ» کہ رسول اللہ ﷺ (کیا) میں آپ پر غیرت کروں گا۔ (مناقب الصحابة، باب مناقب عمر......رقم: ٣٦٨٠)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مال لینے میں بے نیازی:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال دیتے تھے تو میں کہتا تھا: «اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّیْ» کہ یہ اس شخص کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے لے لو جب اس مال میں سے کچھ تمہارے پاس آئے اور تم کو لالچ نہ ہو اور نہ ہی تم نے سوال کیا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو اور جو نہ ملے تو اس کے حاصل کرنے کا خیال ہی نہ کرو اور اس کے پیچھے نہ پڑو۔
(الزکاة، باب من اعطاه الله شيئًا......رقم: ١٤٧٣)

عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لیے گھوڑا دے دیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا جہاد کے لیے کسی کو دے دیا تو جس شخص کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کی کچھ قدر نہ کی۔ (اسے دبلا کر دیا) تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو خرید لوں (کیونکہ) میں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ اس کو سستا فروخت کر دے گا۔ لہٰذا میں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، تم نہ خریدو اگرچہ تمہیں وہ ایک درہم کا ہی کیوں نہ دے دے (پھر فرمایا):

«فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِیْ قَيْئِهٖ»

"اپنا صدقہ واپس لینے والا ایسا ہوتا ہے جیسے اپنی قے کھانے والا ہوتا ہے۔"

(الزکاة: باب هل يشترى صدقته ...... رقم: ١٤٩٠)

کعبہ میں اعتکاف کی نذر:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ ایک رات کعبہ میں اعتکاف کروں گا (تو کیا اس نذر کو پورا کروں یا نہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَوْفِ بِنَذْرِكَ» :تم اپنی نذر کو پورا کرو۔ (الایمان والنذور، باب اذا نذر او حلف...... رقم:٦٦٩٧)

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی:

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کی تھیں۔ ایک نہایت عمدہ چادر بچ گئی۔ کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی یعنی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو جو آپ کے نکاح میں ہے دے دیجئے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أُمُّ سُلَيْطٍ اَحَقُّ بِهِ وَ أُمُّ سُلَيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ انصاری عورت ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔“

پھر فرمایا:

«فَاِنَّهَا كَانَتْ تُزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ اُحُدٍ»

”وہ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں بھر بھر کر لایا کرتی تھیں۔“

(الجهاد، باب حمل النساء القرب......رقم:٢٨٨١)

اپنے بیٹے کا وظیفہ مہاجرین سے کم مقرر کیا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار ہزار (درہم) مقرر فرمایا لیکن میرا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا (جبکہ میں بھی مہاجرین اولین میں سے تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ابن عمر بھی تو مہاجرین میں سے ہیں تو آپ نے ان کو وظیفہ کم کیوں دیا ہے؟ تو فرمایا کہ ابن عمر نے اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی تھی تو وہ ان مہاجرین کی طرح کہاں ہو سکتے ہیں جنھوں نے بذات خود ہجرت کی تھی؟

(مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ واصحابه......رقم:٣٩١٢)

عمر رضی اللہ عنہ نے غرباء کا خیال رکھنے کی نصیحت کی:

حضرت اسلم فرماتے ہیں، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہُنَیٌّ نامی غلام کو سرکاری چراہ گاہ کا نگران مقرر کیا تو اسے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: مسلمانوں پر زیادتی نہ کرنا۔

« وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ »

''کہ مظلوم کی دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے۔''

اور تھوڑے اونٹ اور بکریوں والوں کو نہ روکنا ہاں مجھے اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان کو اس چراہ گاہ میں جانور نہ چرانے دینا کیونکہ اگر ان دونوں (امیروں) کے جانور چارہ نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تو ان کے باغات اور کھیتیاں موجود ہیں لیکن اگر تھوڑے جانوروں والوں کے جانور ہلاک ہو جائیں گے تو وہ اپنے بچوں کو میرے پاس لے کر آ جائیں گے اور مجھ سے فریاد کریں گے میں ان کو نہیں چھوڑ سکتا تیرا باپ مر جائے لوگوں کے لیے گھاس اور پانی کا بندوبست کرنا میرے لیے درہم دینار کی بنسبت آسان ہے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم مدینے والے سمجھتے ہیں کہ میں نے (ان کی زمینوں پر چراگاہ بنا کر) ظلم کیا ہے۔ یہ زمینیں ان کی ہیں انھوں نے ان زمینوں کے لیے زمانہ جاہلیت میں جنگ کی تھی اور اسلام لانے کے بعد ان کی ملکیت کو بحال رکھا گیا ہے۔

« وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا الْمَالُ الَّذِیْ اَحْمِلُ عَلَيْهِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا »

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مال (گھوڑے خچر وغیرہ) نہ ہوتے جن پر جہاد میں لوگوں کو سوار کر کے بھیجا جاتا ہے تو ان کی زمین میں سے ایک بالشت پر بھی چراہ گاہ نہ بناتا۔'' (الجهاد: باب اذا اسلم قوم...... رقم: ۳۰۵۰)

عمر رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ کہیں میرے خلاف قرآن نہ نازل ہو جائے:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رات کے وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا

پھر (دوبارہ) پوچھا لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے پھر پوچھا لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا تو سیدنا عمرؓ نے (اپنے آپ سے) کہا اے عمر! تجھے تیری ماں روئے (تو مر جائے)، تو نے رسول اللہ سے تین بار سوال کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا پھر میں نے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا، میں ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی حکم قرآن نہ آجائے تھوڑی دیر بعد ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا تھا، میں اور ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ اترا ہو۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر سلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ »

''آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت اتری ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا سے بڑھ کر ہے) پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ٥﴾(سورة الفتح: ١)

''بے شک (اے نبی!) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلی فتح دی ہے۔''

(التفسير: باب قوله تعالىٰ: ﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا...... ﴾ رقم: ٤٨٣٣)

حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بیعت رضوان میں شریک تھے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے انہیں اپنا گھوڑا لانے کے لئے بھیجا جو ایک انصاری شخص کے پاس تھا انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی۔ پھر گھوڑا لینے گئے اور گھوڑا لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور وہ ہتھیار پہن رہے تھے تو سیدنا عبداللہ نے ان سے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے ہیں (پھر) وہ دونوں چلے یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اسی وجہ سے لوگ کہا کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ (المغازي: باب غزوة الحديبية، رقم: ٤١٨٦)

قرآن غلط پڑھنے پر عمر رضی اللہ عنہ کا جھگڑا:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی حیات مبارکہ میں سیدنا ہشام

بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنی ہے، میں نے غور سے سنا تو دیکھا کہ وہ ایسے کئی دوسرے طریقوں سے پڑھ رہے ہیں جن طریقوں سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورت نہیں پڑھائی تھی (مجھے غصہ آگیا) قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے صبر کیا، یہاں تک کہ جب انہوں نے سلام پھیر لیا تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال لی اور کہا کہ یہ سورت تمہیں کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ مجھے تو خود رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت دوسرے طریقے سے سکھائی ہے۔ پھر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میں نے انہیں سورہ فرقان اور ہی طریقے سے پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو (اور کہا کہ) اے ہشام! پڑھو تو سہی۔ انہوں نے اسی طریقے سے پڑھا جیسے میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« كَذَالِكَ أُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ أُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ »

"یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے، بے شک قرآن سات طریقوں پر اترا ہے تم اسی طریقے سے پڑھو جو تمہیں آسان معلوم ہو۔" (فضائل القرآن: باب انزل القرآن...... رقم ۴۹۹۲)

آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اب تیرا ایمان کامل ہوا ہے:

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ مجھ کو سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں اے عمر! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک کہ میں تیری جان سے زیادہ تجھ کو پیارا نہ ہوں گا (تب تک تیرا ایمان کامل نہ ہوگا)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک اب آپ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر! (اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے۔)

(الایمان والنذور: باب کیف کانت یمین النبی ﷺ، رقم: ٦٦٣٢)

عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شریک لوگوں کی کیسے قدر کی:

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار میں گیا، عمر رضی اللہ عنہ سے ایک نوجوان عورت ملی اس نے کہا امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہو گیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے ان کے کھانے کے لیے نہ کھر اوڑ ہے نہ دودھ کا جانور نہ ہی کوئی کھیتی باڑی۔ مجھے خوف ہے کہ انھیں بھوک بدحال کردے گی اور میں حضرت خفاف بن ایماء کی بیٹی ہوں اور یہ دونوں صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس کھڑے ہو گئے آگے نہ بڑھے اور فرمایا: « مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيْبٍ » کہ قریب النسب خاتون کو خوش آمدید پھر گھر میں بندھے موٹے تازے اونٹ پر سامان لادنے کا حکم دیا، دو بورے کھانے (کے سامان) کے بھرے ہوئے لاد دیے ان کے درمیان میں کپڑے اور رقم بھی رکھی پھر اس کی نکیل اس کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر فرمایا کہ یہ سامان لے جاؤ ابھی یہ سامان ختم نہیں ہونے پائے گا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ اس سے بہتر مال پہنچائے گا۔

ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ نے اس خاتون کو بہت زیادہ مال عطا فرمادیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« شَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرٰى أَبَا هٰذِهِ وَ أَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ...... »

"تو مرجائے اللہ کی قسم! میں نے ایک موقع پر اس کے والد اور بھائی کو دیکھا تھا انھوں نے (کفار کے) قلعے کا کافی وقت تک محاصرہ کیے رکھا حتی کہ انھوں نے اسے فتح کرلیا پھر صبح کو ہم مال غنیمت لے رہے تھے۔" (المغازی: باب غزوة الحديبية، رقم: ٤١٦٠)

حضرت عمر کی شہادت کا واقعہ:

حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینے میں ان کی وفات سے چند دن پہلے دیکھا تھا جب کہ وہ حضرت حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے پوچھ رہے تھے کہ تم نے کیا کیا ہے؟ کہیں تم نے لوگوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر کوئی ٹیکس وغیرہ تو نہیں لگا دیا؟

دونوں نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں ہم نے ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا تو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھنا کہیں طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال دیا ہو؟ انھوں نے پھر بھی یہی کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کو ایسا خوش حال کر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی شخص کی محتاج نہیں رہیں گی لیکن چار دن ہی گزرے تھے کہ انھیں شہید کر دیا گیا (رضی اللہ عنہ)۔

جس صبح کو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تھا اس وقت میرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف حضرت ابن عباس تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے تھے اِسْتَوُوْا کہ برابر اور سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاؤ حتی کہ جب صفوں کے درمیان کوئی خالی جگہ نہ دیکھتے (یعنی صفیں درست ہو جاتیں تو) آپ مصلے پر چلے جاتے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور بعض اوقات آپ رضی اللہ عنہ سورہ یوسف اور سورہ نحل اور اس طرح کی سورتیں پہلی رکعت میں تلاوت فرمایا کرتے تھے حتی کہ لوگ جماعت میں شامل ہو جایا کرتے تھے لیکن (حادثے والے دن) ابھی انھوں نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے ان سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے

« قَتَلَنِيَ الْكَلْبُ » ......یا فرمایا...... « أَكَلَنِيَ الْكَلْبُ »

”مجھے کتے نے قتل کر دیا یا فرمایا کہ مجھے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔“

اب مجرم دو دھارا چھرا لے کر بھاگا وہ دائیں بائیں جس پر گزرتا تھا اسے چھرا مار دیتا حتی کہ اس نے تیرہ شخصوں کو نشانہ بنایا جن میں سے سات شہید ہو گئے تھے جب یہ منظر ایک مسلمان نے دیکھا تو اس نے مجرم پر بھاری کپڑا ڈال دیا جب مجرم کو معلوم ہوا کہ وہ گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے خودکشی کر لی۔

اس صورت حال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑا (جو کہ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے) اور انھیں امام بنا دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے جو لوگ کھڑے تھے وہ تو وہ سارا منظر دیکھ اور سن رہے تھے جو میں دیکھ رہا تھا لیکن مسجد کے اطراف میں جو لوگ کھڑے تھے ان کو اس معاملے کا علم نہیں تھا ان کو جب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہ سنائی دی تو وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے مختصر نماز پڑھائی جب انھوں نے سلام پھیرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ دیکھو میرا قاتل کون ہے؟ (مسلمان ہے یا کافر؟) ابن عباس تھوڑا گھوم پھر کر جائزہ لے کر آئے اور فرمایا کہ آپ کو حضرت مغیرہ کے غلام (ابو لؤلؤ مجوسی) نے قتل کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے

پوچھا کہ جو کاریگر تھا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اس (غلام) کو ہلاک کرے میں نے تو اسے اچھائی کا حکم دیا تھا (آخر اس نے یہ حرکت کیوں کی؟) پھر فرمایا:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ مِیْتَتِیْ بِیَدِ رَجُلٍ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ»

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں بنائی۔''

پھر فرمایا: ابن عباس! آپ اور آپ کے والد محترم کو یہ بات اچھی لگتی تھی کہ کفار (مزدور) زیادہ ہو جائیں۔

(راوی کہتے ہیں کہ) حضرت عباس کے پاس بہت غلام تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم ان غلاموں کو قتل کر ڈالتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو کیونکہ اب تو وہ تمھاری زبان بولنے لگے اور تمھارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمھاری طرح حج کرتے ہیں (اب انھیں کیسے قتل کیا جا سکتا ہے؟)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر پر لایا گیا ہم بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ایسا لگتا تھا کہ لوگوں کو آج سے پہلے کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی تھی (بس آج ہی انھیں مصیبت پہنچی ہے) کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ ٹھیک ہو جائیں گے لیکن کچھ کہہ رہے تھے کہ ان کا بچنا مشکل ہے پھر نبیذ لایا گیا انھوں نے وہ پیا لیکن وہ پیٹ سے نکل گیا پھر دودھ لایا گیا وہ پیا تو وہ بھی پیٹ کے زخم سے نکل گیا تب لوگوں نے جان لیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نہیں بچیں گے پھر ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دوسرے لوگ بھی آ گئے جو عمر رضی اللہ عنہ کی تعریفیں کر رہے تھے اتنے میں ایک نوجوان آیا اور اس نے کہا امیر المومنین آپ اس بات پر خوش ہو جائیں کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ آپ اسلام میں پہلے پہلے داخل ہونے والے (لوگوں میں سے) ہیں پھر آپ جب خلیفہ بنے تو آپ نے انصاف کیا پھر اب شہادت بھی حاصل ہو گئی (آپ تو کئی سعادتوں سے فیض یاب ہوئے ہیں) لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ برابر ہو جائے (یعنی نہ مجھے حساب دینا پڑ جائے اور نہ ہی مجھے بہت بڑا مقام ملے)

جب وہ جوان واپس جانے کے لیے مڑا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کی چادر گھسٹ رہی تھی تو فرمایا کہ اس نوجوان کو میرے پاس لے آؤ (جب وہ آ گیا تو) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! اپنا کپڑا (ٹخنوں سے)

اٹھا کر رکھا کرو اس طرح تمھارا کپڑا بھی صاف رہے گا اور دوسرا رب کا خوف بھی حاصل ہو گا۔

پھر فرمایا عبد اللہ بن عمر! ذرا دیکھو کہ مجھ پر قرض کتنا ہے جب انھوں نے حساب لگایا تو تقریباً چھیاسی ہزار (درہم قرض ان کے ذمے) تھا تو فرمایا کہ میری آل کا مال یہ قرض اتار دے تو ٹھیک ورنہ بنی عدی بن کعب سے کہنا کہ وہ ادا کریں اگر بنی عدی کے مال بھی قرض نہ اتار سکیں تو پھر قریش سے مطالبہ کرنا ان کے علاوہ کسی سے معاونت نہ طلب کرنا اور میرا یہ قرض ادا کر دینا۔

اب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں دیکھو امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المومنین نہیں ہوں پھر ان سے کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ اپنے دو ساتھی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ دفن ہونا چاہ رہے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور سلام کہا اور اندر جانے کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر اندر چلے گئے ابن عمر رضی اللہ عنہما انھیں دیکھا کہ وہ (عمر رضی اللہ عنہ کے غم میں) بیٹھی رو رہی تھیں انھوں نے جا کر عرض کیا کہ آپ کو عمر رضی اللہ عنہ سلام کہہ رہے ہیں اور وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

تو عائشہ نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے ہی منتخب کی ہوئی تھی لیکن آج میں اپنے مقابلے میں عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں جب ابن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آ گئے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ پھر ایک شخص نے عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے ٹیک لگائی عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا سناؤ کیا ہوا؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے امیر المومنین جو آپ چاہتے تھے وہی ہوا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" میرے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز اہم نہیں تھی اب جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے (حجرہ مبارک کے پاس) اٹھا کر لے جانا۔ حضرت عائشہ سے سلام کہنا اور پھر کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت چاہتے ہیں اگر دوبارہ اجازت دے دیں تو مجھے حجرے میں لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے عام قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا اتنے میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور کچھ دوسری خواتین تشریف لے آئیں جب ہم نے انھیں دیکھا تو ہم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ ان کے پاس آئیں اور کچھ دیر ان کے پاس روتی رہیں پھر مردوں نے آنے کی اجازت مانگی تو وہ اندر چلی گئیں لیکن ان کے رونے کی آواز اندر سے سنائی دے رہی تھی۔

لوگوں نے کہا امیر المومنین! اپنا خلیفہ مقرر کر دیجیے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلافت کا زیادہ مستحق میں ان لوگوں سے کسی کو نہیں سمجھتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے راضی تھے

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان چھ کے نام لیے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف۔

ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمھارے پاس (میرا بیٹا) ابن عمر بھی آئے گا (وہ مجلس شوریٰ میں تو ہوں گے) لیکن خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اگر خلافت سعد کو مل جائے تو ٹھیک ہوگا (وہ واقعی خلافت کے مستحق ہیں) ورنہ.......... کیونکہ میں نے انھیں (کوفہ کی گورنری سے) اس لیے معزول نہیں کیا تھا کہ وہ (گورنری چلانے سے) عاجز تھے یا وہ خیانت کار تھے۔ (بلکہ یہ حکومتی مصلحتوں کے تحت کیا تھا)

پھر فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفے کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اولین مہاجرین کے حقوق کا خیال رکھے اور ان کی حرمتوں کی حفاظت کرے اور میں انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنھوں نے پہلے سے ایمان اور مدینے میں گھر بنایا کہ وہ نیکو کار انصار کو قبولیت دے اور غلطی کرنے والوں کو معاف کرے اور میں دوسرے ممالک کے لوگوں کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ ان سے بھلائی کا سلوک کرے کیونکہ وہ دین اسلام کے مددگار ہیں اور مال جمع کرنے والے اور دشمن کے لیے غیظ وغضب کا باعث ہیں اور ان سے ان کے وہ بچے ہوئے مال لے جو وہ اپنی خوشی سے دیں اور اعراب کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے امراء سے مال لیے جائیں اور ان کے فقراء کو دیے جائیں اور میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کی حفاظت کرے (یعنی ذمیوں کو تنگ نہ کرے) بلکہ ان سے کیا گیا عہد پورا کرے اور ان کے تحفظ کے لیے لڑائی کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ انھیں تکلیف نہ دی جائے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ہم ان (کی چارپائی لے کر) باہر نکلے (جب ان کی میت کو حجرہ نبوی کے پاس لایا گیا تو) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کہا اور اجازت طلب کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انھیں حجرے میں داخل کردو چنانچہ انھیں اندر ان کے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کردیا گیا جب ان کی تدفین سے فراغت ہوگئی تو وہ لوگ جمع ہوگئے (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے لیے تھے) حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ اپنا معاملہ تین شخصوں کے حوالے کرو تو حضرت زبیر نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ میں کرتا ہوں طلحہ نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگاتا ہوں اور سعد نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف کے ذمہ لگاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے جو خلافت سے بری ہو جائے......

عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ تم معاملہ میرے سپرد کرو گے تو اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے افضل کو ہی منتخب کروں گا؟ تو انھوں نے کہا ہاں پھر عبدالرحمٰن نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آپ نبی کریم ﷺ کے قریبی ہیں اور پہلے اسلام قبول کیا تھا اللہ آپ پر گواہ ہے اگر میں آپ کو امیر مقرر کر لیتا ہوں تو آپ انصاف کریں گے اگر میں عثمان کو امیر مقرر کر دیتا ہوں تو آپ بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے پھر دوسرے کو بھی اسی طرح کہا جب عبدالرحمٰن نے ان سے پختہ وعدہ لے لیا تو فرمایا اے عثمان اپنا ہاتھ لاؤ پھر انھوں نے عثمان کی بیعت کی پھر علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی پھر اہل مدینہ داخل ہوئے انھوں نے بھی عثمان کی بیعت کی۔ (بخاری، فضائل الصحابة باب قصة البيعة والاتفاق، رقم: ۳۷۰۰)

قرآنی آیت پر عمل کرنے کا عجیب وغریب نمونہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حضرت حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے (اور حضرت عمر کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے) عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادھیڑ عمر تھے لیکن تھے سب قرآن کے حافظ اور قاری۔ عیینہ نے حضرت حر سے کہا کہ کیا آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو؟

انھوں نے کہا ہاں میں آپ کے لیے اجازت لوں گا پھر انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے انصاف سے کرتے ہو۔ (وہ ابھی اتنا کہہ پایا تھا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن حضرت حر بن قیس نے عرض کی امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (نبی کائنات ﷺ) کو حکم فرمایا ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۹۹)

”آپ معاف کر دیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں (کی باتوں) کی پرواہ نہ کیا کریں۔“

امیر المومنین یہ بھی جاہل ہی تو ہے۔

راوی کہتا ہے اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو ان کا غصہ کافور ہو گیا کیونکہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کیا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء، بسنن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۷۲۸٦)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسلام کو عزت ملی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ »

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے سے ہم عزت والے بن گئے۔"

بخاری، کتاب المناقب، باب اسلام عمر رضی اللہ عنہ، رقم ۳۸٦۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے معتمد صحابی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد عبد اللہ جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ان پر ایک یہودی کا تیس وسق (تقریباً ایک سو بیس من) کھجوروں کا قرض تھا۔ حضرت جابر نے یہودی سے مہلت مانگی لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کی کہ اس یہودی کے پاس میری سفارش کر دو۔ نبی مکرم ﷺ یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور یہودی سے فرمایا کہ (باغ میں پھل تھوڑا ہے جو تیرے قرض کو ادا کرنے سے قاصر ہے اس لیے) باغ میں جتنا بھی پھل ہے وہ اپنے قرض کے عوض قبول کر لے لیکن یہودی نے انکار کر دیا تو نبی کریم ﷺ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس میں چہل قدمی کی پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

« جُدَّ لَهُ فَاَوْفِ لَهُ الَّذِیْ لَهُ »

"کہ پھل کاٹنا شروع کر دو اور اس یہودی کا قرض پورا کر دو۔"

آپ ﷺ یہ حکم فرما کر واپس تشریف لائے اور حضرت جابر نے پھل کاٹنا شروع کر دیا۔ (اللہ کے فضل اور نبی ﷺ کی چہل قدمی کی برکت سے اتنا پھل اترا کہ) حضرت جابر نے یہودی کے تیس وسق بھی ادا کیے اور سترہ وسق (تقریباً ستر من) کھجوریں بچ بھی گئیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کو یہ خوشخبری سنانے آئے تو آپ ﷺ کو نماز پڑھتا ہوا پایا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ کو واقعہ بتایا تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا جابر جاؤ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتاؤ۔

جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر واقعہ بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا »

"جب آپ ﷺ باغ میں چل رہے تھے، مجھے تب ہی پتہ چل گیا تھا کہ کھجوروں میں برکت ہوگی۔" بخاری، کتاب فی الاستقراض، باب اذا قاص اَوْ جَازَفَهٗ......، رقم ۲۳۹۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں مرغ نے ٹھونگیں ماریں:

حضرت معدان بن ابی طلحہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا خطبے میں نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماری ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت قریب ہے اور کئی لوگ مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہ ہی محمد ﷺ کی شریعت کو ضائع کرے گا اگر میری وفات جلدی ہوگئی تو پھر خلافت ان لوگوں کے مشورے سے بنائی جائے جن سے اللہ کے نبی ﷺ وفات کے وقت راضی تھے یعنی عثمان علی طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف (آپ نے حضرت سعید کو مجلس شوریٰ میں نہ شامل کیا کیونکہ وہ ان کے بہنوئی تھے)

شیطان بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوف کھاتا تھا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے وہاں قریش کی کئی عورتیں آپ ﷺ کے پاس بلند آواز سے باتیں کر رہی تھیں اور وہ اپنا مطالبہ پیش کر رہی تھیں جب عمر رضی اللہ عنہ پہنچے تو وہ عورتیں کھڑی ہوگئیں اور جلدی جلدی پردے کے پیچھے چلی گئیں تو نبی کریم ﷺ (یہ ماجرا دیکھ کر) ہنس دیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! اللہ آپ کو ہنستا رکھے (آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب آ رہا ہے جو میرے پاس بیٹھی تھیں جب انھوں نے تمھاری آواز سنی تو چھپ گئیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ زیادہ حق تو آپ ﷺ کا ہے کہ یہ عورتیں آپ سے ڈرتیں پھر (عورتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا:

« يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَ لَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ »

''اے اپنی جان کی دشمن (عورتو!) تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟''

عورتیں کہنے لگیں کہ آپ سخت دل اور سخت کلام کرنے والے ہیں اور رسول اللہ ﷺ (ایسے نہیں ہیں) نبی ﷺ نے فرمایا، رہنے دو اے عمر......!

« وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ »

(مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر شیطان آپ کو ایک راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ آپ والے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔'' بخاری، کتاب المناقب، فضائل عمر، رقم: ۳۶۸۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پست آواز سے کلام کرتے تھے:

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ جب بنو تمیم کا ایک قافلہ آیا، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے اقرع بن حابس کا نام پیش کیا تو دوسرے نے کسی دوسرے شخص کا نام (امارت وغیرہ کے لیے) پیش کیا، حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تمہارا مقصد میری مخالفت ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا مقصد آپ کی مخالفت نہیں ہے، اس سلسلے میں دونوں کی آوازیں اللہ کے رسول کے سامنے بلند ہونے لگیں تو اللہ احکم الحاکمین نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﴾
(الحجرات: ۲)

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کیا کرو...... کہیں تمہارے اعمال تباہ نہ ہو جائیں۔''

راوی کہتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنی پست آواز سے بات کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا (کہ عمر! کیا کہہ رہے ہو؟)

بخاری، کتاب التفسیر، باب لا ترفعوا، اصواتکم، رقم ۴۸۴۵۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر نبی ﷺ کو پورا اعتماد تھا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیے نے آ کر ایک بکری پر حملہ کر دیا چرواہا اس کے پیچھے بھاگا حتی کہ اس نے بکری اس سے چھڑا لی بھیڑیا کہنے لگا (آج تو تو نے مجھ سے بکری چھڑا لی ہے) لیکن جس دن بکریوں کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا (اور بکریاں) درندوں کے رحم وکرم پر ہوں گی اس دن ان بکریوں کی نگرانی کون کرے گا؟

لوگوں نے یہ واقعہ سن کر کہا: سبحان اللہ (بھیڑیا کیسے گفتگو کرنے لگا؟) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ تم مانو یا نہ مانو) اس بات پر میرا اور ابوبکر وعمر کا ایمان ہے (راوی کہتا ہے) اس مجلس میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔ بخاری، کتاب المناقب، فضائل عمر، رقم......

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کرتے تھے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پہلی امتوں میں ایسے لوگ گزرے ہیں جن کو الہام ہوتا تھا اگر میری امت میں ایسے لوگ ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ۳۶۸۹)

اپنی بیٹی حفصہ کو نبی ﷺ کے احترام کرنے کا حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر حاوی ہوا کرتے تھے لیکن جب ہم مدینے میں آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں ان پر حاوی تھیں ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا اثر لینا شروع کر دیا ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے مجھے میری بات کا جواب دے ڈالا تو مجھے یہ بات ناگوار گزری میری بیوی نے کہا میں نے آپ کو جواب دے دیا ہے تو آپ اس کو کیوں محسوس کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ کی بیویاں جب آپ ﷺ کو جواب دے لیتی ہیں اور آپ ﷺ کی بعض بیویاں پورا پورا دن آپ ﷺ سے بولنا بھی چھوڑ دیتی ہیں (تو میرا جواب دینا کوئی اس سے بڑا ہے؟)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے اس بات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا میں نے کہا کہ جو آپ ﷺ کی بیوی ایسا کرتی ہے وہ تو برباد ہوگئی (پھر میں اس بات کی تحقیق کرنے کو چلا) چنانچہ میں نے کپڑے پہنے اور میں اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا اور اسے کہا حفصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی ﷺ کو

ناراض بھی کر لیتی ہے؟ حتی کہ رات تک ناراض رہتی ہے؟

حفصہ نے کہا ہاں، میں نے کہا کہ وہ عورت تو برباد ہو گئی جو ایسا کرتی ہے کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں لگتا کہ کہیں اللہ کے رسول کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے؟ حفصہ ایسا نہ کیا کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گی نبی اکرم ﷺ سے تکرار نہ کیا کرو اور نہ ہی آپ کی کسی بات کا جواب دیا کرو اور نہ ہی ان سے ناراضگی کیا کرو اگر کوئی تمہارا مسئلہ ہو تو مجھ سے سوال کرنا (اللہ کے نبی ﷺ کو پریشان نہ کرنا) دیکھو کہیں تمہاری سوکن (عائشہ) کا معاملہ تجھے فریب میں مبتلا نہ کر دے وہ تجھ سے خوبرو اور اللہ کے نبی ﷺ کو زیادہ پیاری ہیں (اس لیے ان کا مقام حاصل کرنے کے لیے آخرت نہ برباد کر لینا)

بخاري، كتاب المظالم، باب الغرفة والعلية، رقم:٢٤٦٨۔

عبداللہ بن ابی منافق کی گردن اڑا دینے کا ارادہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں، کہ ہم ایک جنگ پر گئے ہوئے تھے کہ ایک مہاجر نے انصاری (کی دبر پر) لات ماردی تو انصاری نے انصار کو آواز دی اور مہاجر نے مہاجرین کو بلایا قومیت کی بنیاد پر لڑائی کا ماحول پیدا ہو گیا) یہ معاملہ نبی ﷺ کے علم میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کہاں سے آ گئی، لوگوں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا، یہ حرکت گندی ہے اسے چھوڑ دو۔

جب اس واقعے کا علم عبداللہ بن ابی کو ہوا تو اس نے کہا کیا مہاجرین نے ایسا کرنے کی جرأت کی ہے؟ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینے میں واپس پہنچے ہم (نعوذ باللہ) ان ذلیل لوگوں کو مدینے سے نکال باہر کریں گے، اس بات کا نبی ﷺ کو علم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

«دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ»

"یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے میں اس منافق کی گردن اڑا دیتا ہوں۔"

تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

«دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ»

"اسے چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں، کہ محمد ﷺ تو اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔"

راوی کہتا ہے کہ ابتداء میں تو مہاجرین تھوڑے تھے لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے۔

بخاري، كتاب التفسير، سورة منافقون، رقم:٤٩٠٥

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمال تقویٰ:

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد بزرگوار نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا؟، میں نے کہا نہیں تو انھوں نے فرمایا تھا اے ابو موسیٰ کیا آپ کو یہ اچھا لگتا ہے کہ ہمارا اللہ کے رسول کے ساتھ اسلام قبول کرنا اور ہماری ہجرت اور ہمارا جہاد الغرض آپ کے ساتھ کیے ہوئے اعمال ثابت رہیں اور آپ ﷺ کے بعد جو اعمال ہم نے کیے ان کی وجہ سے ہماری برابر سرابر نجات ہو جائے (یعنی کیے اعمال کی اعلیٰ قسم کی جزا نہ ملے اور غلطیوں کی سزا نہ ملے)

آپ کے والد نے کہا نہیں اللہ کی قسم ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کفار سے جہاد کیا اور نمازیں پڑھیں اور روزے رکھتے رہے اور بے شمار اعمال ہم نے کیے ہیں اس کے علاوہ ہمارے ہاتھوں بہت سے لوگ مسلمان بھی ہوئے ہم ان (اعمال کے ثواب) کی بھی امید رکھتے ہیں

لیکن میرے والد (عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے اعمال پورے اور ثابت رہیں اور آپ ﷺ کے بعد والے اعمال سے برابر سرابر نجات پالیں

ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

«اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَبِيْ»

''اللہ کی قسم آپ کے والد (عمر میرے والد (ابوموسیٰ) سے بہتر تھے۔''

بخاری کتاب المناقب باب هجرة النبی ﷺ......رقم: ۳۹۱۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری صحابی نے جو مدینے کے بالائی علاقے میں رہتا تھا ہم نے باری مقرر کر رکھی تھی کہ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (حصول علم کے لئے) جاتا تھا اور ایک دن میں جایا کرتا تھا وہ مجھے اپنی باری میں پورے دن کی (دینی معلومات) سے آگاہ کیا کرتا تھا تو دوسرے دن میں۔ ایک دن یہ انصاری ساتھی گھر پر آیا تو اس نے میرا دروازہ بہت زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کہ عمر یہاں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر آیا تو اس نے بتایا کہ بہت بڑا معاملہ ہو چکا ہے (یعنی آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے)

میں حضرت حفصہ کے پاس گیا تو انہیں روتا پایا میں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں ہے پھر میں سیدھا نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور بیٹھنے سے پہلے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

تو میں نے کہا «اَللّٰهُ اَكْبَرُ» کہ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے؟

بخاری کتاب العلم باب التناوب فی العلم ......رقم: ۷۹

عمر رضی اللہ عنہ نے امت کو انتشار سے بچا لیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کئی مہاجرین کو قرآن پڑھایا کرتا تھا عبد الرحمٰن بن عوف بھی انہی لوگوں میں شامل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (۲۳ھ میں) آخری حج کیا تھا اس سال میں منیٰ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی منزل میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے جب حضرت عبد الرحمٰن میرے پاس واپس آئے تو مجھے کہنے لگے آپ کو معلوم ہے کہ ایک شخص آج امیر المومنین کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین فلاں شخص کے بارے میں آپ کچھ کہیں گے کہ اس نے کہا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں طلحہ بن عبید اللہ کی بیعت کر لوں گا۔ حضرت ابوبکر کی بیعت اچانک ہوئی تھی اور وہ کامیاب ہو گئی (میں بھی طلحہ کی بیعت اچانک کروں گا تو وہ بھی کامیاب ہو جائے گی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے میں آ گئے اور پھر فرمایا ان شاء اللہ آج میں شام لوگوں کو خطبہ دوں گا (اس میں اس بات کا تذکرہ کروں گا) اور ایسے لوگوں سے انھیں خبردار رہنے کا کہوں گا جو (حکومت کے متوالیان سے) ان کے عہدے چھین لینا چاہتے ہیں لیکن عبد الرحمٰن نے فرمایا، اے امیر المومنین ایسا نہ کریں کیونکہ یہ حج کا موقع ہے اور حج کے موقع پر کم فہم اور گھٹیا قسم کے لوگ بھی آئے ہوئے ہیں۔ جب آپ خطبہ دیں گے تو آپ کے پاس وہی لوگ جمع ہو جائیں گے۔ (اور عقلمند لوگوں کو آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع ہی نہیں ملے گا) اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ جو بات کہیں گے وہ اسے اڑا دیں گے وہ اسے سمجھ نہیں سکیں گے اور اس کا صحیح معنی مفہوم نہیں بتائیں گے اس لیے آپ فی الحال ایسا نہ کریں جب آپ واپس مدینے میں جائیں گے (تو وہاں خطبہ دینا کیونکہ) مدینہ دارالھجرت ہے وہاں سنت نبوی کا راج ہے وہاں آپ کا واسطہ سمجھدار اور معزز لوگوں سے پڑے گا جو بات آپ مدینے میں کہیں گے وہ دلوں میں اتر جائے گی اور آپ کی بات کو اہل علم

لوگ نقل کریں گے اور اس کا صحیح مطلب بیان کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں مدینہ میں جا کر پہلا خطبہ اسی موضوع پر دوں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم حج سے ذوالحج کے آخر میں لوٹ کر مدینہ منورہ پہنچے، جب جمعہ کا دن ہوا تو سورج ڈھلتے ہی میں مسجد میں جلدی جلدی پہنچ گیا وہاں دیکھا کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل (وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکرا رہا تھا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے تشریف لائے میں نے انھیں آتا ہوا دیکھا تو میں نے سعید بن زید سے کہا کہ آج عمر رضی اللہ عنہ وہ بات کہنے والے ہیں جو انھوں نے خلافت کے دور میں کبھی بھی نہیں کہی لیکن سعید بن زید نے میری بات نہ مانی کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ آج وہ کوئی ایسی بات کہیں جو پہلے کبھی نہ کہی ہو۔

خیر عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے جب اذان ہو چکی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا، اے لوگو! آج میں ایک ایسی بات کہنے والا ہوں جو میرے مقدر میں لکھی ہوئی تھی ہوسکتا ہے کہ میری وفات کا وقت آ چکا ہو دیکھو! جو شخص میری بات کو سمجھ لے اور اسے یاد رکھ سکتا ہو تو وہ جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے وہاں تک میری بات پہنچائے اور جس کو خدشہ ہو کہ وہ میری بات نہ سمجھ پائے گا تو اس کے لیے قطعاً حلال نہیں ہے کہ وہ مجھ پر جھوٹی باتیں بناتا پھرے (پھر اپنا خطبہ یوں شروع کیا)

« اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتٰبَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فَقَرَاْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ رَجَمْنَا بَعْدَهٗ »

”بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق (دین دے کر) بھیجا اور ان پر قرآن بھی نازل کیا اور جو آیات آپ ﷺ پر نازل ہوئیں ان میں سے ایک رجم کی آیت بھی تھی ہم نے وہ آیت پڑھی تھی اور اسے یاد بھی کیا اور اُسے اچھی طرح سمجھا بھی تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے (شادی شدہ زانی کو اس آیت کی وجہ سے) رجم کیا تھا پھر آپ ﷺ کے بعد ہم بھی رجم کرتے چلے آئے۔“

لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد کوئی کہنے والا کہے گا:

« مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ »

''رجم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملی (پھر وہ رجم کی آیت کا انکار کریں گے اور) وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کا انکار کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔''

پھر فرمایا:

« اَلرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى »

''رجم (کا حکم) اللہ کی کتاب میں موجود ہے اور جو شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے اور اس پر گواہ موجود ہوں یا حمل ٹھہر جائے یا پھر ملزم خود بدکاری کا اقرار کر لے تو اس پر رجم لازم ہوگا۔''

پھر فرمایا: ''قرآن میں ہم یہ آیت بھی تلاوت کیا کرتے تھے:

﴿ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِ كُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِ كُمْ ﴾

یا یہ الفاظ تھے ﴿ اِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِ كُمْ ﴾

''تم اپنے باپ دادوں کو چھوڑ کر دوسرے باپ دادے نہ بناؤ، کیونکہ اپنے باپ دادوں سے بے رغبتی کفر ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا:

« لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ قُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ »

''تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ آمیزی نہ کرنا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آمیزی کی گئی تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔''

پھر فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کسی نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم! اگر عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا کوئی شخص اس بات سے دھوکہ نہ کھائے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی اس لیے وہ مکمل ہو گئی، ٹھیک ہے حضرت ابوبکر کی بیعت فوری تھی اور وہ کامیاب رہی لیکن اللہ نے فوری بیعت کے نقصان سے تم کو بچا لیا تھا یہ بتاؤ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا شخص تم میں کون ہے؟ (جو ان جیسا متقی عالم مفکر ہو)

سن لو جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کرے گا تو نہ اس کی پیروی کی جائے گی اور نہ ہی اس کی جس کی اس نے بیعت کی ہوگی بلکہ انھیں قتل کردیا جائے گا جب اللہ کے نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت ہم سب سے بہتر انسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے (خلافت کے مستحق وہی تھے) لیکن انصار ہماری مخالفت کرتے ہوئے ثقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ اور حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ہموا لوگوں نے ہماری مخالفت کی لیکن مہاجرین حضرت ابوبکر کے پاس جمع ہو گئے۔

میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں ہمارے انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو ہم ان کے پاس چل پڑے جب ہم ان کے قریب پہنچ گئے تو انصار کے دو صالح انسان (عویمر بن ساعدہ، معن بن عدی) آ کر ملے انھوں نے بتایا کہ انصار لوگ فلاں شخص پر متفق ہو گئے ہیں انھوں نے ہم سے دریافت کیا کہ اے مہاجرین کی جماعت تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں انھوں نے کہا کہ تم ان کے پاس نہ جاؤ تم نے جو کرنا ہے وہ کر ڈالو لیکن میں نے کہا اللہ کی قسم ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے پھر ہم چلے اور ثقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس پہنچے تو ایک شخص کو کپڑا لپیٹے ان کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت سعد بن عبادہ ہیں، میں نے کہا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا، انھیں بخار ہوا ہے۔

ہم تھوڑی دیر بیٹھے اتنے میں ان کا خطیب (ثابت بن قیس یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور) اس نے خطبہ میں اللہ کی تعریف کی پھر کہا ہم اللہ (کے دین اور اس کے رسول) کے مددگار اور اسلام کا لشکر ہیں اے مہاجرین تم چھوٹا سا گروہ ہو جو قریش کی قوم سے نکل کر آیا تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری جڑ کاٹیں اور خلافت کے حقدار بن بیٹھیں۔

جب اس نے اپنی بات ختم کی تو میں نے گفتگو کرنا چاہی کیونکہ میں نے ایک عمدہ تقریر ذہن میں تیار کر رکھی تھی میں نے چاہا کہ حضرت ابوبکر کی گفتگو سے پہلے میں اپنی تقریر کروں اور انصار کی تقریر سے حضرت ابوبکر کو جو غصہ آیا ہوا ہے اسے زائل کردوں جب میں نے گفتگو کرنا چاہی تو ابوبکر نے فرمایا: ٹھہر جاؤ تو میں نے حضرت ابوبکر کو ناراض کرنا اچھا نہ سمجھا چنانچہ انھوں نے گفتگو کی اور وہ مجھ سے زیادہ عقلمند، حوصلہ والے اور باوقار شخص تھے اللہ کی قسم جو میں نے تقریر تیار کر رکھی تھی اس کا ایک لفظ بھی انھوں نے نہ چھوڑا اگر وہ انھوں نے کہہ دیا بلکہ اس سے بھی عمدہ جملے فرمادیے ان کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ انھوں نے انصار سے

کہا کہ جو باتیں تم نے اپنے بارے میں کہی ہیں ان کے تم اہل ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافت صرف قریش کا حق ہے کیونکہ قریش خاندان اور قوم کے اعتبار سے پورے عرب سے افضل ہیں پھر ابوبکر نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے ان دو شخص کو تمہارے لیے منتخب کیا ہے ان میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو، ابوبکر کی صرف یہ بات مجھے ناگوار گزری تھی۔ اللہ کی قسم! اگر بے قصور میری گردن اڑا دی جاتی تو یہ مجھے اس سے اچھا لگتا تھا کہ میں ابوبکر کے ہوتے ہوئے امیر بن جاؤں ہاں یہ اور بات ہے کہ موت کے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے اور مجھے وہ خیال آ جائے جو اب نہیں ہے۔

خیر اس وقت ایک انصاری اٹھا اور اس نے کہا کہ میں اونٹ کی وہ لکڑی ہوں جس سے وہ اپنی کھجلی کی تکلیف رفع کرتا ہے اور وہ باڑ ہوں جو درخت کے گرد لگائی جاتی ہے (یعنی میں قابل اعتبار شخص ہوں میں تمھیں یہ مشورہ دیتا ہوں) کہ ایک خلیفہ انصار سے ہو اور ایک قریش سے (وہ دونوں مل کر خلافت کا نظام چلائیں)

اب بہت شور برپا ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں مجھے اختلاف کا خدشہ پیدا ہو گیا تو میں نے کہا ابوبکر اپنا ہاتھ بڑھائیں انھوں نے ہاتھ کھولا تو میں نے ان کی بیعت کر لی پھر مہاجرین نے بیعت کی ان کے بعد انصار نے بیعت کی اور ہم نے سعد بن عبادہ (جو کہ انصار میں سے خلافت کے امیدوار تھے) ان پر غلبہ حاصل کر لیا (وہ خلیفہ نہ بن سکے اور ہوا وہی جو اللہ کی مرضی تھی اور مہاجرین چاہتے تھے اس صورت حال کے پیش نظر) ایک شخص نے کہا:

«قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ»

''تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر ڈالا۔''

تب میں نے کہا:

«قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنُ عُبَادَةَ»

''سعد بن عباد کو اللہ نے قتل کیا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا اس وقت ہم کو ابوبکر کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوئی کیونکہ ہمیں خوف تھا کہ اگر ہم لوگوں سے الگ رہتے اور ابھی بیعت نہ ہوئی ہوتی اور لوگ کسی شخص کی بیعت کر لیتے یا تو ہم نا چاہتے ہوئے اس کی بیعت کر لیتے یا دوسری صورت میں ہم ان کی مخالفت کرتے

دونوں صورتوں میں فساد برپا ہوتا۔

میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص کی بیعت کرلے گا تو نہ اس کی اتباع کی جائے اور نہ ہی اس کی جس کی اس کی بیعت کی بلکہ دونوں کی جانوں کو ماردیا جائے گا۔

بخاری، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلیٰ، رقم: ٦٨٣٠

فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں:

حضرت ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کا محاصرہ کیا جا چکا تھا تو انھوں نے اوپر سے لوگوں پر جھانکا اور فرمایا کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اور میں اللہ کا واسطہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

«مَنْ حَضَرَ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ»

”جو شخص رومہ نامی کنواں خریدے گا (جو کہ یہودی کی ملکیت تھا) تو اس کے لیے جنت ہوگی۔“ پھر وہ کنواں میں نے خریدا تھا۔

کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

«مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ»

”جو شخص جنگ تبوک کا لشکر (مال دے کر) تیار کرے گا تو اسے جنت ملے گی؟“ پھر وہ لشکر بھی میں نے تیار کیا تھا۔

(راوی کہتا ہے کہ) لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کی تھی۔

(الوصایا۔ باب اذا وقف ارضاً ...... رقم:٢٧٧٨)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن زید کو باندھ دیا کرتے تھے:

حضرت قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوفہ کی مسجد میں میں نے حضرت سعید بن زید سے سنا:

«لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِيَّ عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ»

''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں تھے تب اسلام لانے کی وجہ سے مجھے باندھ دیا کرتے تھے۔''

پھر فرمایا:

« وَ لَو اَنَّ اُحُدًا اِرفَضَّ لِلَّذِیْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ »

''تو حضرت عثمان سے جو تم نے سلوک کیا ہے وہ اتنا بھیانک ہے کہ اگر احد پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا تو ہٹ جاتا۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی:

جب لوگ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ جس وقت کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بنائی انہوں نے کہا کہ تم نے (میرے بارے میں) بہت کچھ کہا حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ »

''جو شخص مسجد بنائے اور اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو تو اللہ اس کے لیے اسی کے مثل جنت میں مکان بنا دیتا ہے۔''

حضرت عثمان پر ایک حاسد کے اعتراضات:

حضرت عثمان بن موھب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مصری شخص حج پر آیا اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ قریشی لوگ ہیں اس نے پوچھا کہ ان کا سربراہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ان کے سربراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اس شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں آپ سے کوئی بات پوچھنا چاہتا ہوں آپ اس کا جواب دیں آپ یہ بتائیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت عثمان بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں صحیح بات ہے اس نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔

اس نے پھر پوچھا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) بیعت رضوان میں بھی شامل نہیں تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔

اس شخص نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا (یعنی وہ خوش تھا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے نقائص کی تصدیق حضرت ابن عمر جیسے جلیل القدر صحابی سے کرالی ہے) لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا کہ ذرا ادھر آؤ میں آپ کو ان چیزوں کی اصل حقیقت بتاتا ہوں۔

پھر انھوں نے فرمایا جہاں تک جنگ احد سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بھاگنے کا معاملہ ہے تو تو گواہ ہو جا کہ اللہ نے وہ قصور ان کو معاف فرما دیا تھا۔ اور جنگ بدر سے اس لیے پیچھے رہ گئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں وہ بیمار تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا تھا کہ تم گھر پر ان کی دیکھ بھال کرو آپ کو بدر کے مجاہدین کے برابر ثواب ملے گا اور مال غنیمت میں سے بھی آپ کو حصہ ملے گا (اس لیے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں پیچھے رہ گئے تھے)

باقی رہا بیعت رضوان میں ان کا پیچھے رہ جانا تو اس کا یہ جواب ہے کہ اگر مکہ کے علاقے میں جانے کے لیے حضرت عثمان سے زیادہ معزز و موزوں شخص کوئی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بجائے اس کو (مکہ والوں سے گفتگو کرنے کے لیے) بھیج دیتے (لیکن حضرت عثمان سے زیادہ موزوں شخص کوئی نہیں تھا اس لیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بھیجا تھا اور بیعت رضوان تو حضرت عثمان کے مکہ چلے جانے کے بعد ہوئی تھی (اس کے باوجود جب صحابہ بیعت کر چکے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک اٹھایا اور فرمایا دیکھو یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں ہاتھ اپنے بائیں پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ (یعنی حضرت عثمان اگرچہ بیعت میں شریک نہیں تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دے کر اپنے بائیں پر رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت لی) پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا کہ اپنے اعتراضات کے ساتھ یہ جوابات بھی لے جاؤ۔

بخاری، کتاب المناقب فضائل عثمان، رقم: ۳۶۹۹

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کو بد دعا دی:

حضرت سعد بن عبیدہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور حضرت عثمان کے بارے میں دریافت کیا (کہ وہ کیسے انسان تھے؟) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے اچھے کردار اور خوبیوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ شاید یہ باتیں تجھے ناگوار ہوں گی؟ اس نے کہا ہاں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«اَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ»

''اللہ تجھے ذلیل کرے چلا جا میرے خلاف تو جو کچھ کر سکتا ہے جا کر لے۔''

بخاری، کتاب المناقب، فضائل علی رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۰٤

فضائل علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا:

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خیبر کی جنگ کے موقع پر آنکھوں میں تکلیف تھی اور جنگ فتح نہیں ہو رہی تھی تو ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص دونگا جس کے ہاتھوں پر اللہ خیبر کو فتح کر دے گا (ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا) اب لوگ رات کو اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے کہ دیکھو کل کس کو جھنڈا ملتا ہے صبح کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے ہر ایک کو امید تھی کہ جھنڈا اسے ملے گا (کیونکہ وہ سب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ان کی تو آنکھیں خراب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں بلا کر لاؤ جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور ان کے لیے دعا بھی کی تو وہ بالکل تندرست ہو گئے ایسا لگتا تھا کہ ان کو کوئی تکلیف ہی نہیں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا انھیں پکڑا دیا، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا رسول اللہ! کیا ان سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان نہ) ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چلتے جاؤ حتی کہ ان کے علاقے میں پہنچ جاؤ پھر انھیں اسلام کی دعوت دو اور ان پر اللہ کے جو حقوق ہیں ان کے متعلق انھیں آگاہ کرو اللہ کی قسم! اگر آپ کے ذریعے ایک شخص کو بھی اللہ ہدایت کردے تو یہ آپ کے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے کہیں بہتر ہوگا (ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ نے ان کے ہاتھوں پر خیبر کو فتح کرا دیا)

بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل علی،......رقم: ۳۷۰۱-۳۷۰۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کا نام دیا گیا:

حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد کے پاس آیا اور کہا کہ مدینہ کا امیر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر کے پاس (غلط نام سے) ذکر کرتا ہے حضرت سہل نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ وہ حضرت علی کو ابوتراب (مٹی والا) کا نام دیتا ہے تو حضرت سہل یہ سن کر ہنس دیے اور فرمایا اللہ کی قسم! ان کا یہ نام تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا اور حضرت علی کو بھی یہ نام بہت ہی پسند تھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت سہل سے اس نام کا پس منظر پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے پاس گئے پھر وہ (ناراض ہو کر گھر سے) نکلے اور جا کر مسجد میں لیٹ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ فاطمہ! تمھارے چچا کے بیٹے (علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ انھوں نے فرمایا وہ مسجد میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کی کمر سے چادر ہٹ چکی تھی اور کمر پر مٹی لگی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمر سے مٹی بھی جھاڑتے جا رہے تھے اور دوبار فرمایا:

« اِجلِسُ یَا اَبَا تُرَابِ »

"اے ابوتراب (مٹی والے) اٹھ بیٹھو۔"

بخاری ، کتاب المناقب فضائل علی رضی اللہ عنہ رقم:۳۷۰۳

فضائل زبیر رضی اللہ عنہ

جنگ جمل میں زبیر کی اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت:

حضرت عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن ہم کھڑے تھے اور سیدنا زبیر نے مجھے بلایا اور میں ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا تو مجھ سے کہنے لگے، بیٹا آج ظالم اور مظلوم دونوں طرح کے لوگ قتل ہوں گے لیکن میں مظلوم قتل ہوں گا اور میرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مجھ پر قرض ہے اور ہمارا قرض ہمارے تمام مال کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اے بیٹے ہمارا مال بیچ کر ہمارا قرض ادا کر دینا۔

اور انھوں نے ثلث مال کی وصیت فرمائی اور ثلث کے ثلث کی وصیت حضرت عبد اللہ بن زبیر کے بیٹوں کے لیے کی تھی۔

تیسرے حصے کی تین تہائیاں کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا اگر ہمارے قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارا کچھ مال بچ رہے تو اس کا تیسرا حصہ تمہاری اولاد کے لیے ہوگا۔

ہشام کہتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر کے بیٹے حضرت زبیر کے بیٹوں کے برابر تھے یعنی

خبیب عباد۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے اس دن نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔

پھر حضرت زبیر نے مجھے وصیت کے متعلق یوں وصیت کی اے بیٹے اگر تو قرض ادا کرنے سے عاجز آجائے تو میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ مولی سے ان کی مراد کیا ہے؟ میں پوچھا ابا جان آپ کا مولی کون ہے؟ انھوں نے فرمایا میرا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ کی قسم مجھے ان کے قرض ادا کرنے میں کسی قسم کی پریشانی ہوتی تو میں کہتا:

« يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اِقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ »

''اے زبیر کے مولیٰ ان کا قرض ادا فرما دے پھر اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کی صورت نکال دیتا تھا''

حضرت زبیر شہید ہو گئے اور آپ نے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ ہی کوئی درہم ہاں ان کی دو زمینیں تھیں ایک غابہ مقام کی زمین دوسری مدینہ میں موجود گیارہ گھر اور بصرے میں دو اور کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں تھا۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر جو قرض تھا اس کی صورت یہ تھی کہ کوئی شخص ان کے پاس مال امانت کے طور پر رکھتا تھا، زبیر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ امانت نہیں بلکہ قرض کے طور پر دے جاؤ کیونکہ مجھے اس کے خرچ ہونے کا اندیشہ ہے۔ ورنہ وہ کسی وقت میں کسی حکومتی عہدے پر یا جزیہ ٹیکس کی وصولی پر متعین نہیں رہے تھے۔ ہاں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے (دور خلافت میں) جہاد پر جایا کرتے تھے (وہاں سے انھیں مال غنیمت سے مال ملا کرتا تھا۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان پر کل قرض بائیس لاکھ تھا۔

حضرت حکیم بن حزام، عبد اللہ بن زبیر کو ملے اور پوچھا بھتیجے میرے بھائی (زبیر) پر کتنا قرض تھا؟ تو انھوں نے اسے چھپایا اور کہا ایک لاکھ، حکیم بن حزام نے فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا مال اس قرض کو ادا کر سکے گا۔

حضرت عبد اللہ نے فرمایا، اگر وہ قرض بائیس لاکھ ہو تو (پھر کیا ہو گا؟) انھوں نے فرمایا میں تو یہ کہوں گا کہ تم یہ قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاں اگر عاجز آجاؤ تو پھر مجھ سے تعاون لے لینا۔

حضرت زبیر نے غابہ والی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی، حضرت عبداللہ بن زبیر نے وہ سولہ لاکھ کی بیچی۔ پھر فرمایا بھائی! جس نے حضرت زبیر سے اپنا حق لینا ہو تو وہ غابہ میں ہمارے پاس آجائے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت زبیر سے چار لاکھ لینے تھے انھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے فرمایا کہ اگر تم کہو تو میں یہ قرض چھوڑ دیتا ہوں لیکن عبداللہ بن زبیر نے فرمایا نہیں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ قرض کچھ دیر سے ادا کر دینا لیکن عبداللہ بن زبیر نے کہا ایسا بھی نہیں ہوگا تو حضرت عبداللہ بن جعفر نے کہا تو پھر زمین کا ٹکڑا مجھے دے دو تو حضرت ابن زبیر نے فرمایا یہاں سے وہاں تک کی زمین تمہاری ہے۔

حضرت زبیر نے غابہ کی زمین بیچ کر حضرت زبیر کا قرض ادا کر دیا لیکن ابھی اس زمین کے ساڑھے چار حصے باقی تھے پھر حضرت ابن زبیر حضرت معاویہ کے پاس گئے ان کے پاس حضرت عمرو بن عثمان اور منذر بن زبیر اور ابن زمعہ موجود تھے، حضرت معاویہ نے پوچھا کہ غابہ کی زمین کی کتنی قیمت لگائی گئی؟ فرمایا ہر حصہ ایک لاکھ کا فروخت ہوا، حضرت معاویہ نے پوچھا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ انھوں نے فرمایا، ابھی ساڑھے چار حصے باقی ہیں۔ منذر بن زبیر نے کہا ایک لاکھ کا حصہ میں لیتا ہوں۔

عمرو بن عثمان نے کہا ایک لاکھ کا حصہ میں نے لیا اور ابن زمعہ نے کہا کہ ایک لاکھ کا حصہ مجھے دے دو، حضرت معاویہ نے پوچھا باقی کتنے حصے بچ گئے؟ تو ابن زبیر نے فرمایا، ڈیڑھ حصہ باقی ہے تو انھوں نے فرمایا کہ ڈیڑھ لاکھ کا حصہ مجھے دے دو۔ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ چھ لاکھ میں بیچا تھا۔ جب حضرت ابن زبیر قرض ادا کر چکے تو حضرت زبیر کے بیٹوں نے کہا ہماری میراث ہم میں تقسیم کر دو لیکن حضرت ابن زبیر نے فرمایا: اللہ کی قسم جب تک میں چار برس تک حج کے موقع پر یہ اعلان نہیں کر لیتا کہ جس نے حضرت زبیر سے قرض لینا ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرض ادا کریں گے۔

پھر حضرت ابن زبیر ہر برس حج کے موقع پر اعلان کیا کرتے تھے چار برس بعد میراث تقسیم کر دی ،حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ آئے تھے اور کل مال باون لاکھ ہوا تھا۔(فرض الخمس باب بركة الغازي في ماله...... رقم:۳۱۲۹)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حواری تھے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوہ احزاب میں فرمایا میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بولے کہ میں (لاؤں گا) اس کے بعد آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا کہ میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا وہ پھر بولے کہ میں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًا وَ اِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ »

''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

(فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب الزبیر...... رقم: ۳۷۱۹)

صحابہ کرام نبی ﷺ کا استعمال شدہ نیزہ تبرکاً ابن زبیر سے لیتے رہے:

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص سے میرا مقابلہ ہوا اور وہ ہتھیاروں سے اس طرح لیس تھا کہ اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں اور اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی۔ اس نے کہا کہ میں ابوذات الکرش ہوں،

« فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِيْ عَيْنِهِ فَمَاتَ »

''میں نے اس پر اپنے نیزے سے حملہ کیا، اس کی آنکھ پر (نیزہ) مارا تو وہ مر گیا۔''

(سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب وہ مر گیا تو میں نے اپنا پاؤں اس کی لاش پر رکھا اور دونوں ہاتھ لمبے کر کے بہت مشکل سے نیزہ نکالا، اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہو گئے تھے، یہ نیزہ رسول اللہ نے مجھ سے مانگا تو میں نے آپ ﷺ کو دے دیا پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں نے اپنا نیزہ لے لیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہیں دے دیا۔ پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مانگا میں نے دے دیا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو میں نے لے لیا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مانگا تو میں نے انہیں دے دیا۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (اور ان) کی اولاد کے پاس رہا۔ آخر میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگ لیا اور وہ ان کے پاس رہا حتیٰ کہ وہ شہید ہوگئے۔

(المغازی۔ باب شہود الملائکۃ بدراً کا ذیلی باب...... رقم: ۳۹۹۸)

اسماء کو نبی ﷺ نے سواری پر بٹھانا چاہا لیکن وہ شرمانے لگیں:

سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ جب مجھ سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تو ان کے پاس کچھ مال نہ تھا نہ زمین تھی نہ لونڈی غلام تھے اور سوائے پانی لانے والے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کے کچھ نہ تھا۔ میں ان کے گھوڑے کو چراتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور ان کا ڈول سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں روٹی پکانا نہ جانتی تھی اور میری روٹی انصاری پڑوسنیں پکا دیتی تھیں، وہ بڑی نیک بخت عورتیں تھیں اور میں زبیر کی اس زمین سے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی اس سے اپنے سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی اور وہ جگہ مجھ سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں اپنے سر پر گٹھلیاں رکھے آرہی تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے۔ آپ کے ساتھ چند اصحاب بھی تھے، آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کے واسطے اونٹ کو اُخ اُخ کہا لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیرؓ کی غیرت بھی مجھے یاد آئی کہ وہ بڑے غیرت مند ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پہچان گئے کہ مجھے شرم آرہی ہے اس لیے آپ ﷺ چل دیئے میں نے زبیر سے آکر کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے تھے میرے سر پر گٹھلیوں کا بوجھ تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ تھے، آپ ﷺ نے مجھے بٹھانے کے لیے اونٹ کو بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کو میں جانتی ہوں۔ حضرت زبیر نے فرمایا:

«وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهٗ»

''واللہ! مجھے تیرے سر پر گٹھلیاں لانا آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہو جانے سے زیادہ ناگوار تھا۔''

پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے لئے ایک خادم بھیج دیا، وہ گھوڑے کی نگہبانی کرنے لگا گویا کہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔ (النکاح: باب الغیرۃ، رقم: ٥٢٢٤)

فضائل بلال رضی اللہ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو بدر میں قتل کیا:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے امیہ بن خلف سے ایک تحریری معاہدہ کیا کہ مکہ میں جو میرا مال اولاد وغیرہ ہیں وہ ان کی حفاظت کرے گا اور مدینہ میں جو اس کا مال و متاع ہے میں

اس کی حفاظت کروں گا جب میں نے اس میں رحمٰن کا ذکر کیا یعنی عبد الرحمٰن کا لفظ لکھا تو اس نے کہا میں رحمان نہیں جانتا (کہ وہ کیا ہے) اس لیے تم اپنے زمانہ جاہلیت والے نام سے معاہدہ کرو چنانچہ میں نے عبد عمرو کے نام سے معاہدہ کر لیا۔

جب جنگ خیبر کا معرکہ ہوا میں پہاڑ کی طرف نکل گیا تا کہ میں (اپنے معاہدہ کے مطابق) اس کی حفاظت کروں اس وقت لوگ سو چکے تھے لیکن حضرت بلال نے امیہ کو دیکھ لیا وہ انصار کی مجلس میں چلے گئے اور کہنے لگے وہ امیہ ہے:

« لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا اُمَيَّةُ »

''کہ اگر امیہ بچ نکلا تو میں نے نجات نہ پائی۔'' (یعنی اس کا بچ کر نکل جانا میرے لیے موت کے برابر ہے) پھر انصار میں سے کچھ افراد ہمارے پیچھے آ گئے جب مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ وہ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے تو میں نے ان کے آگے امیہ کے بیٹے (علی) کو بھیج دیا تا کہ وہ انھیں مصروف کر لے (اور ہم جائے پناہ کی طرف نکل جائیں)

لیکن انھوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا پھر وہ ہمارا پیچھا کرتے ہوئے پہنچ گئے اور امیہ ایک بھاری بھرکم شخص تھا جب انھوں نے ہمیں پا لیا (یعنی امیہ کو مارنے لگے) تو میں نے امیہ کو کہا کہ تو بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا تو میں نے اس پر اپنا جسم ڈال کر اس کو چھپانے کی کوشش کی لیکن انھوں نے میرے نیچے سے اسے تلواریں مار مار کر قتل کر ڈالا اس دوران ان میں سے کسی ایک کی تلوار کا زخم مجھے بھی لگ گیا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ہمیں وہ زخم دکھایا کرتے تھے، جو ان کے پاؤں پر لگا تھا۔

(الوكالة۔ باب اذا وكل المسلم حربيا...... رقم: ۲۳۰۱)

فضائل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

تکبیر تحریمہ کے بعد کی مسنون دعا کے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سوال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قرأت کے درمیان میں کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تکبیر اور قرأت کے

درمیان خاموشی کے دوران آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں:

« اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ......الخ »

''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسا فاصلہ کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کر دیا ہے، اے اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال۔''

(الاذان۔ باب ما يقول بعد التكبير...... رقم: ٧٤٤)

دینی تعلیم کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حرص:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور اگر کتاب اللہ میں (یہ) دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر تلاوت کرنے لگے:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ ...... اِلٰى قَوْلِه...... الرَّحِيْمُ ۝﴾ (البقرة: ١٥٩۔١٦٠)

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں۔ اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے (فائدہ) کے لیے کتاب میں بیان کر دیا ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں......رحم و کرم کرنے والا ہوں''

بے شک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کا شغل رہتا تھا اور انصاری بھائی اپنے مال کے کام میں مشغول رہتے تھے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھانا مل جانے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا اور میں ایسے اوقات میں حاضر رہتا تھا کہ دوسرے لوگ حاضر نہ ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا جو دوسرے لوگ نہیں یاد کرتے تھے۔ (العلم۔ باب حفظ العلم...... رقم: ١١٨)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت ساری حدیثیں سنتا ہوں مگر انہیں بھول جاتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ چنانچہ میں نے چادر پھیلائی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بنایا (اور ایک فرضی لپ اس چادر میں ڈال دی) پھر فرمایا (اس چادر کو) اپنے اوپر لپیٹ لو۔ چنانچہ میں نے لپیٹ لی« فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا

بَعْدَهٗ» پھر اس کے بعد میں (آپ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی بات) نہیں بھولا۔

(حوالہ مذکور...... رقم: ۱۱۹)

نبی ﷺ کی سفارش کا مستحق شخص:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ!

«مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ»

قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ کی شفاعت کی سعادت حاصل کرنے والا کون ہو گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک مجھے یقین تھا کہ اے ابو ہریرہ! تم سے پہلے کوئی شخص یہ بات مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ اس وجہ سے کہ میں تمہاری حدیث (کے دریافت کرنے) کی حرص جانتا ہوں۔ (تو سن لو!) سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہو گا

«مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ»

''جو اپنے خالص دل سے یا اپنے خالص جی سے لا الہ الا اللہ کہہ دے۔''

(العلم۔ باب الحرص علی الحدیث...... رقم:۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے غلام کو آزاد کر دیا:

حضرت قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کی نیت سے آ رہے تھے اور ان کا غلام ان کے ساتھ تھا دونوں ایک دوسرے سے گم ہو گئے، جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا غلام بھی آن پہنچا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارا غلام آن پہنچا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّهٗ حُرٌّ»

''میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب (مدینے میں پہنچے) تو کہہ رہے:

«يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَ عَنَائِهَا عَلٰی اَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ»

''اے رات تو اگرچہ لمبی اور مشکل رات ہے، لیکن اس نے دار الکفر سے نجات دی ہے۔''

(العتق۔ باب اذا قال لعبدہ...... رقم ۲۵۳۰)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک کے باعث بے ہوش ہو گئے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے سخت بھوک لگی تو میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ قرآن کی فلاں آیت مجھ کو پڑھ کر سناؤ۔ اور وہ آیت مجھ کو پڑھ کر سنائی، سمجھائی اور وہ اپنے گھر کو چل دیئے۔ میں وہاں سے (واپس) چلا۔ تھوڑی دور نہیں گیا تھا کہ بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا۔ جب ہوش آیا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے کہا: « لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! وَ سَعْدَيْكَ » پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا پھر میری حالت کو پہچان گئے اور مجھے اپنے گھر پر لے گئے اور ایک دودھ کا پیالہ میرے لئے لانے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس میں سے پیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! اور پیو۔ میں نے پھر پیا فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا حتیٰ کہ میرا مکمل پیٹ بھر گیا پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اپنی بھوک اور ان کے پاس قرآنی آیت پوچھنے کے لیے آنے کا بیان کیا اور میں نے کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے (میری بھوک دور کرنے کے لئے) ایک ایسے شخص کو چنا جو تم سے زیادہ اس بات کے لائق تھا، اللہ کی قسم! جو آیت میں نے تم سے پڑھوانا چاہی تھی، وہ آیت مجھے تم سے زیادہ یاد تھی سیدنا عمر نے یہ سن کر فرمایا (اے ابوہریرہ!) اللہ کی قسم! اگر میں اس وقت تمہیں اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتا تو مجھے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

(الاطعمة۔ باب قول الله ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ ......﴾ رقم: ۵۳۷۵)

فضائل حسن رضی اللہ عنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت فرماتے تھے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت گھر سے نکلے (میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ہم خاموش خاموش چلے جا رہے تھے) نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے باتیں کر رہے تھے اور نہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے۔ پھر (جب واپس آئے تو) آپ سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے صحن میں تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ بچہ کہاں ہے؟

مگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن کو تھوڑی دیر روکے رکھا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ انہیں کچھ پہنا رہی ہیں یا غسل کروارہی ہیں۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگا لیا اور بوسہ دیا اور دعا فرمائی:

« اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهٗ وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ »

''اے اللہ! تو اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس بھی محبت فرما۔''

(البیوع۔ باب ماذکر فی الاسواق...... رقم: ۲۱۲۲)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سردار ہیں:

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی ان کی طرف اور فرمارہے تھے:

« اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ »

''یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔'' (المناقب باب علامات النبوۃ...... رقم ۳۶۲۹)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دو جماعتوں کے درمیان صلح کیسے کرائی؟

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت حسن بن علی، حضرت معاویہ کے مقابلے میں پہاڑوں جیسا لشکر لے کر آئے تھے۔

حضرت عمرو بن عاص (جو کہ حضرت معاویہ کے مشیر خاص تھے انھوں) نے کہا میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے بالمقابل کو قتل کیے بغیر ٹلنے والا نہیں ہے، حضرت معاویہ جو کہ حضرت عمرو سے بہتر تھے انھوں نے فرمایا، اے عمر اگر ایک لشکر دوسرے لشکر کو قتل کر ڈالتا ہے تو لوگوں کے معاملات اور ان عورتوں اور اولادوں کے معاملات کا ذمہ دار کون ہوگا؟

اس لیے حضرت معاویہ نے قریش کے قبیلہ بنو عبد شمس کے دو شخصوں، عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف یہ کہہ کر بھیجا کہ تم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے بات

چیت کرو اور صلح کی پیش کش کرو۔

وہ دونوں گئے اور حضرت حسن سے گفتگو کی اور صلح کی پیش کش سامنے رکھی لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا، ہم بنو عبد المطلب ہیں اور ہم نے (خلافت کے ذریعے) یہ مال حاصل کیا (اور اسے خرچ کرتے ہیں) لیکن یہ گروہ خون خرابہ کرنے والے ہیں (یعنی روپیہ دیے بغیر ماننے والے نہیں ہیں)

ان دونوں نے کہا کہ آپ کی مطلوبہ رقم حضرت معاویہ آپ کو دے دیں گے اور وہ صلح کی پیش کش کر رہے ہیں۔

حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ دونوں نے کہا کہ ہم ذمہ دار ہیں، جس چیز کا مطالبہ بھی حضرت حسن نے کیا تو ان دونوں نے کہا کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں، چنانچہ حضرت حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی (یعنی خلافت حضرت معاویہ کو دے کر فتنے کو ختم کر دیا)

(الصلح۔ باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی...... رقم: ۲۷۰۴)

فضائل عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نقیب تھے:

حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں ان نقیبوں میں سے ہوں، جنھوں نے رسول معظم ﷺ سے بیعت کی تھی ہم نے آپ ﷺ سے ان باتوں پر بیعت کی تھی کہ:

« اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَ لَا نَزْنِيَ وَ لَا نَسْرِقَ وَ لَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا نَنْتَهِبَ وَ لَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ »

''ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور زنا، چوری نہ کریں اور جس نفس کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق نہ قتل کریں اور نہ ڈاکہ زنی کریں اور نافرمانی نہ کریں۔ (ہم نے ان شرائط پر بیعت اس لیے کی کہ ہمیں) جنت ملے گی۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کسی چیز کو ہم کر بیٹھے تو اس کا معاملہ اللہ پر ہوگا۔''

(مناقب الانصار، باب وفود الانصار...... رقم ۳۸۹۳)

فضائل مقداد رضی اللہ عنہ

حضرت مقداد کے جرأت مندانہ کلمات:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (جنگ بدر کے موقع پر) حضرت مقداد نے ایک ایسی بات کہی تھی کہ اگر وہ بات کہنے والا میں ہوتا تو یہ میرے لیے تمام دنیا کائنات سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(واقعہ اس طرح ہوا کہ) نبی کریم ﷺ (بدر میں) مشرکین کے لیے بددعا فرما رہے تھے حضرت مقداد نے فرمایا، ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں کہیں گے کہ انھوں نے کہا تھا:

﴿ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ﴾

''اے موسیٰ تو اور تیرا رب دونوں جا کر (اس بستی والوں سے) جنگ کر لو ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔'' (المائدة:٢٤)

بلکہ ہم تو آپ ﷺ کے دائیں بائیں آگے پیچھے لڑیں گے جب حضرت مقداد نے یہ بات کی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

(المغازی، باب قول الله تعالیٰ ﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ...... ﴾، رقم:٣٩٥٢)

فضائل حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت حذیفہ اور ان کے والد کی شہادت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ احد کے دن مشرکین کو شکست ہوئی تو ابلیس نے آواز دی اے اللہ کے بندو پیچھے (تعاقب کرنے والے کفار سے) بچو (حالانکہ پیچھے مسلمان تھے) اب ہوا یہ کہ مسلمان پیچھے کو مڑے اور حملہ کر دیا حضرت حذیفہ نے دیکھا کہ ان میں ان کے والد بھی تھے تو انھوں نے فرمایا: «يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَبِيْ اَبِيْ» اے اللہ کے بندو! یہ میرے باپ (یمان) ہیں (انھیں قتل نہ کر دینا) لیکن مسلمانوں نے اسے (کافر سمجھ کر) قتل کر ڈالا۔ حذیفہ نے فرمایا: «يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ»

''اللہ تمھیں بخش دے۔'' (تم نے میرے والد کو قتل کر دیا)

حضرت عروہ فرماتے ہیں:

«فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ »

''اللہ کی قسم! حضرت حذیفہ میں پوری زندگی حتی کہ موت تک ان میں بھلائی قائم رہی۔''

(المناقب: بَاب ذكر حذيفة بن اليمان......رقم: ٣٨٢٤)

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سونے کا برتن اٹھا کر پھینک دیا:

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔انھوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے پانی پیش کیا جب حذیفہ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا تو اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے کئی بار تمھیں اس سے منع کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ گویا انھوں نے فرمایا کہ میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

« لَا تَلْبَسُوْا الْحَرِيْرَ وَ لَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ هِيَ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ »

''تم کسی قسم کا ریشم نہ پہنو اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں کھایا پیا کرو کیونکہ یہ (مذکورہ چیزیں) کفار کے لیے دنیا میں اور تمہارے لیے جنت میں ہوں گی۔''

(الأطعمة، باب الاكل فى اناء مفضض، رقم: ٥٤٢٦)

فضائل ابن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا علم برتر تھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی مجلس مشاورت میں بدر میں شریک عمر رسیدہ صحابہ کرام کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس نوجوان کو بزرگوں کے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں (اس میں ان بزرگوں کی توہین ہے) آخر اس کی عمر کے ہمارے بھی تو بچے ہیں (ان کو کیوں نہیں بٹھایا جاتا؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ابن عباس کی علمی صلاحیت اچھی طرح واقف ہو پھر اعتراض کیوں؟

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور بزرگ صحابہ کو بھی بلا لیا میں سمجھ گیا کہ آج مجھے بلانے کا مقصد میری (علمی صلاحیت) دکھانا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے پوچھا کہ:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝﴾ (النصر: ۱-۳)

''جب اللہ کی نصرت اور فتح (مکہ کا واقعہ رونما) ہو جائے اور آپ ﷺ لوگوں کو گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوتا دیکھو تو اللہ کی حمد کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس سورت کے شان نزول کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ بعض صحابہ نے کہا کہ ہمیں اللہ کی حمد اور استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ نصرت اور فتح مل جائے۔

بعض نے کہا کہ اس کا شان نزول ہمیں معلوم ہی نہیں ہے اور بعض تو بولے بھی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے فرمایا اچھا تم کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا: ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ...... ﴾ یہ اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کی وفات کی علامت تھی اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے یہ آپ ﷺ کی وفات کی علامت تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی نظریہ اور خیال ہے جو تمہارا ہے۔ (المغازی، باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح کا ذیل باب رقم ٤٢٩٤)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے معانقہ کیا؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (ایک مرتبہ) اپنے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی:

« اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ »

''اے اللہ! اس کو (اپنی) کتاب کا علم عنایت فرما۔''

(اس دعا کی برکت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے عظیم مفسر بنے۔)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شوق طلب علمی:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہا اور وہ میری خالہ ہیں میں بستر کی چوڑائی میں لیٹ گیا رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا اس کے طول میں لیٹ گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ سوئے رہے تقریباً جب آدھی رات کو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور نیند (کے آثار) کو مٹانے کے لیے اپنے چہرہ مبارک کو اپنے ہاتھ سے ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور آل عمران کی آخری دس آیات آپ ﷺ نے تلاوت فرمائیں پھر اس کے بعد ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف (جاکر) آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس سے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر میں بھی اٹھا اور جس طرح نبی کریم ﷺ نے کیا تھا میں نے (بھی ویسا ہی) کیا اور آپ ﷺ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر اسے مروڑا اور مجھے داہنی جانب کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں نماز پڑھی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا۔ پھر لیٹے رہے یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور دو رکعت ہلکی (سنت فجر) پڑھیں پھر آپ ﷺ (مسجد) تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

(الوضوء، باب قراءۃ القرآن بعد الحدیث وغیرہ: ۱۸۳)

فضائل خباب رضی اللہ عنہ

حضرت خباب نے سونے کی انگوٹھی اتار دی:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت خباب تشریف لائے فرمانے لگے اے ابو عبدالرحمٰن (ابن مسعود!) کیا یہ جوان آپ کی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں ان میں سے کسی کو پڑھنے کا کہتا ہوں خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں کہو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے پڑھنے کو کہا تو زیاد بن حدیر کے بھائی زید نے کہا کہ کیا آپ علقمہ

کو قرآن پڑھنے کا کہہ رہے ہیں حالانکہ وہ ہم سے بڑھ کر قرآن نہیں پڑھ سکتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان بیان کردوں جو آپ ﷺ نے علقمہ اور تمہاری قوم کے متعلق فرمایا تھا (یعنی نبی ﷺ نے علقمہ کی قوم کی فضیلت بیان کی تھی) میں نے سورہ مریم کی پچاس آیات تلاوت کر دیں تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، سناؤ! کیسا پڑھا ہے؟ انھوں نے فرمایا، اچھا پڑھا ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جو میں پڑھتا ہوں وہ علقمہ بھی پڑھ سکتا ہے پھر وہ حضرت خباب کی طرف متوجہ ہوئے انھوں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو فرمایا:

« اَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ اَنْ يُّلْقٰى »

''کہ کیا اس انگوٹھی کے اتار دینے کا وقت نہیں آیا؟''

تو حضرت خباب نے فرمایا:

« اَمَا اِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ »

''کہ آج کے بعد مجھے یہ انگوٹھی پہنے نہیں دیکھو گے۔''

پھر انھوں نے انگوٹھی اتار پھینکی۔

فضائل جابر رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو نبی ﷺ تشریف لے گئے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بنو سلمہ میں بیمار تھا نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں پیدل چل کر میری عیادت کرنے کو تشریف لائے اس وقت میں بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا، اور اس سے وضو فرمایا، پھر مجھ پر پانی چھڑکا تو میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے میرے مال کے بارے میں کیا حکم دینا چاہیں گے؟ تو اللہ کریم نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ...... ﴾ (النساء:١١)

''اللہ تعالیٰ تمھیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت فرماتا ہے مرد کو دو عورتوں کے حصے

کے برابر (ورثہ ملے گا) اگر دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو......"

(التفسير، باب يوصيكم الله في اولادكم، رقم: ٤٥٧٧)

فضائل ابن زبیر رضی اللہ عنہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے حامی نہیں تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (جب کہ ان کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان حالات کشیدہ ہو گئے تو میں نے (دل میں) کہا ان کے باپ زبیر ہیں اور ان کی ماں اسماء ہیں اور ان کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے نانا ابوبکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا ان کی دادی ہیں (ایسے انسان سے مقابلہ بازی اچھی نہیں ہے)

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ (حضرت ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہو گیا) تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور عرض کی کیا آپ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑ کر حرم کو حلال کرنا چاہتے ہیں؟

تو انھوں نے فرمایا، اللہ کی پناہ حرم کو حلال کرنا تو اللہ پاک نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ کے مقدر میں لکھ دیا ہے لیکن میں اللہ کی قسم، حرم کو حلال نہیں کروں گا۔ لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ تم ابن زبیر کی بیعت کر لو تو میں نے کہا کہ ابن زبیر خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ ان کے والد زبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور ان کے نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ اسماء ذات النطاقین ہے اور ان کی خالہ حضرت عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما ان کی پھوپھی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ ان کی دادی ہیں (یعنی وہ نسب کے اعتبار سے تو وہ اعلیٰ ہیں لیکن ان کے ذاتی فضائل بھی سنو!) اسلام میں پاک دامن ہیں اور قرآن کے قاری ہیں، اللہ کی قسم اگر بنو امیہ والے مجھ سے صلہ رحمی کریں گے تو میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں اگر وہ مجھ پر حکومت کرتے ہیں تو وہ ہمارے برابر کے معزز لوگ ہیں لیکن حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنو اسد کے خاندان بنو تویت بنو اسامہ بنو حمید کو مجھ پر ترجیح دے دی ہے۔ جب کہ ابو العاص کے بیٹے (مروان بن عبدالملک کو دیکھو کہ) وہ دلیر ہے اور پیش قدمی کیے جا رہا ہے، لیکن ابن زبیر نے دم دبا لی ہے۔

فضائل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام عرش پر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ»

"اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ پر قرآن کی تلاوت کروں۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «آللّٰهُ سَمَّانِيْ» کیا اللہ کریم نے میرا نام لے کر فرمایا تھا؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں اللہ نے تمہارا نام لے کر (حکم فرمایا ہے) تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رونے لگے۔

(مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب، رقم:۳۸۰۹، التفسیر، باب سورہ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ......﴾ رقم:۴۹۶۰،۴۹۶۱)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ سورت ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ﴾ تھی (جس کے پڑھنے کا حکم اللہ رب العالمین نے دیا تھا) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ»

"(سبحان اللہ) میرا تذکرہ رب العالمین کے ہاں ہوا پھر ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔"

فضائل ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر مہر نبوی:

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حمص شہر میں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف کی تلاوت فرمائی ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی تھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلاوت کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا: "أَحْسَنْتَ" تم نے ٹھیک پڑھا

ہے (لیکن تو کہتا ہے غلط ہے؟)

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس شخص کے منہ سے شراب کی بدبو محسوس ہوئی تو فرمایا:

«اَتَجمَعُ اَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ تَشْرَبَ الْخَمْرَ»

''تجھ سے دو غلط کام ظاہر ہو رہے ہیں ایک تو تو اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے دوسرا شراب نوشی کرتا ہے۔''

پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے شراب نوشی کی حد لگائی۔

(فضائل القرآن ، باب القراء من اصحاب رسول الله ﷺ ،رقم:۵۰۰۱)

ابن مسعود کو ایک سوال کا جواب سمجھ نہ آیا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا کہ آج میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اس کو کیا جواب دوں۔ اس نے کہا بتایئے ایک شخص جو زبردست مسلح اور صحیح تندرست ہے، وہ ہمارے امراء کے ساتھ جہاد میں جاتا ہے پھر وہ چند باتوں میں ہمیں ایسے احکام دیتا ہے کہ ہم انہیں نہیں کر سکتے میں نے اس سے کہا کہ اللہ کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تجھے کیا جواب دوں سوا اس کے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ ہمیں ہر کام میں ایک مرتبہ حکم دیتے تھے حتی کہ ہم اس کو کر لیتے اور بے شک تم میں سے ہر شخص بہتری پر رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا رہے گا اور جب اس کے دل میں کسی بات کا شک پیدا ہو تو وہ کسی سے پوچھ لے۔ وہ اس کی تشفی کر دے گا اور عنقریب ایسے آدمی کو تم نہ پاؤ گے (کہ جن کے فیصلے سے تسلی ہو) قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس قدر دنیا گزر چکی ہے (اور جس قدر باقی ہے اس کی نسبت میں کہتا ہوں کہ دنیا ایک حوض کی طرح ہے کہ اس کا صاف صاف پانی پی لیا گیا اور میلا پانی رہ گیا ہے۔

فضائل ابوذر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مساوات:

حضرت معرور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام نے بھی ویسی ہی ایک چادر پہن رکھی تھی۔ میں نے کہا اگر آپ غلام والی چادر لے کر پہن لیں تو آپ کا یہ

سوٹ بن جائے گا اور غلام کو کوئی اور کپڑا پہنا دیتے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (میں ایسا اس لیے نہیں کرتا کہ) میرے اور ایک شخص کے درمیان اختلاف ہو گیا اس کی ماں عجمی تھی میں نے اس کی ماں کی توہین میں کوئی لفظ کہہ دیا تو اس نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ نے فلاں کو گالی دی ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ماں کی ہتک میں الفاظ کہے تھے؟ میں نے کہا، ہاں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « اِنَّكَ امْرُءٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ » کہ آپ میں جاہلیت (زمانہ کفر والی عادت) موجود ہے میں نے عرض کی میرے بڑھاپے میں (جاہلیت موجود ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں وہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انھیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اگر کسی کو تم میں سے کسی کے ماتحت کر دیتا ہے۔ تو « فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ...... »

جو خود کھائے اس میں سے اسے بھی کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اس سے اس کو بھی پہنائے اور اس سے وہ کام نہ کروائے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو اگر ایسا کام لینا پڑ جائے تو اس کا تعاون کرے۔

(الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن، رقم: ٦٠٥٠)

فضائل سعد رضی اللہ عنہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ با اعتماد صحابی:

فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (اپنے والد) عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں جب سعد رضی اللہ عنہ کوئی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کریں تو پھر اس کی بابت (تصدیق کرنے کے لیے) کسی دوسرے سے نہ پوچھا کرو۔ (الوضوء، باب المسح علی الخفین، رقم: ۲۰۲)

کوفی شخص کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی:

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایات کیں تو امیر المومنین نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان شکایات کے پیش نظر معزول کر

دیا اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کا حاکم بنا دیا۔ ان لوگوں نے (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بہت سی) شکایتیں کیں۔ حتی کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ وہ نماز بھی درست نہیں پڑھاتے تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا جب وہ آگئے تو فرمایا کہ اے ابو اسحاق! (سعد کی یہ کنیت ہے) یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز درست نہیں پڑھاتے تو انہوں نے کہا کہ سنو! میں اللہ کی قسم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھاتا تھا۔ پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا تھا اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ »

اے ابو اسحاق! تمہارے متعلق میرا ایسا ہی خیال تھا۔"

(کہ آپ سنت کے مطابق نماز پڑھاتے ہوں گے) پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص یا ایک وفد کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا تاکہ وہ کوفہ والوں سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھیں (چنانچہ وہ گئے) اور انہوں نے کوئی مسجد نہیں چھوڑی کہ جس میں سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ پوچھا ہو تمام لوگ ان کی تعریف کرتے رہے۔ لیکن جب بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا اور اس کی کنیت ابو سعدہ تھی۔ اس نے کہا جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو (پھر سنو!)

«فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَ لَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَ لَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ »

سعد رضی اللہ عنہ لشکر کے ساتھ (جہاد کو خود) نہیں جاتے تھے اور (مال غنیمت کی) تقسیم میں انصاف نہیں کرتے تھے اور فیصلے میں انصاف (بھی) نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) کہنے لگے کہ میں بھی تین بددعائیں دیتا ہوں:

« اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَّ سُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَ اَطِلْ فَقْرَهٗ وَ عَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ »

اے اللہ! اگر یہ بندہ جھوٹا ہو اور نمود نمائش کے لیے (اس وقت) کھڑا ہوا ہو تو اس کی عمر بڑھا دے اور اس کی فقیری بڑھا دے اور اس کو فتنے میں مبتلا کر دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور اس کے بعد جب اس سے (اس کا حال) پوچھا جاتا تھا تو کہتا:

« شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ اَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ »

''میں ایک بڑی عمر والا بوڑھا ہوں، فتنوں میں مبتلا ہوں۔''

مجھے سعد کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک (راوی حدیث) فرماتے ہیں میں نے اس کو اس حال میں دیکھا تھا کہ اس کے دونوں آبرو اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کے سبب سے جھکے پڑے تھے اور وہ راستوں میں لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان پر دست درازی کرتا تھا۔ یعنی اس کا ذہنی توازن خراب ہو چکا تھا۔

(الاذان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم...... رقم:۷۵۵)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ پر پہرہ دیا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ (کسی سفر میں ایک رات کو) نہ سوئے تھے لہٰذا جب مدینہ پہنچے تو نیند غالب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی آج کی رات مجھ پر پہرہ دیتا۔ اتنے میں اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ ﷺ پر پہرہ دوں پھر نبی ﷺ سو گئے۔

(الجهاد ، باب الحراسة فى الغزو...... رقم:۲۸۸۵)

فضائل عمار رضی اللہ عنہ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ حتی کہ مسجد (نبوی ﷺ) کی تعمیر کا تذکرہ فرمایا تو کہنے لگے کہ ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے لیکن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے تو انہیں نبی ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ ان (کے جسم) سے مٹی جھاڑنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

« وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ » ''وائے عمار رضی اللہ عنہ کی مصیبت! انہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا، یہ ان کو جنت کی طرف بلاتے ہونگے اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلاتے ہونگے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمار کہا کرتے تھے:

« اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ »

''میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (الصلاة، باب التعاون فى بناء المسجد، رقم:۴۴۷)

فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ خندق کے دن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اکحل (ایک رگ کا نام ہے) میں زخم لگ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک خیمہ مسجد میں نصب کردیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں مسجد میں بنی غفار کا (بھی) خیمہ لگا ہوا تھا ان کی طرف خون بہہ کر آنے لگا تو ان لوگوں نے کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیا ہے؟ جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آرہا ہے؟ (تو کیا دیکھتے ہیں کہ) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے بالآخر وہ اسی سے شہید ہوگئے۔
(الصلاة، باب الخيمة في المسجد......رقم:٤٦٣)

یہود نے سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کرلیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہوکر قلعے سے نیچے اتر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس انھیں بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ گدھے پر بیٹھے ہوئے تشریف لائے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ نے انصار سے کہا کہ اپنے سردار یا اپنے بہتر شخص کو اتارو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ لوگ تمہارے فیصلے پر اترے ہیں (تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جو کافر لڑائی کے قابل ہیں انہیں قتل کردیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتیں قیدی بنالیے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ'' آپ نے وہی فیصلہ کیا جیسے اللہ کا حکم تھا۔ (المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب......رقم:٤١٢١)

فضائل اسید، عباد رضی اللہ عنہما

دو صحابہ کے ساتھ دو چراغ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص اندھیری رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گئے۔ (ان میں سے ایک سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے میرے خیال میں

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے) اور ان دونوں کے ساتھ (نور کے) دو چراغ تھے جو ان کے سامنے روشنی کیے جا رہے تھے۔ پھر جب وہ دونوں علیحدہ ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مناقب الانصار، باب منقبة اسید بن حضیر......رقم: ۳۸۰۵)

فضائل ابن عمر رضی اللہ عنہما

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دین میں حرص:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، انہوں نے (کعبہ کا) (دروازہ) کھول دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اندر گئے۔ اس کے بعد دروازہ بند کر لیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تھوڑی دیر رہے۔ اس کے بعد سب لوگ نکلے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کعبہ کی طرف جلدی سے بھاگا اور بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں کیا کیا؟) تو انہوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کس مقام میں؟ انہوں نے فرمایا کہ دونوں ستونوں کے درمیان میں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لیکن مجھ سے یہ بات رہ گئی کہ ان سے پوچھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی نماز پڑھی تھی۔

(الصلاة باب الصلاة بین السواری، رقم: ۵۰۵)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تہجد کی نماز ہمیشہ پڑھی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو شخص کوئی خواب دیکھتا تھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تھا تو مجھے بھی چاہت ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں اور میں نوجوان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا چنانچہ میں نے (ایک دن) خواب میں دیکھا گویا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا ہے اور مجھے آگ کی طرف لے گئے تو وہ ایسی پیچ دار بنی ہوئی، جیسے کنواں ہوتا ہے اور اس کے دو کھمبے تھے اس میں کچھ لوگ ہیں جن کو میں نے پہچان لیا۔ میں کہنے لگا: «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ» کہ آگ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

پھر ہمیں ایک اور فرشتہ آ کر ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ پھر یہ خواب میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا (جو کہ میری ہمشیرہ تھیں ان) سے بیان کیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

« نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ »

''عبداللہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ کاش! تہجد پڑھتا ہوتا۔''

سالم کہتے ہیں: « وَ كَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا »

''تو اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔''

(التعبير، باب الامن وذهاب الروع، في المنام، رقم: ۷۰۴۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سمجھداری:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے سوال کیا کہ ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں گرتے بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟ صحابہ کرام جنگلی درختوں (کی سوچ میں) پڑ گئے لیکن مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (ابوبکر و عمر وغیرہ جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں) جواب دینے سے میں شرما گیا اور جواب نہ دیا، پھر آپ ﷺ نے خود بتا دیا کہ وہ درخت کھجور کا ہے پھر مجلس کے اختتام پر جب میں نے اپنے والد گرامی کو بتایا کہ یہ جواب مجھے آتا تھا لیکن میں نے شرم کی۔ تو میرے والد بزرگوار، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ كَذَا وَ كَذَا »

''اگر تم اللہ کے نبی ﷺ کی مجلس میں یہ جواب دے دیتے تو میرے لیے کثیر مال سے زیادہ بہتر ہوتا۔'' (العلم، باب الحياء في العلم، رقم: ۱۳۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اور بھاگا ہوا غلام واپس مل گیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ نکلا، دشمن اسے پکڑ کر لے گئے۔ پھر مسلمانوں نے کافروں پہ غلبہ پایا تو گھوڑا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں واپس کر دیا گیا اور ان کا ایک غلام (بھی) بھاگ گیا تھا۔ وہ روم میں (کافروں سے) جاملا۔ مسلمان جب ان پہ غالب ہوئے تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد وہ غلام سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو واپس دلا دیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیٹو مہمان:

(نافع روایت کرتے ہیں کہ) سیدنا ابن عمرؓ اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کرتے تھے جب تک کوئی مسکین شخص ان کے ساتھ کھانے میں نہیں شریک ہوتا تھا، ایک روز میں ایک مسکین کو بلا کر لایا۔ وہ ان کے ساتھ کھانے لگا اور اس نے بہت کھانا کھایا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خادم (نافع) سے کہا اب اس کو میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔

« اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَ الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ »

''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔'' (یعنی خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاتا ہے)(الاطعمة ، باب المؤمن یاکل فی معی واحد......رقم:۵۳۹۰)

فضائل عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس کی دعا کا وسیلہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط زدہ ہوتے تو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بارش برسنے کی دعا مانگتے۔ کہتے:

« اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا »

اے اللہ (پہلے) ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے دعائے استسقاء کیا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعے سے دعا کرتے ہیں لہٰذا (اب بھی) بارش برسا دے (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ پھر بارش برسنے لگتی تھی۔(فضائل الصحابة، باب ذکر العباس......رقم: ۳۷۱۰)

فضائل ابوقتادہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کیا:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جنگ حنین میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب ہمارا مقابلہ

کفار سے ہوا تو (کچھ) مسلمان بھاگ اٹھے اس جنگ میں میں نے ایک کافر کو دیکھا جس نے ایک مسلمان کو قابو کر رکھا تھا میں بھاگا بھاگا اس کے پیچھے سے گیا اور اس کی گردن اور کندھے کے درمیان وار کیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور اس نے مجھے بھینچا میں نے اس سے موت کی بو پائی پھر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملا میں نے کہا کہ مسلمانوں کو کیا ہوا (کہ وہ منتشر ہو گئے ہیں؟) تو انھوں نے فرمایا اللہ کی مرضی ایسی ہے پھر شکست خوردہ صحابہ واپس پلٹ آئے (اور پھر سے مقابلہ ہوا تو کفار شکست کھا گئے) تو آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ »

''جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کا اس کے پاس ثبوت ہوگا تو مقتول کا چھینا ہوا مال اسے ہی ملے گا۔''

میں کھڑا ہوا اور کہا میری کون گواہی دے گا؟ (کہ میں نے فلاں کافر کو قتل کیا ہے؟ جب کسی نے گواہی نہ دی تو) میں بیٹھ گیا میں نے دوبارہ اٹھ کر کہاں ہاں بھائی! میری گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا اور تیسری بار جب کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: « مَا لَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ » اے ابو قتادہ کیا بات ہے؟ میں نے آپ ﷺ کو سارا قصہ سنا دیا تو ایک مسلمان کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! اس کافر کا سامان میرے پاس ہے (وہ میرے پاس رہنے دیں اور) آپ ﷺ ابو قتادہ کو میری طرف سے راضی فرما دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَا هَا اللّٰهِ اِذًا لَّا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِّنْ اُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ يُعْطِيْكَ سَلَبَهٗ »

''اللہ کی قسم! اللہ کے رسول اس اللہ کے شیر کا حصہ تجھے کیسے دے دیں گے جس نے اللہ اور اس کے رسول (کے دین کی نصرت) کے لیے جہاد کیا؟''

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے پھر آپ ﷺ نے اس سے چھینا ہوا مال مجھے عطا فرما دیا (اس میں ایک زرہ بھی تھی وہ) زرہ میں نے بیچ کر بنو سلمہ میں میں نے ایک باغ خرید لیا میرا وہ پہلا مال تھا جو میں نے مسلمان ہونے کے بعد بنایا تھا۔

(المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ﴾......رقم: ۴۳۲۱)

فضائل ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا انتقال اور ام سلیم کے صبر کا مظاہرہ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا اور وہ فوت ہو گیا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (اس وقت گھر پر نہیں تھے کسی کام سے) باہر گئے ہوئے تھے۔ جب ان کی بیوی (ام سلیم) نے دیکھا کہ وہ فوت ہو گیا ہے تو اس نے اسے غسل دے کر اور کفن پہنا کر گھر کے ایک گوشے میں لٹا دیا پھر جب رات کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو پوچھا لڑکے کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ سکون میں ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ آرام ہی کر رہا ہوگا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رات اپنی بیوی کے پاس گزاری پھر جب صبح ہوئی تو غسل کیا اور باہر جانے لگے تب ام سلیم نے انہیں بتایا کہ لڑکا تو انتقال کر چکا ہے۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ اور تمام واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّبَارِكَ لَهُمَا فِیْ لَيْلَتِهِمَا » امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اس رات میں برکت دے گا۔ سفیان کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا تھا:

« تِسْعَةُ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأُوا الْقُرْاٰنَ »

''میں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے نو (۹) لڑکے دیکھے جو سب قاری قرآن تھے۔''

(الجنائز، باب من لم یظہر حزنہ......رقم: ۱۳۰۱)

ایک مثالی صدقہ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں تمام انصار میں سے زیادہ کھجوروں کے باغات سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے تھے۔ اور سب سے زیادہ پسند ان کو بیرحاء نامی باغ تھا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اس میں جو خوشگوار پانی تھا اس کو نوش فرماتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (سورۃ آل عمران: ۹۳) نازل ہوئی

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ...... الخ﴾

''تم لوگ ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے حتی کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو اس میں سے خرچ کرو۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ تم لوگ ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے حتی کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو اس میں سے خرچ کرو۔

« وَ اِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرَحٰى وَ اِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْا بِرَّهَا وَ ذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ »

مجھے اپنے سب مالوں میں سے زیادہ محبوب ''بیرحاء'' ہے اور وہ (اب) اللہ کے لیے صدقہ ہے۔ میں اس کے ثواب کی اللہ کے ہاں امید رکھتا ہوں۔ تو آپ اس کو جہاں مناسب سمجھیں صرف کیجئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ » واہ واہ یہ تو ایک مفید مال ہے، یہ تو ایک مفید مال ہے جو تم نے کہا وہ میں نے سن لیا ہے لیکن میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اپنے قرابت داروں میں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

(التفسیر: باب ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ......﴾، رقم: ٤٥٥٤)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فضیلت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد جب (غزوہ احد) میں شہید ہوئے تو میں بار بار ان کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا تھا اور روتا تھا تو لوگ مجھے منع کرتے تھے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہ فرماتے تھے۔ پھر میری پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیوں روتی ہو:

« فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ »

''فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کیے رہے، یہاں تک کہ تم نے انہیں (میدان جنگ سے) اٹھایا۔'' (المغازی۔باب من قتل من المسلمین...... رقم: ٤٠٨٠)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جنگ احد کا موقع آیا تو مجھے میرے والد (عبداللہ بن عمر) نے رات کو بلایا اور فرمایا:

« مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

"دیکھو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جنگ میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے پہلے شہید ہوں گے میں ان میں سے پہلا ہوں گا۔"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میرے نزدیک تم سب سے زیادہ پیارے ہو مجھ پر قرض بھی ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔

چنانچہ جب صبح ہوئی تو واقعتاً میرے والد سب سے پہلے شہید تھے (جنگ کے اختتام پر) میں نے اپنے والد گرامی کو کسی دوسرے صحابہ کے ساتھ دفن کر دیا لیکن مجھے ان کا کسی دوسرے کے ساتھ دفن ہونا اچھا نہ لگا تو میں نے چھ ماہ بعد اپنے والد گرامی کو قبر سے نکال لیا (اور ان کو علیحدہ دفن کر دیا)

«فَاِذَا هُوَ كَيَوْمٍ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ اُذُنِهِ »

"وہ اسی طرح تر و تازہ تھے جیسے پہلے دن تھے (جب کہ انھیں دفن کیا گیا تھا) سوائے ان کے کان کے۔" (کہ وہ بوسیدہ ہو گیا تھا) (الجنائز۔ باب هل يخرج الميت...... رقم ۱۳۵۰)

فضائل حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کیا ہوا وعدہ ایفاء کیا:

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک مرتبہ) کچھ (مال) مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا۔ پھر فرمایا:

«اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهَا بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ......»

"اے حکیم! یہ مال ایک میٹھی اور سرسبز شاداب چیز ہے جو شخص اس کو بغیر لالچ کے لیتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت کر دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ شخص اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھائے اور سیر نہ ہو اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔"

سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

« يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ لَارْزَاُ بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى

أُفَارِقَ الدُّنْيَا »

’’یارسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لوں گا۔حتی کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں گا ‘‘

(جب) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ کو وظیفہ لینے کے لیے (جو تمام اصحاب کے لیے مقرر ہوا تھا) بلاتے رہے مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں انہیں بلایا تا کہ انہیں وظیفہ دیں مگر انہوں نے پھر بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا حق پیش کرتا ہوں مگر وہ اس مال غنیمت میں سے اپنا حق لینے سے خود انکار کرتے ہیں۔ الغرض سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لیا حتی کہ فوت ہو گئے۔

(الزكاة، باب الاستعفاف عن المسئلة......رقم:١٤٧٢)

فضائل عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

شادی کرنے میں سادگی:

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں ہجرت کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تو سعد بن ربیع نے (مجھ سے) کہا کہ میں تمام انصار کی نسبت زیادہ مالدار ہوں (لہٰذا) میں تمہیں اپنا نصف مال دے دوں گا اور تم میری دونوں بیویوں میں سے جس کو پسند کرو، میں اسے تمہارے ساتھ نکاح کے لیے طلاق دے دوں گا پھر جب وہ عدت پوری کر چکے تو تم اس سے نکاح کر لینا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ »

’’مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے (تم یہ بتاؤ) یہاں کوئی بازار بھی ہے جس میں تجارت ہوتی ہو؟‘‘

حضرت سعد بن ربیع نے فرمایا: ہاں قینقاع نامی ایک بازار موجود ہے (چنانچہ) صبح کو حضرت عبدالرحمٰن اس بازار میں گئے اور وہاں سے (نفع میں) کچھ پنیر اور گھی لے آئے پھر تو انہوں نے روزانہ جانا شروع کر دیا۔ تھوڑے دنوں بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) آئے تو ان

(کے لباس) پر زردی کا نشان تھا (جو دلہن استعمال کرتی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے کہا ایک انصاری خاتون سے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو کتنا مہر دیا؟ انہوں نے عرض کی کہ ایک گھٹلی کے برابر سونا یا یہ کہا کہ ایک سونے کی گٹھلی پھر ان سے نبی ﷺ نے فرمایا: «اَوْلِمْ وَ لَوْ بِشَاةٍ» ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہی ہو۔

(البیوع، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ ......﴾، رقم: ۲۰٤۸)

فضائل زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ٹانگ ٹوٹنے لگی:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے یہ آیت لکھوا رہے تھے ﴿لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ......﴾ اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں ہیں۔ اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر میں قدرت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ نابینا آدمی تھے تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی اتارنا شروع کی۔

« فَخِذُهٗ عَلٰی فَخِذِیْ فَثَقُلَتْ عَلَیَّ حَتّٰی خِفْتُ اَنْ تُرَضَّ فَخِذِیْ »

اس وقت آپ ﷺ کی ران میری ران پر رکھی ہوئی تھی، تو وحی کے اثر سے آپ ﷺ کی ران ایسی بھاری ہوگئی کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران رگڑی جائے گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے وحی کی حالت دور ہوئی تو اللہ نے نازل فرمایا: ﴿غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ﴾ یعنی سوائے ان لوگوں کے جو معذور ہیں (مثلاً نابینا، لنگڑا، اپاہج وغیرہ)

(التفسیر، باب لا یستوی القاعدون...... رقم: ٤٥٩٢)

فضائل سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ میں دوبار بیعت کی تھی:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (بیعت رضوان میں) بیعت کی۔ اس کے بعد میں ایک درخت کے سایہ کی طرف چلا گیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟ تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بھی کرلو۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ بیعت کی۔ پوچھا گیا کہ ابو مسلم (یہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس دن کس بات پر تم نے بیعت کی تھی تو انہوں نے فرمایا: موت پر۔" (یعنی مرجائیں گے لیکن ہٹیں گے نہیں)

(الجهاد، باب البيعة في الحرب......رقم: ٢٩٦٠)

اکیلے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ڈاکوؤں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ سے غابہ کی طرف جارہا تھا۔ جب میں غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا۔ میں نے کہا ارے! تو یہاں کیسے؟ اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں (میں ان کے تعاقب میں تھا) میں نے پوچھا کہ ان کو کس نے پکڑ لیا ہے؟ غلام نے کہا کہ غطفان اور فزارہ (کے لوگوں) نے تو میں نے تین مرتبہ اس زور سے آواز لگائی کہ میں نے مدینہ بھر کو سنا دیا یا صباحاہ یا صباحاہ اس کے بعد میں دوڑا اور ڈاکوؤں کو پالیا اور وہ اونٹنیاں پکڑے جارہے تھے۔ میں نے انہیں تیر مارنا شروع کیے اور میں یہ کہتا جاتا تھا۔

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعْ
وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعْ
میں ہوں سلمہ بن اکوع جان لو
آج کمینے سب مریں گے جان لو

چنانچہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھڑا لیں، قبل اس کے کہ وہ ان کا دودھ پئیں۔ پھر میں ان کو ہانکتا ہوا لا رہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے، میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ پیاسے تھے اور میں نے قبل اس کے کہ وہ ان کا دودھ پئیں جلدی سے یہ اونٹنیاں لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تعاقب میں فوج روانہ کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن اکوع! تم ان پر قابو پا چکے، اب جانے دو (درگزر کرو) وہ تو اپنی قوم میں پہنچ گئے، وہاں ان کی مہمانی ہو رہی ہوگی۔ پھر ہم لوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا لیا حتی کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

(المغازي، باب غزوة ذات قرد......رقم: ٤١٩٤)

فضائل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں فرشتے اترے سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھے تھے:

فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو شخص دیکھے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔ « مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ » میں نے ان کو، نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد۔ (وہ جبریل اور میکائل تھے) (المغازی، باب غزوة أحد، رقم: ٤٠٥٤)

فضائل حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ حمص میں گیا۔ عبید اللہ نے کہا کہ ہم حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت حمزہ کی شہادت کا واقعہ پوچھنے نہ چلیں؟ میں نے کہا، چلو پوچھ لیتے ہیں، حضرت وحشی رضی اللہ عنہ حمص میں ہی رہائش پذیر تھے ہم نے ان کے متعلق لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ دیکھو اپنے محل کے سائے میں بیٹھے ہیں وہ مشک کی طرح (موٹے تازے) تھے ہم ان کے پاس گئے اور ان کو جا کر سلام کیا انھوں نے ہمیں جواب دیا۔ عبید اللہ نے اپنے سر اور چہرے پر پگڑی لپیٹی ہوئی تھی وحشی رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ کی صرف آنکھیں اور پاؤں نظر آرہے تھے۔ عبید اللہ نے کہا اے وحشی! تو نے مجھے پہچانا ہے؟ حضرت وحشی نے ان کی طرف نظر کی اور کہا نہیں اللہ کی قسم مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ عدی بن خیار (یعنی عبید اللہ کے باپ) نے ام قتال بنت ابو العیص سے شادی کی تھی اس سے ایک بچہ مکے میں پیدا ہوا تھا اس بچے کے لیے دودھ پلانے والی خاتون کی تلاش میں میں بچے کی ماں کے ساتھ نکلا تھا اس بچے کے پاؤں اس طرح تھے جس طرح کہ تمہارے ہیں (یعنی حضرت وحشی عبید اللہ کو پہچان گئے)

پھر عبید اللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور کہا کیا تم ہمیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال

نہیں بتاؤ گے؟ انھوں نے کہا ہاں (کیوں نہ بتاؤں گا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قصہ یوں ہے) کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا، مجھ سے میرے آقا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو میرے چچا کے عوض حمزہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالے تو تو آزاد ہوگا۔ جب قریش کے لوگ کوہ عینین کی لڑائی کے سال نکلے اور عینین احد کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ احد کے اور اس کے درمیان ایک نالہ پڑتا ہے۔ اس وقت میں بھی لڑنے والوں کے ساتھ نکلا۔ جب لوگ لڑائی کے لیے صفیں باندھ چکے تھے، تو سباع (بن عبدالعزیٰ) نے (صف سے) نکل کر للکارا کہ کیا کوئی مقابلے میں آنے والا ہے؟

حضرت وحشی فرماتے ہیں کہ سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلے پر نکل کر کہا: اے سباع! عورتوں کے ختنے کرنے والی خاتون ام انمار کے بیٹے! «أَتُحَادُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه» کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے؟ وحشی نے کہا پھر انھوں نے سباع پر زبردست حملہ کیا اور سباع گزشتہ کل کی طرح مٹ گیا، پھر میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے ایک پتھر کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا، جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے اپنا نیزہ مارا، وہ ان کو زیر ناف پر اس طرح لگا کہ وہ ان کے دونوں سرینوں سے آر پار ہوگیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی ان کا واقعہ ہے پھر جب سب قریش مکہ میں واپس آئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ کر مکہ میں مقیم ہوگیا۔ جب (فتح مکہ کے بعد) مکہ میں بھی اسلام پھیل گیا تو میں طائف چلا گیا۔ جب طائف والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (اسلام قبول کرنے کے لیے) قاصد بھیجے تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو کچھ نہیں کہتے (آپ قاصد بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جائیں)۔ چنانچہ میں قاصدوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا: کیا وحشی تو ہی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو نے ہی شہید کیا تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے کہا ہے، وہی بات ہے (یعنی میں نے ہی اپنے آقا کے حکم سے مارا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّيْ»

''کیا تو مجھ سے اپنا چہرہ چھپا سکتا ہے؟''

وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر) باہر آگیا۔ رسول اللہ کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تو میں نے سوچا کہ میں بھی مسیلمہ کی طرف جاؤں، شاید

مسیلمہ کو مار کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدلہ اتار سکوں۔ چنانچہ میں (ان) لوگوں کے ساتھ (جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روانہ کیئے تھے) نکلا اور مسیلمہ کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ مسیلمہ ایک دیوار کے شگاف میں کھڑا تھا ایسا لگتا تھا، گویا کہ خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اور پریشان، پراگندہ اور بکھرے بالوں والا تھا میں نے وہی نیزہ (جس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا) اس کی چھاتی کے درمیان مارا اور اس کے دونوں کندھوں کے آر پار کردیا۔ پھر مسیلمہ کی طرف ایک انصاری نے دوڑ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار مار کر اس کی گردن تن سے جدا کردی۔ (المغازی، باب قتل حمزة......رقم: ٤٧٢)

فضائل عامر رضی اللہ عنہ

حضرت عامر رضی اللہ عنہ افضل شہید ہوئے:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ خیبر میں رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے کسی نے سیدنا عامر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عامر! تو ہمیں اپنے شعر کیوں نہیں سناتا؟ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے وہ (اپنی سواری سے) اتر کر قوم کو شعر سنانے لگے اور یہ پڑھتے تھے،

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا
وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّیْنَا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا (یعنی تیری توفیق شامل حال نہ ہوتی) تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، اور نہ نماز پڑھتے، معاف کر جو تیری اطاعت میں ہم سے کوتاہی ہو جائے ہم تجھ پر قربان ہوں اور اگر ہم لڑیں تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور ہم پر سکینت نازل فرما، جب کوئی ہمیں ناحق کی طرف بلائے گا تو ہم انکار کردیں گے۔ کفار نے شور غل مچا کر ہمارے خلاف مدد طلب کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے جو اونٹوں کو چلانے کے لئے شعر پڑھ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا یا نبی اللہ! یہ عامر رضی اللہ عنہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عامر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے تو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی! (عامر رضی اللہ عنہ کے واسطے جنت یا شہادت) واجب ہوگئی، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں جلدی کردی)؟ خیر ہم خیبر پہنچے اور خیبر والوں کا محاصرہ کرلیا اس وقت ہمیں سخت بھوک لگی تھی بالآخر اللہ نے خیبر پر مسلمانوں کو فتح دی، فتح کے روز مسلمانوں نے شام کو

آگ سلگائی (ہر ایک کھانا پکانے لگا) تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیسی آگ ہے اور تم کیا پکا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی، گوشت ۔ آپ ﷺ نے پوچھا گوشت کس جانور کا ہے؟ انہوں نے جواب دیا گدھوں کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: گوشت گرادو اور ہانڈیاں توڑ دو۔ کسی نے عرض کی کہ کیا اگر گوشت گرا کر ہانڈیوں کو دھولیں تو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: چلو ایسا ہی کرلو۔ جب دشمنوں کے مقابل صف بندی ہوئی تھی تو سیدنا عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی ، وہ ایک یہودی کی پنڈلی پر مارنے لگے تو وہ پلٹی اور اس کی نوک سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کے ہی گھٹنے پر لگی اور سیدنا عامرؓ اسی زخم سے شہید ہوگئے (حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب لوگ جنگ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے پریشان دیکھا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے عمل تباہ ہوگئے (کیونکہ انہوں نے خودکشی کی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«كَذَبَ مَنْ قَالَهُ وَإِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ»

''جس نے یہ کہا ہے اس نے غلط کہا ہے، عامر رضی اللہ عنہ کو تو دوہرا اجر ملے گا۔''

اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر اشارہ کیا اور یہ بھی فرمایا:

«إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مِثْلَهُ»

''عامر (رضی اللہ عنہ) کوشش کرنے والا اور لڑنے والا تھا۔ کوئی بھی عربی زمین پر عامر رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں چلا، اس جیسے عربی بہت کم ہیں۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے: کسی عربی نے مدینہ میں عامر رضی اللہ عنہ کی طرح نشوونما نہیں پائی۔

(المغازی، باب غزوۃ خیبر، رقم: ٤١٩٦)

فضائل عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بچپن میں امامت کراتے تھے:

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک چشمہ پر رہتے تھے جو شارع (عام راستہ) تھا اور ہمارے پاس سے سوار گزرتے تھے، ہم ان سواروں سے پوچھتے تھے کہ لوگوں نے کیا کیا ہے اور (محمد) کون شخص

ہے؟ لوگ جواب دیتے تھے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے پاس وحی آتی ہے اور اللہ نے یہ یہ وحی نازل کی ہے، میں ان قرآنی آیات کو اچھی طرح یاد کر لیتا اور عرب مسلمان ہونے کے لیے فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) اور اس کی قوم (یعنی قریش) کو چھوڑ دو، اگر محمد ان پر غالب آ گیا تو وہ سچا نبی ہوگا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم اسلام لانے میں جلدی کرنے لگی اور میرے والد محترم نے اپنی قوم سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ جب میرے والد مسلمان ہو کر آئے تو اپنی قوم سے کہا:

« جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا »

''اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا ہے: تم فلاں وقت یہ نماز اور فلاں وقت فلاں نماز پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو تو کوئی تم میں سے اذان کہے:

« وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا »

''جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ امامت کرائے۔''

قبیلہ والوں نے غور کیا تو کسی کو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ پایا کیونکہ میں قافلوں سے مل مل کر بہت زیادہ قرآن یاد کر چکا تھا چنانچہ سب نے مجھے امام بنا لیا حالانکہ میں چھ یا سات سال کا تھا اور میں صرف ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا جب میں سجدہ کرتا تو وہ سکڑ جاتی تھی (یعنی میرا ستر کھل جاتا تھا) قبیلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری کا ننگ ہم سے کیوں نہیں چھپاتے؟ اسی لئے انہوں نے کپڑا خرید کر میرا کرتا بنایا۔

« فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذٰلِكَ الْقَمِيصِ »

''میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے پہلے کبھی خوش نہ ہوا تھا۔''

(المغازی، باب مقام النبی ﷺ بمکه زمن الفتح: ۴۳۰۲)

فضائل ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو سیدنا

ابو عامر رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا (جہاں پر قبیلہ ہوازن جمع تھا) سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کا درید بن صمہ سے مقابلہ ہوا، درید مارا گیا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ پھر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجھے بھی بھیجا تھا۔ اتفاق سے ان کے گھٹنے پر زخم آیا، ایک جشمی شخص نے ان کو تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اے چچا! تمہیں کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ فلاں میرا قاتل ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ میں اس کی طرف گیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ میں اس کے پیچھے جا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا (او بے حیا!) تجھے شرم نہیں آتی، تو ٹھہرتا کیوں نہیں پھر وہ ٹھہر گیا۔ میرے اور اس کے درمیان تلوار کے دو وار ہوئے، پھر میں نے اسے مار ڈالا۔ میں نے آکر ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا۔ وہ بولے کہ گھٹنے میں پیوست یہ تیر تو نکال لے!۔ میں نے وہ تیر نکالا تو زخم سے پانی بہنے لگا پھر وہ بولے کہ اے بھتیجے! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے استغفار کریں۔ پھر ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام بنادیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ جب میں جنگ سے لوٹا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور پہلو مبارک میں رسی کے نشان پڑ چکے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغفرت کی دعا کرنے کی درخواست کی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ »

"اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو بخش دے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر یوں دعا فرمائی:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ وَ مِنَ النَّاسِ»

"اے اللہ! ابو عامر رضی اللہ عنہ کا قیامت کے روز بہت سی مخلوق نوع انسانی پر درجہ بلند کرنا۔"

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بھی دعائے مغفرت کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ وَ اَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا»

"اے اللہ! عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) کے بھی گناہ معاف فرمادے اور قیامت کے

دن اچھی جگہ (جنت میں) داخل فرمانا۔" (المغازی، باب غزوة لوطاس، رقم: ٤٣٢٣)

فضائل کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تبوک میں پیچھے رہ جانے کا دلچسپ واقعہ:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ کے ساتھ ان تمام لڑائیوں میں شریک رہا جو آپ ﷺ نے لڑیں، فقط ایک غزوہ تبوک میں شریک نہیں تھا۔ ہاں ایک غزوہ بدر میں بھی میں شریک نہیں تھا، لیکن اس میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں ہوا تھا۔

کیونکہ غزوہ بدر میں نبی ﷺ قریش کا قافلہ لوٹنے کی نیت سے تشریف لے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو بغیر کسی طے شدہ منصوبے کے، اچانک آمنے سامنے کر دیا (اور لڑائی ہوگئی) اور میں لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا مضبوط عہد و پیمان کیا تھا اور میں لیلۃ العقبہ پر جنگ بدر کو ہرگز ترجیح نہ دوں گا اگرچہ لوگوں میں اس کی فضیلت زیادہ مشہور ہے۔ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کا واقعہ یوں تھا کہ میں ایسا تندرست وطاقتور اور مالدار کبھی نہ تھا (جیسا میں جنگ تبوک کے موقع پر تھا) جبکہ میں اس میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا اور اللہ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں جمع نہیں ہوئی تھیں لیکن اس غزوہ کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں اور نبی ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اس کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ توریہ کرتے تاکہ لوگ کوئی دوسرا مقام سمجھیں۔ لیکن جب اس لڑائی کا وقت آیا تو اتفاق سے سخت گرمی تھی اور دور دراز کے سفر کا سامنا تھا۔ جنگل و بیابان راستے کا سفر تھا اور دشمنوں کی تعداد کثیر تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو صاف صاف بتا دیا کہ ہم تبوک جانا چاہتے ہیں تاکہ وہ اچھی طرح لڑائی اور سفر کا سامان درست کرلیں اور رسول اللہ ﷺ نے صاف صاف اپنا ارادہ مسلمانوں سے بیان کر دیا اور رسول اللہ کے ساتھ مسلمان بکثرت تھے اور کہ کسی رجسٹر میں ان کے نام محفوظ نہیں ہوسکتے تھے۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو اس لڑائی میں غیر حاضر رہنا چاہتا مگر وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کا غیر حاضر رہنا نبی ﷺ کو اس وقت تک معلوم نہ ہوگا جب تک کہ اس کے بارے میں وحی نہ اترے۔ رسول اللہ نے یہ لڑائی اس وقت کی، جب درختوں کا پھل پک گیا تھا اور سخت گرمی تھی۔ خیر رسول اللہ ﷺ نے

اور آپ ﷺ کے ساتھ اور مسلمانوں نے اس لڑائی کا سامان تیار کرنا شروع کیا، میں بھی ہر صبح کو ان کے ساتھ جاتا کہ ان کے ساتھ سفر کا سامان تیار کروں لیکن خالی لوٹ آتا اور کچھ تیاری نہ کر پاتا، میں اپنے دل میں کہتا کہ میں تو کسی بھی وقت اپنا سامان تیار کر سکتا ہوں (جلدی کیا؟)۔ اسی طرح دن گزرتے رہے اور لوگوں نے محنت مشقت اٹھا کر اپنا اپنا سامان تیار کر لیا بالآخر نبی ﷺ اور مسلمان ایک صبح کو روانہ ہو گئے لیکن میں نے ابھی تک کوئی سامان تیار نہ کیا تھا تو میں نے کہا کہ میں ان کے بعد ایک دو روز میں سامان تیار کر لوں گا پھر ان سے راستہ میں جا ملوں گا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو دوسری صبح کو میں نے سامان تیار کرنا چاہا لیکن اس روز بھی کوئی تیاری نہ کر سکا پھر تیسری صبح کو بھی ایسا ہی ہوا کہ کوئی تیاری نہ کر سکا۔

میرا مسلسل یہی حال رہا (کہ آج نکلتا ہوں کل نکلتا ہوں) اور ادھر سب لوگ جلدی جلدی سفر کرتے ہوئے دور نکل گئے۔ میرا کئی بار ارادہ ہوا کہ میں بھی کوچ کروں اور ان سے مل جاؤں اور کاش! میں ایسا کرتا مگر تقدیر میں نہ تھا پھر رسول اللہ ﷺ کے کوچ کر جانے کے بعد مدینہ میں جب میں گھر سے نکلتا اور لوگوں سے ملتا تو میں منافقوں، معذور اور ضعیف و ناتواں آدمیوں سے ملتا (کیونکہ تندرست و صاحب ایمان لوگ جہاد کو چلے گئے تھے) اور مجھے اس سے رنج ہوتا تھا اور نبی ﷺ نے مجھے راستے میں کہیں نہ یاد کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ تبوک میں پہنچ گئے۔ تبوک پہنچ کر (ایک مرتبہ) لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے فرمایا: کہ کعب رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟ جو نہیں آیا۔ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ! اس کو اس کے اچھے لباس اور حسن و جمال پر غرور نے روک لیا ہے۔ یہ سن کر سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شخص! تو نے بہت برا کہا ہے، اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم اس میں بہتری کے علاوہ اور کوئی بات نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ خبر ملی کہ آپ ﷺ واپس آ رہے ہیں تو میرا غم اور تازہ ہو گیا اور مجھے خیال ہوا کہ کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیے کہ جس سے آپ ﷺ کے غصے سے بچ جاؤں اور اس بات پر عزیزوں میں سے عقلمند لوگوں سے بھی مشورہ لیا۔ جب یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب آ گئے ہیں تو یہ سارے جھوٹے خیالات میرے دل سے جاتے رہے اور میں نے یقین کر لیا کہ میں جھوٹ بولنے سے آپ ﷺ کے غصہ سے نہیں بچ سکوں گا تو میں نے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔ اس سے جب

آپ ﷺ فارغ ہو چکے تو اس وقت جو لوگ (جہاد سے) پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے آنا شروع کیا اور (جھوٹے) عذر (حیلے بہانے) کرنے لگے اور قسمیں اٹھائیں، یہ لوگ تقریباً (۸۰) اسی سے کچھ زائد تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے حیلوں اور بہانوں کو تسلیم کرلیا اور ان سے بیعت لی اور اللہ سے ان کے لیے استغفار کیا اور ان کے دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ میں بھی حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا تو آپ ﷺ مسکرائے مگر جیسے غصہ میں کوئی آدمی مسکراتا ہے پھر فرمایا: اس طرف آؤ۔ میں سامنے جا کر بیٹھا تو فرمایا: تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے تم نے تو سواری بھی خرید لی تھی؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے پاس سواری موجود تھی، اللہ کی قسم! اس وقت اگر میں کسی دوسرے شخص کے سامنے بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصے سے بچ جاتا، کیونکہ میں ایک تیز طرار شخص ہوں مگر اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج میں جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو خوش کرلوں گا تو کل اللہ تعالیٰ (اصل حقیقت کھول کر) پھر آپ ﷺ کو مجھ پر ناراض کردے گا اسی لیے میں آپ ﷺ کو سچ بات بتاؤں گا، اگرچہ اس وقت آپ ﷺ سچ بولنے کی وجہ سے مجھ پر غصہ کریں گے مگر آئندہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی مجھ کو امید تو رہے گی۔ اللہ کی قسم! مجھے کوئی مجبوری نہیں تھی، اللہ کی قسم! طاقت، قوت، دولت میں کوئی میرے برابر نہ تھا اور میں یہ سب چیزیں ہوتے ہوئے پیچھے رہ گیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا پھر مجھے حکم دیا: جاؤ جب تک تیرے بارے میں اللہ کوئی فیصلہ نہیں فرما دے گا۔ جب میں اٹھ کر چلا تو میرے ساتھ قبیلہ بنی سلمہ کے چند آدمی بھی اٹھ کر میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم نے تم سے کوئی گناہ سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا اور منافقوں کی طرح اگر تم بھی کوئی بہانہ بنا لیتے تو رسول اللہ ﷺ کی دعا تمہارے گناہ کے لئے کافی ہوتی۔ اللہ کی قسم! وہ مسلسل مجھے لعنت ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی باتوں سے میرے دل میں آیا کہ نبی ﷺ کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اپنی پہلی بات کو جھٹلا کر کوئی بہانہ نکالوں، پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اور بھی کوئی شخص ہے جس نے میری طرح گناہ کا اقرار کیا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں دو آدمی ہیں جنہوں نے تیری طرح اقرار کیا ہے اور ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا ہے جو تجھ سے فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ دو شخص کون کون سے ہیں انہوں نے کہا: مرارہ بن ربیع العمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما انہوں نے ایسے دو نیک شخصوں کا نام لیا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکے تھے اور جن میں میرے لئے نمونہ تھا۔ جب انہوں نے ان دو شخصوں کا نام لیا تو (مجھے تسلی ہوگئی اور) میں چل دیا۔ رسول اللہ نے

پیچھے رہ جانے والوں میں، خاص کر ہم تینوں سے دوسرے صحابہ کو بولنے سے منع فرمادیا تو ہم سے سب لوگ بچنے لگے (کوئی بات تک نہ کرتا) اور بالکل ناواقف سے ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے زمین (آسمان) بدل گئے، وہ زمین ہی نہیں رہی (جس پر ہم رہتے تھے) اسی حالت میں پچاس راتیں گزریں۔ مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما دونوں اپنے اپنے گھروں میں پڑے روتے رہے لیکن میں ایک جوان اور قوی آدمی تھا، میں باہر نکلتا اور مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور بازاروں میں آتا جاتا تھا لیکن مجھ سے کوئی شخص بات نہ کرتا اور جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھتے تو میں جا کر سلام کرتا اور غور سے دیکھتا کہ میرے سلام کے جواب میں آپ ﷺ کے لب مبارک ہلے ہیں یا نہیں؟ اور پھر آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھنے لگتا اور ترچھی نظروں سے دیکھتا تو نماز کے وقت آپ ﷺ میری طرف دیکھتے رہتے لیکن (نماز کے بعد) جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو منہ پھیر لیتے۔ اسی طرح ایک مدت گزری اور لوگوں کی اجنبیت اور زیادہ بڑھ گئی تو ایک روز میں چلا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھلانگی، وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور ان سے مجھے بہت محبت تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا اللہ کی قسم! انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ! تجھے اللہ کی قسم! کیا آپ نہیں جانتے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کتنی محبت ہے؟ لیکن وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دے کر دوبارہ یہی کہا لیکن پھر بھی وہ خاموش رہے تیسری بار قسم دے کر یہی کہا تو انھوں نے یہ فرمایا: «اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ» اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ اس وقت میرے آنسو ٹپک پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر دیوار پھلانگ کر وہاں سے واپس چلا آیا۔ ایک مرتبہ جب میں بازار جا رہا تھا تو ملک شام کا ایک عیسائی کسان ملا جو مدینہ میں اناج فروخت کرنے آیا تھا، وہ کہہ رہا تھا کہ لوگو! مجھے کعب رضی اللہ عنہ بن مالک کا بتلاؤ (وہ کون ہے؟) لوگوں نے اسے بتلانے کے لیے میری طرف اشارہ کیا، جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، اس میں یہ لکھا تھا: اما بعد! ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیغمبر (محمد ﷺ) نے تم سے بدسلوکی کی ہے اور اللہ نے تمہیں ایسا گھٹیا نہیں بنایا اور نہ ہی بے کار (تم تو کام کے آدمی ہو) تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم بڑی محبت سے پیش آئیں گے، میں نے خط پڑھ کر خیال کیا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے امتحان ہے۔ میں نے اسی وقت اس خط کو آگ کے تنور میں جھونک دیا (اور جلا دیا) ابھی پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزریں تھیں کہ نبی ﷺ کا بھیجا ہوا ایک آدمی آیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا اسے طلاق

دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں، اس سے الگ رہو، تعلقات زوجیت ادا نہ کرو، میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا گیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو جب تک کہ اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہ ہو۔ (وہ چلی گئی) سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ بہت ضعیف بوڑھے ہیں اور اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، اگر میں اس کی خدمت کروں تو کیا آپ ﷺ اس کو برا سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں صرف تعلقات زوجیت قائم نہ کرنا۔ تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس روز سے یہ معاملہ ہوا ہے۔ سوائے رونے کے اور کچھ کرتا ہی نہیں مجھ سے میرے بعض عزیزوں نے کہا کہ اگر تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں نبی ﷺ سے اجازت لے لیتے (کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے) تو مناسب ہوتا جیسے نبی ﷺ نے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اجازت دی (تمہیں بھی اجازت دے دیں گے) میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو کبھی رسول اللہ سے اس بات کی اجازت نہیں لوں گا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ نبی ﷺ کیا فرمائیں؟ (اجازت دیں یا نہ دیں) اور میں تو جوان آدمی ہوں۔ اس کے بعد دس راتیں اور گزریں اب پچاس راتیں پوری ہوگئیں، اس وقت سے جب سے آپ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے کی ممانعت فرمادی تھی، پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ اسی حالت میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بھی (سورہ توبہ:۱۱۷میں) کیا ہے کہ میں اپنی زندگی سے تنگ آگیا اور زمین بھی اتنی کشادہ ہونے کے باوجود میرے اوپر تنگ ہوگئی تھی۔ اتنے میں ایک پکارنے والے (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی جو سلع (نامی) پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہے تھے کہ کعب رضی اللہ عنہ بن مالک! خوش ہوجاؤ۔

یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب میری مشکل دور ہوگئی اور نبی ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا قصور معاف کردیا ہے تو اب لوگ مبارک دینے کے لئے (جوق در جوق) میرے اور میرے دونوں ساتھیوں (مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما) کے پاس جانے لگے۔ ایک شخص (سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) گھوڑا دوڑاتے ہوئے میرے پاس آئے اور اسلم قبیلے کا ایک شخص دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اور پہاڑ والے کی آواز مجھے گھوڑے والے کی آواز سے جلد پہنچی، جب یہ شخص جس کی بشارت دینے کی آواز مجھے پہنچی تھی میرے پاس آیا تو میں نے (خوشی میں) اپنے کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ واللہ! اس روز میرے پاس یہی دو کپڑے تھے اور میں نے ابو (قتادہ) سے دو کپڑے مانگ کر

پہنچے اور رسول اللہ کی طرف چلا۔ راستے میں لوگ جوق در جوق ملتے اور مجھے توبہ قبول ہو جانے کی مبارکباد دیتے اور کہتے کہ اللہ کی بخشش تم کو مبارک ہو، کہ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہیں لوگ آپ ﷺ کے گرد ہیں، مجھے دیکھتے ہی سیدنا طلحہ بن عبیداللہ! جلدی سے اٹھے اور مجھے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم! ان کے سوا مہاجرین میں سے اور کسی نے اٹھ کر مجھے مبارکباد نہیں دی اور میں ان کا یہ احسان کبھی بھولنے والا نہیں۔

« فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ »

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو (میں نے دیکھا کہ) آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے جگمگا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کعب تم کو اس دن کی بشارت ہو جو ان سب دنوں میں سب سے بہتر ہے، جب سے تمہاری ماں نے تم کو جنا۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ بشارت آپ ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ تو فرمایا: «لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ» نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور نبی ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو جاتا اور ہم لوگ اس کو پہچان لیتے جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی قبولیت کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر کے اللہ اور اس کے رسول کو دے دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ مال خیرات کرو اور کچھ اپنے لئے رہنے دو، وہ تمہارے لئے بہتری کا ذریعہ ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں اپنا خیبر کا حصہ اپنے لئے رہنے دیتا ہوں اور باقی خیرات کرتا ہوں۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے سچ کی ہی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی اپنی توبہ کی خوشی میں میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ اور اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آزمائش میں سچ بولنے کی وجہ سے کسی مسلمان پر اتنا فضل کیا ہو جتنا مجھ پر کیا تھا جب سے میں نے رسول اللہ سے اس معاملہ میں سچ سچ عرض کر دیا اس وقت سے آج کے دن تک میں نے کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سورۃ توبہ کی یہ آیات (۱۱۷، ۱۱۸ اور ۱۱۹) نازل کیں۔

﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ...... وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾

''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مہاجرین و انصار کے حال پر توجہ فرمائی...... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔ اللہ کی قسم میں تو اسلام لانے کے بعد سے اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان اپنے اوپر اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا کہ اس نے مجھے رسول اللہ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دی اور جھوٹ سے بچایا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے لوگوں (منافقوں) کی طرح جنہوں نے جھوٹ بولا، میں بھی تباہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل کی تو ان جھوٹوں کے لئے ایسا برا لفظ اتارا کہ ویسا برا لفظ کسی کے لئے نہیں اتارا۔ فرمایا:

﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ ...... اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (سورة التوبه: ٩٥-٩٤)

''اب جب تم لوٹ کر آئے تو یہ لوگ اللہ کی (جھوٹی قسمیں کھائیں گے)...... بیشک اللہ تعالیٰ فاسقین لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔''

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تینوں آدمیوں کا حکم ان لوگوں کے حکم سے ملتوی رکھا گیا جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں اور رسول اللہ ﷺ نے قبول کر لیا اور ان سے تجدید بیعت کی اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت چاہی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بارے میں تاخیر کی یہاں تک کہ اللہ نے حکم کیا۔ اسی لئے اللہ نے (قرآن میں) یہ فرمایا:

﴿ وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ (سوره التوبه: ١١٨)

''اور ان تین شخصوں کو (معاف کیا) جو (جنگ سے) پیچھے رہ گئے۔''

اور اس آیت میں پیچھے رہ جانے والوں سے یہی مراد ہے کہ ہمارے بارے میں تاخیر کی گئی اور ہم تاخیر میں ڈال دیئے گئے۔ یہ مراد نہیں کہ جہاد میں پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر عذر بیان کئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے۔

(المغازى، باب حديث كعب بن مالك، رقم: ٤٤١٨)

فضائل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دین اور علم کے حصول میں مثال تھے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۂ جمعہ اتری، جب یہ آیت ﴿ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ﴾اور دوسروں کے لئے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے......نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ پوچھا اور ہمارے اندر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا" اگر ایمان ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہوتا (یعنی بہت ہی دور ہوتا) تو بھی ان (اہل فارس) میں ایک شخص یا کچھ لوگ (راوی کا شک) اس کو حاصل کر لیتے۔ (اس سے مراد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ سلمان فارسی اور ان جیسے حق کے متلاشی لوگ ہیں)(التفسیر، باب سورة الجمعة،رقم:٤٨٩٧)

فضائل زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی کی بدزبانی اور زید بن ارقم کی تصدیق اللہ نے کی:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک غزوہ میں تھا کہ میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم رسول اللہ کے ساتھیوں کو خرچ وخیرات وغیرہ نہ دو یہاں تک کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (یعنی ہم انہیں نکال دیں گے) میں نے یہ بات اپنے چچا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا، میں نے جو بات تھی وہ کہہ دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا (ان سے پوچھا) انہوں نے قسم اٹھا لی کہ ہم نے ایسا کہا ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے مجھے جھوٹا کہا اور اس کی تصدیق کی۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا، میرے چچا نے کہا کہ تیرا یہی مقصد تھا کہ رسول اللہ نے تجھے جھوٹا کہا اور تجھ پر غصے ہوئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

یہ سورہ اتری ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ "جب آپ کے پاس یہ منافق آتے ہیں" جب یہ سورہ نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے مجھے بلوا بھیجا پھر پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ»

"اے زید، اللہ نے تجھے سچا کہہ دیا ہے۔" (التفسیر، سورة الجمعة، رقم: ٤٩٠٠)

فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے شادی اور سادگی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی تب میں چھ سال کی تھی۔ جب ہم (ہجرت کرکے) مدینہ میں آئے تو ہم بنو حارث بن خزرج میں آکر رہائش پذیر ہو گئے وہاں مجھے بخار ہو گیا جس سے میرے سر کے بال جھڑ گئے پھر پیشانی کے بال اگ چکے تھے ایک دن میری ام رومان میرے پاس اس وقت آئیں جب کہ میں لکڑی پر جھولے لے رہی تھی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ امی نے مجھے آواز دی میں اس کے پاس گئی مجھے معلوم نہیں تھا کہ کس لیے مجھے بلاتی ہیں۔ امی جان نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر مجھے جا کھڑا کیا میرا سانس پھولا ہوا تھا جب کچھ میرا سانس قدرے سنبھلا تو امی نے میرا چہرہ دھویا پھر کمرے میں لے گئی وہاں انصار کی خواتین موجود تھیں انھوں نے مجھے خیر و برکت کی دعا دی اور امی نے مجھے انصاری خواتین کے سپرد کر دیا انھوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا اور چاشت کا وقت تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے سامنے اچانک آ گئے انصاری خواتین نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا اس وقت میری عمر ۹ سال تھی۔

(مناقب الانصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة، رقم: ٣٨٩٤)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خواب میں تو مجھے دو (ایک روایت میں تین) بار دکھائی گئی میں نے تجھے ریشمی کپڑے میں دیکھا (جبریل) فرماتے کہ یہ آپ کی (ہونے والی) بیوی ہے:

«فَاكْشِفُ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ»

"میں جب ریشمی کپڑے کو کھولتا تھا تو اس میں تو (یعنی تیری تصویر) ہوتی تھی۔"

تو میں کہتا:

«اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ»

''اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ میری بیوی بنا دے گا۔'' (حوالہ مذکور: رقم: ۳۸۹۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اور ان کی پاکیزگی کا اعلان:

ام المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے پھر ان میں سے جس کے نام قرعہ نکل آتا تو اسی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک جہادی سفر میں ہم لوگوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو میرے نام پر قرعہ نکلا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ حکم حجاب کے نزول کے بعد کا ہے۔ میں اس سفر میں ہودج (پردے والی ڈولی) کے اندر بٹھا دی جاتی تھی اور ہودج سمیت اتار لی جاتی تھی۔ چنانچہ ہم چلتے رہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے رات کے وقت روانگی کا حکم دے دیا۔ جب لوگوں میں روانگی کے لیے منادی ہوئی تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور (قضائے حاجت کے لیے) چلی گئی حتی کہ میں لشکر سے ایک طرف چلی گئی پھر جب حاجت سے فارغ ہوئی تو (اونٹ کے) کجاوے کے پاس آ گئی جب میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو اچانک معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے نگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئے تھی، گر گیا ہے لہٰذا میں اپنے ہار کو تلاش کرتی ہوئی واپس گئی اور اس کے ڈھونڈنے میں مجھے دیر ہوگئی اور جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے وہ آئے اور انھوں نے میرا ہودج اٹھایا اور میرے اونٹ پر جس پر میں سوار ہوتی تھی رکھ دیا۔ وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں ہودج میں ہی ہوں (کیونکہ) اس دور میں عورتیں عموماً ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا اور وہ غذا بھی بہت کم کھایا کرتی تھیں۔ لہٰذا جب لوگوں نے اس ہودج کو اٹھایا تو اس کو معمول کے موافق سمجھ کر اٹھا لیا کیونکہ میں اس وقت کم سن (دبلی پتلی) لڑکی تھی۔ پھر وہ اونٹ کو اٹھا کر چل دیئے لشکر کے نکل جانے کے بعد میں نے اپنا ہار پا لیا تو جہاں قافلہ اترا ہوا تھا واپس آئی مگر وہاں کوئی نہ تھا تب میں اس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں پر پڑاؤ کیا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ جب لوگ مجھ کو (قافلہ میں) نہ پائیں گے تو اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے اسی حالت میں میں بیٹھی ہوئی تھی میری آنکھیں نیند کے سبب مجھ کو بھاری معلوم ہونے لگیں اور نیند مجھ پر غالب آ گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے وہ صبح کو میری

منزل پر پہنچے اور وہ دور سے ایک سوتے ہوئے انسان کو دیکھ کر میرے پاس آئے کیونکہ انہوں نے مجھے پردے کے حکم سے پہلے دیکھا ہوا تھا لہٰذا مجھ کو پہچان لیا اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں ان کی انا للہ کی آواز سن کر بیدار ہوگئی پھر انہوں نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں کو موڑ دیا (تاکہ میں بغیر کسی کی مدد کے خود سوار ہوسکوں) لہٰذا میں اونٹ پر سوار ہوگئی۔ وہ اونٹ کو ہانکتے ہوئے پیدل چلے اور قافلہ میں اس وقت پہنچے جب دوپہر کو لوگ آرام کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گئے یعنی میرے اوپر صفوان کے ساتھ تہمت لگائی اور جس شخص نے یہ طوفان اٹھایا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک مہینے تک بیمار رہی اور لوگ بہتان والی بات کو پھیلاتے رہے اور مجھے اپنی بیماری میں بارہا یہ خیال آتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نبی ﷺ کی وہ مہربانی نہیں دیکھتی جو میں اپنی بیماری کے وقت سے پہلے دیکھا کرتی تھی۔ اب صرف یہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور سلام کرتے اس کے بعد کہتے کہ: تم کیسی ہو؟ اور مجھے اس بارے میں کسی بات کا علم نہ تھا کہ اصل وجہ کیا ہے؟ میں بہت کمزور ہوچکی تھی (ایک رات) میں اور مسطح کی والدہ مناصع جہاں ہماری قضاء حاجت کی جگہ تھی وہاں گئیں اور ہم صرف رات ہی کو وہاں پر قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور یہ واقعہ ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء بنائے جانے سے پہلے کا ہے اور ہم پرانے دور کے عربوں کی طرح جنگل میں یا باہر دور جا کر قضائے حاجت کیا کرتی تھیں میں اور مسطح کی ماں جو ابورہم کی بیٹی تھیں جا رہی تھیں کہ اتفاقاً وہ اپنی چادر میں پھنس کر گر پڑیں تو کہنے لگیں: «تَعِسَ مِسْطَحٌ» کہ مسطح ہلاک ہو جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ برا کلمہ منہ سے نکالا ہے کیا تم ایسے شخص کو برا بھلا کہتی ہو جو بدری صحابی ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اے بی بی! کیا تم نے نہیں سنا کہ ان لوگوں نے کیا طوفان اٹھایا ہوا ہے؟ پھر انہوں نے مجھ پر تہمت لگانے والوں کی ساری باتوں پر مطلع کر دیا۔ تو پھر تو اس بہتان کو سن کر میری بیماری زیادہ شدید ہوگئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے سلام کیا اور فرمایا: تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں۔ میرا اس سے مقصد یہ تھا کہ اپنے والدین کے ہاں جا کر اس خبر کی تحقیق کرسکوں گی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ میں نے اپنی ماں سے وہ سب باتیں بیان کیں جو لوگ پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا

« يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّأْنَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً

عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَ لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا اَكْثَرْنَ عَلَيْهَا »

اے بیٹی! تم پریشان نہ ہو۔ اللہ کی قسم! عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حسین عورت کسی شخص کے پاس ایسی ہو کہ وہ مرد اس کو محبوب رکھتا ہو۔ اور اس عورت کی سوکنیں بھی ہوں تو اس کی سوکنیں اس کی برائیاں بیان کرتی ہیں۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ! لوگ تو اس موضوع پر بہت باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے وہ رات صبح تک اس طرح گزاری کہ میرے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (امیر المؤمنین سیدنا) علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا کیوں کہ اس بارے میں وحی نہیں اتر رہی تھی تو آپ ﷺ ان سے میرے بارے میں مشورہ کر رہے تھے تو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ! وہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں اور اللہ کی قسم! ہم ان میں سوائے اچھائی کے کچھ نہیں جانتے۔ مگر (امیر المؤمنین سیدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہرگز تنگی نہیں کی ان کے علاوہ بھی بہت عورتیں ہیں (یعنی آپ ﷺ اگر مطمئن نہیں ہیں تو کسی اور عورت سے شادی کر لیں) اور آپ ﷺ لونڈی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے دریافت کریں، وہ (ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کے بارے میں) آپ ﷺ سے سچ سچ بیان کر دے گی تو رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا کیا تم نے (ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں) کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک دلائے؟ انہوں نے جواب دیا:

« لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ »

"نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے ان میں کبھی کوئی بھی ایسی بات نہیں دیکھی۔"

جس کی وجہ سے میں ان پر (شک کروں یا ان پر) عیب لگا سکوں بات اتنی ہے کہ وہ ایک کم سن لڑکی ہیں (اپنے گھر کی کلی طور پر خبر گیری نہیں رکھتیں حتی کہ) آٹا گوندھ کر (اس کو ویسا ہی گوندھا ہوا چھوڑ کر) سو جاتی ہیں بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ (یعنی وہ تو بھولی بھالی لڑکی ہے) رسول اللہ ﷺ اسی دن (خطبے کے لیے) کھڑے ہو گئے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کے مقابلے میں (جس نے بہتان باندھا تھا) نصرت طلب کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے مقابلے میں جس کے سبب سے مجھ کو اپنے گھر والوں کے بارے میں اذیت پہنچی ہے، کون میری مدد کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں میں اچھائی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا دوسرا انھوں نے ایک ایسے شخص کی بات کی ہے جس میں میں خیر ہی دیکھتا ہوں

اور میرے گھر میں وہ جب بھی آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے ہیں۔ تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم! ہم اس شخص کے مقابلے میں آپ ﷺ کی مدد کریں گے۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوتا تو فوراً ہم اس کی گردن مار دیتے اور اب چونکہ وہ قبیلہ خزرج میں سے ہے لہٰذا آپ ﷺ ہم کو اس بارے میں جو کچھ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ اس کے بعد سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اس سے پہلے وہ اچھے آدمی تھے مگر ان کی قومی حمیت نے برانگیختہ کیا اور انہوں نے (سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے) کہا کہ اللہ کی قسم تم غلط کہتے ہو تم نہ تو اس کو قتل کرسکو گے اور نہ ہی تم میں اس کی جرأت ہی ہے۔ پھر سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (جو قبیلہ اوس سے تھے) کھڑے ہوئے اور انہوں نے (سیدنا سعد بن عبادہ سے) فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم غلط کہتے ہو، ہم ضرور اسے قتل کر دیں گے، تم منافق ہو کیونکہ منافقوں کی پاسداری کر رہے ہو۔ پھر تو اوس اور خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے۔ آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان کو خاموش کرایا حتی کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس روز بھی روتی ہی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی۔ پھر صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے اور میں دو راتوں اور ایک دن سے مسلسل رو رہی تھی اور برابر آنسو جاری تھے میں خیال کرتی تھی کہ رونے سے میرا کلیجہ شق ہو جائے گا۔ ابھی وہ دونوں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ اچانک ایک انصاری خاتون نے (میرے پاس آنے کی) اجازت طلب کی میں نے اسے اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم رو رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے مجھ پر بہتان لگایا گیا تھا، اس دن سے آپ ﷺ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے اور آپ ﷺ پر ایک مہینہ تک میرے بارے میں کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا، اس کے بعد فرمایا: اے عائشہ مجھ کو تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تم (اس تہمت سے) بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو بری فرما دے گا اور اگر تم واقعی کسی گناہ میں ملوث ہو چکی ہو تو:

« فَاسْتَغْفِرِی اللّٰهَ وَ تُوبِی اِلَیْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ »

تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو اس لیے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے۔ اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو مکمل کر

چکے تو میرے آنسو (بالکل) تھم گئے ۔ میں نے اپنے والد (امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے عرض کی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دیجئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دے دو مگر انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا جواب دوں؟ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں کمسن لڑکی تھی، قرآن بھی زیادہ نہیں پڑھی ہوئی تھی میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں نے وہ بات سنی ہے جو لوگ اڑا رہے ہیں اور وہ آپ کے دلوں میں جم گئی ہے اور آپ لوگوں نے تقریباً اس کی تصدیق کی ہے اب اگر میں تم سے کہوں گی کہ میں (اس الزام سے) بری ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک میں بری ہوں تو آپ لوگ مجھے سچا نہ سمجھیں گے اور اگر میں اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں (اس تہمت سے) پاک ہوں تو یقیناً آپ لوگ مجھے سچا سمجھیں گے۔ اللہ کی قسم! میری اور آپ کی مثال یوسف علیہ السلام اور ان کے والد کی طرح ہے کہ جب ان کے والد بزرگ نے کہا تھا۔

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ (یوسف: ۱۸)

''صبر ہی بہتر ہے اور ان تکلیف دہ باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔''

اس کے بعد میں نے اپنا رخ اپنے بستر کی طرف کر لیا اور میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بری فرما دے گا۔ مگر اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال قطعاً نہیں تھا کہ میرے اس معاملے میں آسمانوں سے وحی نازل ہو گی میں تو اپنے دل میں اپنے آپ کو اس قابل ہی نہیں سمجھتی تھی کہ قرآن مجید میں میرے اس معاملے کا ذکر ہوگا بلکہ میں تو یہ سمجھتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے میں کوئی خواب دیکھیں گے اور وہ خواب میری براءت کر دے گا۔ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے ہٹے بھی نہیں تھے اور نہ گھر کے لوگوں میں سے کوئی شخص باہر نکلا تھا کہ اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی حالت طاری ہو گئی جو وحی کے وقت طاری ہوا کرتی تھی۔ حتی کہ سردی کے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی پیشانی مبارکہ) سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے اور سب سے پہلے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا وہ یہ تھا، «يَا عَائِشَةُ اِحْمَدِیْ اللّٰهَ فَقَدْ بَرَّأَكِ اللّٰهُ» اے عائشہ! تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت کا اعلان فرما دیا۔ میری والدہ نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (شکریہ ادا کرنے کے لیے) کھڑی ہو جاؤ میں نے کہا:

« لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَ لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ »

''نہیں اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر ادا کروں گی۔''

اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ﴾ (سورۃ نور: ۱۱)

''جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری براءت میں نازل فرمائیں تو امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو پہلے مسطح بن اثاثہ کو قرابت کی وجہ سے کچھ امداد کے طور پر دیا کرتے تھے۔ یہ قسم کھالی کہ مسطح کو اس کے بعد کہ انہوں نے (ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ طاہرہ کی نسبت ایسا کچھ کہا ہے اب کچھ بھی نہ دوں گا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا ...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

(سورۃ نور: ۲۲)

''تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہیں کھالینی چاہیے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں معاف فرما دے؟ اللہ غلطیوں کو معاف فرمانے والا بڑا مہربان ہے۔''

انہوں نے مسطح کو دوبارہ وہی دینا شروع کر دیا جو ان کو دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے معاملہ کی نسبت دریافت فرمایا تھا: اے زینب! عائشہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں کان اور آنکھ کو جھوٹ سے بچاتی ہوں اللہ کی قسم! میں (ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) میں سوائے اچھائی کے اور کچھ نہیں جانتی۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا میری مدمقابل تھیں مگر اللہ نے ان کو بوجہ ان کی پرہیزگاری کے، میری بدگوئی سے بچا لیا۔

(الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضًا، رقم: ٢٦٦١)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور غشی کا دورہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان فرماتی ہیں کہ ایک دن میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئی اس نے کہا، اللہ تعالیٰ فلاں فلاں کو تباہ کرے میں نے کہا کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ میرا (رضاعی) بیٹا بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنھوں نے (حضرت عائشہ پر تہمت کی) باتیں کی ہیں ام رومان نے کہا کہ وہ بات کیسی ہے؟ تو اس نے تفصیل بتائی۔

حضرت عائشہ نے اس خاتون سے پوچھا کہ کیا اس بات کا علم نبی ﷺ کو بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں پوچھا کہ اس بات کا علم حضرت ابوبکر کو بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غشی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو حضرت عائشہ کو کپکپی کے ساتھ بخار آ چکا تھا میں نے عائشہ پر کپڑا ڈال کر ڈھانپ دیا اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے آپ ﷺ نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اسے سردی والا بخار ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا شاید اس بات کی وجہ سے ہے جو (تہمت کی بات) چل رہی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر حضرت عائشہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم اٹھا کر بھی (اپنی پاکیزگی بیان کروں) تو تم میری بات نہیں مانو گے اور اگر میں اصل حقیقت بیان کروں تو تم نہیں مانو گے۔ اللہ کی قسم میری اور تمہاری مثال حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں کی سی ہے کہ یعقوب نے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾

تم جو باتیں کرتے ہو اس پر میرا تو اللہ ہی مددگار ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر نازل فرما (کر میری پاک دامنی کا اعلان فرما دیا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کا یا دوسرے کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی بلکہ میں تو اللہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ (المغازی، باب حديث الافك، رقم:٤١٤٣)

مروان نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو گرفتار کرنا چاہا لیکن......:

حضرت یوسف بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مراون کو حجاز کا گورنر بنا دیا تو اس نے خطبہ میں بات کا ذکر کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی

جائے، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر اسے کوئی ایسی بات کہی (جو اس کو ناگوار گزری تو) اس نے حکم دیا کہ اسے گرفتار کر لو لیکن وہ بھاگ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے جس کی وجہ سے وہ اسے گرفتار نہ کر سکے تو مروان نے کہا کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے متعلق نازل ہوئی تھی:

﴿وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَاۤ اَتَعِدَانِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ......﴾

(الاحقاف:۱۷)

"اور جس نے اپنے والدین سے کہا کہ میں تم سے تنگ آ گیا تم مجھ سے یہی کہتے رہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کئی امتیں گزر چکی ہیں (ان میں سے کوئی زندہ ہو کر نہیں آیا تو میں کیسے زندہ ہو گا؟) وہ دونوں اللہ پاک سے فریادیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں تیری بربادی ہو تو ایمان لے آ بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے۔......"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ نے ہمارے بارے میں کوئی ایسی چیز نازل نہیں فرمائی ہاں اللہ تعالیٰ نے میرا عذر قرآن مقدس میں ضرور نازل فرمایا تھا۔

(التفسیر: باب والّذی قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ...... رقم:۴۸۲۷)

عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی:

حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ جب نبی کائنات (سفر پر) نکلتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چلتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کرتے رہے۔

حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا عائشہ! آج رات آپ میرے اونٹ پر سوار نہیں ہو جاتیں اور میں آپ کے اونٹ پر سوار ہو جاؤں گی؟ آپ (میرا اونٹ) دیکھو اور میں (آپ کا اونٹ) دیکھوں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے اور اس پر حفصہ سوار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سلام کہا اور ایک طرف چلے گئے۔ جب عائشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو جب لوگوں نے پڑاؤ کیا تو عائشہ نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں داخل کر دیے (جہاں سانپ بچھو ہوا کرتے تھے) کہنے لگیں:

«یَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَیَّ عَقْرَبًا اَوْ حَیَّةً تَلْدَغُنِیْ وَ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهُ شَیْئًا »

"اے رب العزت مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کردے جو مجھے ڈس لے (اور میرا خاتمہ کردے) کیونکہ میں اللہ کے رسول کو کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں پاتی۔"

(النکاح: باب القرعة بین النساء اذا اراد سفراً، ۵۲۱۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دینی رغبت:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ» (قیامت میں) جس کا حساب لیا گیا، اسے (ضرور) عذاب کیا جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (یہ سن کر) میں نے کہا کہ کیا اللہ پاک یہ نہیں فرماتا ﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ (الانشقاق: ۸) (معلوم ہوا کہ آسان حساب کے بعد عذاب ہونا ضروری نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَ لٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ یَهْلِكُ »

"یہ (حساب جس کا ذکر اس آیت میں ہے درحقیقت حساب نہیں بلکہ اعمال کا) صرف پیش ہونا ہے لیکن جس شخص سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی تو وہ (یقیناً) ہلاک ہوگا۔"

(التفسیر: سورة ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ......﴾ رقم: ۴۹۳۹)

آیت تیمم کا نزول عائشہ کی برکت:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم بیداء یا ذات الجیش (مقام) پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ نے اس کو ڈھونڈنے کے لیے قیام کیا اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے اور اس مقام پر کہیں پانی نہ تھا (اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا) لہذا لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ (ام المومنین) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ کہ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو روک لیا اور لوگ ایسے مقام پر ہیں جہاں پانی نہیں ہے؟ اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوئے اور جو اللہ نے چاہا وہ انہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں چوکے مارنے لگے، رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور

آپ ﷺ سو رہے تھے اس لیے میں درد کی شدت کے باوجود حرکت بھی نہ کرسکتی تھی پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ اٹھ بیٹھے جبکہ آپ بغیر پانی والے (مقام) پر تھے چنانچہ اللہ بزرگ و برتر نے آیت تیمم نازل فرمائی لوگوں نے تیمم کیا (اور نماز ادا کی) حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَا هِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ»

"اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔"

(یعنی تیمم والی سہولت کے علاوہ کئی سہولتیں صحابہ کو ابوبکر کی اولاد کی وجہ سے مل چکی تھیں) عائشہ کہتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار ہوا کرتی تھی، اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

(التیمم، باب: رقم: ٣٣٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبریل کا سلام:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام تم کو سلام کہتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

«وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ»

"آپ ﷺ وہ چیز دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔"

(فضائل صحابہ، باب فضل عائشة: رقم٣٧٦٨

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی جہادی کھیل دکھایا کرتے تھے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں موجود تھیں جو بعاث کی لڑائی کا قصہ گا رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ لیٹے رہے اور اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ شیطانی آوازیں نبی ﷺ کے پاس؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا اور حبشی لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔ یا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا خود رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں! تو آپ ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار کے ساتھ لگ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ۔ (میں دیکھتی رہی) جب میں اکتا

گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر جائیے۔
(العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، رقم:۹٤۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسئلے کی تردید کی:

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میت پر اس کے عزیزوں کے رونے کے سبب سے عذاب ہوتا ہے۔ تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: «رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ» اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کے حال پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ مومن کو اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے بلکہ رسول اللہ نے تو یہ فرمایا تھا:

«اِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ »

''اللہ تعالیٰ کافر پر اس کے عزیزوں کے رونے کے باعث عذاب زیادہ کرتا ہے۔''

اور اس کے بعد فرمانے لگیں کہ تمہیں قرآن (کی یہ آیت) کافی ہے۔

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (الانعام:١٦٤)

''کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت (کی قبر) پر ہوا جس کے مرنے پر اس کے عزیز و اقارب رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ اس (کے فراق) پر رو رہے ہیں حالانکہ اس پر اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔
(الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت...... رقم:۱۲۸۸، ۱۲۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ازواج مطہرات کا جھگڑا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے دو گروہ تھے ایک گروہ وہ تھا جس میں ام المؤمنین عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ اور دوسرا گروہ وہ تھا جس میں ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کی باقی بیویاں تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبت عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) سے ہے۔ جب ان میں سے کسی کے پاس کوئی ہدیہ ہوتا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو دینا چاہتا تھا تو وہ اس کو روکے رکھتا حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ

کے گھر میں ہوتے تھے تو ہدیہ پہنچانے والا اپنے ہدیہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس ام المؤمنین عائشہ کے گھر میں پہنچاتا۔ اس پر ام المؤمنین ام سلمہ کے گروہ نے (اس بارے میں) تبادلہ خیال کیا اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کرو کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دینا چاہے تو آپ ﷺ چاہے اپنی کسی بیوی کے پاس ہوں وہ دے دیا کرے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا جب ازواج مطہرات نے ام المؤمنین ام سلمہ سے جواب دریافت کیا تو انہوں نے کہا آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے ان سے کہا کہ تم پھر سے کہو۔ جب آپ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (ان کی باری کے دن) گئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی مگر آپ ﷺ نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ ازواج مطہرات نے پھر ان سے پوچھا کہ کوئی جواب ملا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے ان سے کہا کہ تم پھر آپ ﷺ سے کہنا تاکہ آپ ﷺ کوئی جواب دیں۔ چنانچہ جب ان کی باری تھی تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِيْ وَ أَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ»

تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہ ستاؤ، اس لیے کہ میں جس بیوی کے پاس بھی ہوتا ہوں تو مجھ پر عائشہ کے علاوہ کسی کی چادر میں بھی وحی نہیں آتی۔"

ام المؤمنین ام سلمہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ «أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَذَاكَ» میں آپ ﷺ کو تکلیف دینے سے اللہ عزوجل سے توبہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد ازواج مطہرات نے سیدہ فاطمہ الزہرۃ رضی اللہ عنہا (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی) کو بلایا اور ان کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ ﷺ کی بیویاں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں انصاف کرنے کے لیے آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ»

"اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟"

انہوں نے کہا کہ ہاں! (میں یقیناً اس سے محبت کرتی ہوں) چنانچہ سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس لوٹ کر گئیں اور ان کو اس بات سے آگاہ کیا تو ازواج مطہرات نے ان سے کہا کہ تم پھر نبی ﷺ کے

پاس جاؤ مگر انہوں نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔ پھر ازواج مطہرات نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انہوں نے سخت گفتگو کی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ ابن ابوقحافہ کی بیٹی (ام المؤمنین عائشہ) کے بارے میں انصاف کیجئے اور انہوں نے اپنی آواز بلند کر لی حتی کہ انہوں نے میری موجودگی میں مجھے سخت برا بھلا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھنے لگے کہ میں (کچھ) کہتی ہوں یا نہیں؟ (راوی کہتا ہے کہ) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دینا شروع کیا حتی کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کو خاموش کرا دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

«اِنَّهَا بِنْتُ اَبِیْ بَكْرٍ»

''ایسا آخر کیوں نہ ہوتا وہ ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں۔''

(الهبة و فضلها، باب من اهدى الى صاحبه...... رقم:۲۵۸۱)

ازواج مطہرات نے ورثہ مانگنا چھوڑ دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا آٹھواں حصہ مال غنیمت میں سے مانگنے کو بھیجا۔ تو میں نے ان کو منع کیا اور کہا تمہیں اللہ کا ڈر نہیں ہے؟ کیا تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان معلوم نہیں ہے: «لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ترکہ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے صرف آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس مال میں سے کھا سکتے ہیں تو پھر تمام ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے کہنے سے (ورثہ طلب کرنے سے) رک گئیں۔ (المغازی، باب حدیث بنی النضیر......رقم:۴۰۳۴)

سیدہ عائشہ قسم کھاتے وقت بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چھوڑ دیتی تھیں:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور اس طرح جب ناراض ہوتی ہو تو مجھے علم ہو جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت یہ) کہتی ہو ''محمد کے رب کی قسم'' اور جب مجھ سے خفا ہوتی ہو تو کہتی ہو ''ابراہیم کے رب کی قسم''! ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا:

«اَجَلْ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ»

''جی ہاں (ٹھیک ہے) یارسول اللہ، اللہ کی قسم! میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں (ورنہ آپ ﷺ کی محبت نہیں چھوڑتی)'' (النكاح، باب غيرة النساء......رقم:٥٢٢٨)

عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرض الموت میں تعریف کی:

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں تھیں اور ان کی حالت تشویشناک تھی، حضرت ابن عباس نے ان کے پاس داخل ہونے کے لیے اجازت چاہی تو (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ تامل کیا اور) فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری تعریف کرنے سے نہیں رہیں گے لیکن وہاں موجود لوگوں نے کہا ام المومنین وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور معزز ترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں (انھیں اجازت دے دو!) بالآخر انھوں نے اجازت دی وہ اندر آئے اور فرمانے لگے آپ کا کیا حال ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: «بِخَیْرٍ اِنِ اتَّقَیْتُ» اگر میرے اندر تقویٰ ہے تو سب بہتر ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے آپ اچھی ہیں کیونکہ آپ ﷺ نبی مکرم کی بیوی ہیں اور آپ ﷺ نے آپ کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور (جب آپ پر تہمت لگی) تو اللہ کریم نے آپ کا عذر (قرآن کی شکل میں) نازل فرمایا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد ابن زبیر اندر آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے انھوں نے میری تعریف کی:

«وَوَدِدْتُ اَنِّیْ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا»

''(اس لیے) میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بسری اور گمنام ہوتی۔''

فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی محبت اور اللہ کے سلام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا کرتی تھی اتنی کسی عورت پر نہیں آیا کرتی تھی حالانکہ ان کی وفات آپ ﷺ کے ساتھ میری شادی سے تین سال قبل ہو چکی تھی (مجھے ان پر غیرت اس لیے آتی تھی) کہ آپ ﷺ اس کا عموماً ذکر فرمایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ

کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں گول موتی سے بنائے ہوئے محل کی خوشخبری دے دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو گوشت ان کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات کہتی:

«كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَة »

”ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت تھی ہی نہیں۔“

تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے،

« إِنَّهَا كَانَت وَ كَانَتْ وَ كَانَ لِيُ مِنهَا وَلَدٌ »

”وہ تو ایسی اور ایسی تھی اور اس سے میری اولاد بھی ہوئی تھی۔“

(فضائل الصحابة ، باب تزويج النبي ﷺ خديجة...... رقم:۳۸۱۸)

ایک روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا، یارسول اللہ! یہ خدیجہ برتن میں سالن یا کھانے پینے کی کوئی چیز لا رہی ہے:

« فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَ مِنِّي وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ »

”جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پیش کرنا اور اسے جنت میں ایک گھر کی بشارت بھی دینا جو موتی کا بنا ہوا ہے جس میں نہ تو شور ہوگا اور نہ ہی تھکان ہوگی۔“ (حوالہ مذکور، رقم: ۳۸۲۰)

ایک روایت میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز کو پہچان لیا اور آپ خوشی سے لرز گئے اور فرمایا، اے اللہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے کہہ دیا: آپ تو قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی کا ذکر کرتے رہتے ہیں جس کے مسوڑھے سرخ تھے جو فوت ہو چکی ہے حالانکہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اچھی بیویاں عطا فرمادی ہیں۔

(حوالہ مذکور، رقم: ۳۸۲۱)

ایک روایت میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« خَيْرُ نِسَاءِ هَا مَرْيَمُ وَ خَيْرُ نِسَاءِ هَا خَدِيْجَةُ »

”پہلے زمانہ کی عورتوں میں سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا بہتر تھیں اور اس امت کی خواتین میں سے بہتر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔“ (حوالہ مذکور، رقم:۳۸۱۵)

فضائل ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت صدقہ کیا کرتی تھیں:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم میں سے) سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون ملے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ہاتھ تم سب میں سے لمبا ہوگا۔ تو انہوں نے ایک بانس کا ٹکڑا لے کر ہاتھ ناپنے شروع کیے تو سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ (مگر جب سب سے پہلے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی) تو ہم نے جان لیا کہ ان کا ہاتھ صدقہ نے لمبا کر دیا تھا (اور ہاتھ کے بڑے ہونے سے مراد کثرت صدقہ تھی چنانچہ) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم سب سے پہلے ملیں اور وہ صدقہ دینے کو بہت پسند کیا کرتی تھیں۔ (الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، رقم: ١٤٢٠)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح عرش پر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کی شکایت لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (کہ وہ مجھے پریشان کرتی ہے اس لیے میں اسے اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا میں اسے طلاق دیتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں نصیحت کی: «اِتَّقِ اللّٰهَ وَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ » اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق مت دو۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کے نبی اللہ کے قرآن میں سے کسی بات کو چھپاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ﴾ جس چیز کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا آپ اسے لوگوں سے ڈرتے ہوئے چھپا رہے تھے۔“ (الاحزاب:۳۷) یہ آیت چھپا لیتے۔

حضرت زینب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں پر فخر کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں:

«زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ وَ زَوَّجَنِي اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ»

''کہ تمہاری شادیاں نبی ﷺ سے تمہارے گھر والوں نے کیں جب کہ میرا نکاح ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ نے کر دیا تھا۔''

(التوحید، باب و کان عرشه علی الماء...... رقم: ٧٤٢٠)

فضائل ام سلیم رضی اللہ عنہا

حق بات پوچھنے میں شرمانا نہیں چاہیے:

اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا (یہ تو بتائیے کہ) کیا کوئی عورت محتلم ہو جائے تو اس پر غسل (فرض ہوتا) ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا ہاں جبکہ وہ پانی (یعنی پلیدی اپنے کپڑے یا شرمگاہ پر) دیکھے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (مارے شرم کے) اپنا منہ چھپا لیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا تَرِبَتْ يَدَاكِ فَمِنْ أَيْنَ يَكُوْنُ الشِّبَهُ»

''ہاں تمہارا اپنا ہاتھ خاک آلودہ ہو جائے (اگر عورت کی منی خارج نہیں ہوتی) تو بچہ اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟'' (العلم، باب الحیاء فی العلم، رقم: ١٣٠)

فضائل اسماء رضی اللہ عنہا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین کا لقب ملا:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا جب کہ آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے آپ ﷺ کے کھانے اور پانی کے ظرف کے لیے کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے میں ان دونوں چیزوں کو باندھ دیتی تو میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اپنے کمر بند کے سوا اور کوئی چیز نہیں ملتی جس سے میں اس کو باندھ دوں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے کمر بند کے دو حصے کر لو، ایک سے پانی کے ظرف کو اور

دوسرے سے دستر خوان کو باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اسی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین رکھا گیا۔
(الجهاد، باب حمل الزاد فی الغزو......رقم: ٢٩٧٩)

صحابی رضی اللہ عنہ نے جنت کے شوق میں کھجوریں پھینک دیں:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے احد کے دن نبی ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں آج اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کہاں (جاؤں گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: (تو) جنت میں (جائے گا)۔

« فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ »

''اس نے اپنے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں اور لڑنا شروع کر دیا حتی کہ شہید ہو گیا۔''

(المغازی، باب غزوة احد، رقم: ٤٠٤٦)

فضائل اہل بدر، اہل حدیبیہ و انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم

آپ ﷺ کی مرض الموت میں انصار کے لیے وصیت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور وہ آخری مجلس تھی جس میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ ایک بڑی چادر اپنے شانوں پر ڈالے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک مٹیالے رنگ کی ایک پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میرے قریب آجاؤ چنانچہ لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اما بعد! دیکھو یہ قبیلہ انصار کے لوگ کم ہوتے جائیں گے اور دوسرے لوگ بڑھتے جائیں گے۔

« فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ يَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ »

''لہٰذا جو شخص امت میں سے کسی چیز کا مالک ہو اور وہ اختیار رکھتا ہو کہ اسکے ذریعے کسی کو ضرر یا کسی کو فائدہ پہنچ سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ انصار میں سے نیکو کار کی (نیکی) کو قبول کرے اور ان میں خطا کار (کی خطا) سے درگزر کرے۔''

(مناقب الانصار، باب قول النبی ﷺ اقبلو من محسنهم ......رقم: ٣٨٠٠)

انصار نے مہاجرین پر سب کچھ نچھاور کر دیا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین و اسباب والے تھے مہاجرین کو انصار نے اپنے مال تقسیم کر دیئے۔ اس شرط پر کہ وہ انہیں ہر سال نصف پھل دے دیا کریں اور جملہ محنت از اول تا آخر وہی کریں اور ان کی ماں یعنی انس کی ماں اُمّ سلیم وہ عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں بھی تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے چند درخت دے دیئے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آزاد کردہ لونڈی اُم ایمن کو جو اسامہ بن زید کی ماں تھیں دے دیئے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خیبر سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف لوٹے تو مہاجرین نے ان کی دی ہوئی چیزیں واپس کر دیں یعنی وہ پھل کے باغ و درخت جو انہوں نے مہاجرین کو دیئے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ان کے درخت واپس کر دیئے اور ام ایمن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عوض میں اپنے باغ سے کچھ درخت دے دیئے تھے۔

(الھبة و فضلھا...... باب فضل المنیحة، رقم: ۲۶۳۰)

انصار کو مہاجرین سے محبت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بحرین میں انصار کو جاگیر الاٹ کر دیں تو انصار نے کہا کہ (ہم تب تک نہیں لیں گے) جب تک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی ویسی ہی زمینیں الاٹ نہ ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوئے دیکھو گے۔ اس وقت تم صبر کرنا حتی کہ تم مجھے آن ملو۔ (الجزیة والموادعة......رقم: ۳۱۶۳)

بدری صحابہ اور بدری فرشتے افضل ہیں:

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بدری صحابی فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا:

«مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ»

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدریوں کو اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:« مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ »سب مسلمانوں میں سے افضل (سمجھتا ہوں) یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہی تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

« وَ كَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ »

''اسی طرح جو فرشتے جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے (وہ بھی تمام فرشتوں میں افضل ہیں)''

(المغازی ، باب شهود الملائكة بدرًا، رقم: ۳۹۹۲)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں پہنچے:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ ایک ہزار سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے، جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالا اور ان کا کوہان چیر کر نشان دار کر دیا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور آپ ﷺ نے بنی خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ کیا (کہ قریش کے متعلق معلومات لائے) اور آپ ﷺ آگے بڑھتے رہے۔ جب آپ ﷺ غدیر الاشطاط مقام میں پہنچے تو جاسوس نے آپ ﷺ کے پاس آ کر بتایا کہ قریش نے آپ ﷺ سے لڑنے کے لئے فوجیں اکھٹی کر رکھی ہیں اور یہ فوجیں مختلف قبیلوں سے لی گئی ہیں۔ وہ سب آپ ﷺ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے اور کعبہ تک نہیں جانے دیں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے لوگو! مجھے مشورہ دو (کہ کیا کرنا چاہیے) تمہاری کیا رائے ہے کہ میں کافروں کے اہل وعیال کو غارت کر دوں جو کہ ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں؟ اگر وہ ہمارا مقابلہ کریں گے تو اللہ بڑا بزرگ وغالب ہے، اس نے مشرکین کی کمک کو کاٹ کر رکھ دیا ہے اور اگر وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکے تو ہم انہیں بھگا دیں گے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ہم تو صرف بیت اللہ کا قصد کر کے آئے ہیں، ہم کسی کو مارنا یا لوٹنا نہیں چاہتے، آپ چلیں تو سہی اگر کوئی ہمیں روکے گا تو ہم لڑیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام پر چلو۔ (المغازی، باب غزوة الحديبية، رقم: ٤١٧٨)

حبشہ کی ہجرت کرنے والوں کی دو ہجرتیں ہوئیں:

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم یمن میں تھے تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے ہجرت کر کے آنے کی خبر پہنچی تو ہم آپ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے، میں اور میرے دو بھائی

ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور ابو رہم تھے، میں ان سے چھوٹا تھا اور ترپن ۵۳ آدمی میری قوم کے ہمارے ساتھ آئے تھے، خیر ہم سب جہاز میں سوار ہوئے، اتفاق سے یہ جہاز حبش کے ملک میں نجاشی بادشاہ کے پاس جا پہنچا وہاں ہمیں سیدنا جعفر بن ابی طالبؓ ملے، ہم نے ان کے پاس قیام کیا، پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور ہم نبی ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے اور دوسرے لوگ ہم سے کہنے لگے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے ہیں اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ آئی تھیں۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان بنیں اور انہوں نے بھی نجاشی کے ملک میں مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی تھی، سیدنا عمرؓ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو حبش کے ملک میں گئی تھیں اور سمندر کا سفر کر کے آئی ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا بولیں جی ہاں میں وہی ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سے زیادہ ہمارا حق ہے۔ یہ سن کر انہیں غصہ آ گیا اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، آپ ﷺ تم میں سے بھوکے شخص کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے جبکہ ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں رہتے تھے جو حبش میں واقع ہے اور ہماری یہ سب تکالیف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں تھیں۔ اللہ کی قسم! مجھ پر کھانا پینا حرام ہے جب تک رسول اللہ ﷺ سے تمہاری بات کا ذکر نہ کرلوں ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہمیں ہر وقت خوف رہتا تھا۔

میں نبی کریم ﷺ کو جا کر بتاؤں گی اور ان سے پوچھوں گی:

« وَاللّٰهِ لَا اَكْذِبُ وَ لَا اَزِيْغُ وَلَا اَزِيْدُ عَلَيْهِ »

''اللہ کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ میں غلط بیانی کروں گی اور نہ میں مبالغہ آمیزی کروں گی۔''

جب نبی ﷺ تشریف لائے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا نبی اللہ! عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ تو وہ بولیں کہ میں نے انہیں اس طرح اس طرح جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم کشتی والوں کی تو دو ہجرتیں ہیں۔

(كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم: ٤٢٣٠)

اُحد کے شہداء کی تدفین میں قرآن کی وجہ سے فضیلت:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ احد کے شہیدوں میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں رکھتے اور دریافت فرماتے:

«اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ»

''ان میں سے قرآن کا زیادہ عالم کون تھا؟''

جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ ﷺ قبر میں پہلے اس کو رکھتے تھے اور فرماتے تھے:

«اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ»

''قیامت کے دن میں ان لوگوں (کے مومن ہونے) کا گواہ ہوں۔''

اور آپ ﷺ نے ان کو ان کے خون کے ساتھ ہی دفن کرنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کو نہ غسل دیا گیا نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (الجنائز، باب من يقدم في اللحد، رقم:١٣٤٧)

اہل یمن کی فضیلت

یمن والوں نے آپ کی بشارت قبول کی:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بنی تمیم (کے لوگو) خوش ہو جاؤ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہمیں بشارت دی ہے اب (کچھ مال بھی) ہمیں دیجئے تب رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ ﷺ کے پاس یمن کے لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت کو قبول کرو کیونکہ اس کو بنی تمیم (کے لوگوں) نے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ پھر نبی ﷺ مخلوق کی ابتدا اور عرش کی باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے (مجھ سے) کہا کہ اے عمران! تمہاری اونٹنی کھل گئی ہے اس کو جا کر پکڑو۔ میں اٹھ کر چلا گیا مگر میرے دل میں یہ

حسرت رہ گئی کہ کاش میں نہ اٹھتا۔

(کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ ﴿ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ......رقم: ۳۱۹۰)

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ پہلے اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا اور لوح محفوظ میں اس نے ہر چیز لکھ دی تھی اور اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا...... ایک شخص نے مجھے آواز دی کہ اے ابن حصین! تمہاری اونٹنی کھل گئی تو میں چلا گیا مگر وہ اونٹنی اب سراب (یعنی وہ ریت جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے) سے آگے جا چکی تھی مگر اللہ کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ کاش! میں اس اونٹنی کو چھوڑ دیتا اور وہاں سے نہ اٹھتا۔ (حوالہ مذکور، رقم: ۳۱۹۱)

اتباع نبوی ﷺ

نبی ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے آپ ﷺ کی اطاعت میں کامیابی ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر معاملے میں آپ ﷺ کی اطاعت کرکے ہمارے لیے بہترین نمونہ قائم کردیا۔ واقعات درج ذیل ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حکم الٰہی پر شراب بہا دی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شراب پلائے جا رہا تھا اور وہ شراب کچی پختہ کھجور کی تھی۔ نبی ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا وہ منادی کر رہا تھا:

«اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ»

''لوگو! شراب حرام ہو چکی ہے۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ اور شراب گرادو میں نے جا کر شراب بہادی، شراب مدینے کی گلیوں میں بہہ رہی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ کتنے لوگ اس حالت میں فوت ہوئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی (تو ان کا کیا بنے گا؟) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝﴾ (المائدة:۹۳)

''ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک اعمال کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسے وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ تقویٰ اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک عمل کرتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔''

(التفسير۔ باب ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا......﴾ رقم: ٤٦٢٠)

مشرکین کی منعقد کردہ بازاروں میں تجارت کرنے میں حرج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عکاظ مجنہ ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کی منڈیاں تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان منڈیوں میں حج کے موسم میں تجارت کرنے کو گناہ تصور کیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ (البقرۃ:۱۹۸)

''تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' (الحج۔ باب التجارۃ ایام الحج رقم: ۱۷۷۰)

صفا مروہ کی سعی حج کا رکن ہے:

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ان دنوں میں کم سن تھا۔

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر جب کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان کا طواف نہ کرے۔''

(اصل بات یہ ہے کہ) کہ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی تھی کہ وہ (احرام میں) منات بت کا نام پکارا کرتے تھے یہ بت قدید کے برابر رکھا ہوا تھا اور یہ لوگ صفا مروہ کی دوڑ کو اچھا نہیں سمجھا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو انھوں نے اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو تب اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ (البقرۃ:۱۵۸)

(المغازی باب قدوم الاشعریین و اھل الیمن: ۴۳۹۱)

قباء والوں نے نماز میں قبلہ بدل لیا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جب ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ننھیال میں، جو انصار سے تھے ان کے ہاں رہائش اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ آنے کے بعد) سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ کعبہ ہو جائے (جو قبلہ تبدیل ہو گیا) سب سے پہلی نماز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(کعبہ کی طرف منہ کر کے) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ نماز میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک شخص چلا گیا اور کسی مسجد کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ وہ لوگ (بیت المقدس کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا:

«اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ »

''میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے۔''

(یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہود اور (جملہ) اہل کتاب بہت خوش ہوتے تھے مگر جب آپ ﷺ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ انہیں بہت ناگوار گزرا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کے دور میں وفات پائی یا کچھ لوگ اس دوران شہید ہو گئے تو صحابہ نے قبلہ تبدیل ہونے کے بعد کہا کہ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے وفات پا گئے تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ﴾ (البقرة:١٤٣)

''اللہ تمہارے ایمان (یعنی نماز) کو ضائع نہیں کرے گا۔''

(الایمان ، باب الصلاۃ من الایمان، رقم: ٤٠)

نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ اریس کے کنویں میں گر گئی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا اور اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا آپ ﷺ کی انگوٹھی کو دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں، جب آپ ﷺ نے صحابہ کو انگوٹھیاں پہنے دیکھا تو اپنی انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا:''لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا '' کہ میں کبھی بھی (سونے کی انگوٹھی) نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ انگوٹھی نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر عمر نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنی تھی پھر وہ انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اریس (نامی) کنویں میں گر گئی تھی (جو کافی تلاش

کے بعد بھی نہ مل سکی)(اللباس، باب خاتم الفضة،رقم:٥٨٦٦)

رضاعی بہن سے نکاح نہیں ہوتا:

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، اس کے بعد ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ (یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں ان میں نکاح درست نہیں ہو سکتا ہے) لیکن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے اس سے پہلے کبھی مجھے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ پھر عقبہ رضی اللہ عنہ (مکہ سے) سوار ہو کر رسول اللہ کے پاس مدینہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اب) کس طرح تم اس سے ازدواجی تعلق قائم رکھ سکتے ہو چنانچہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا (اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

(العلم، باب الرحلة في المسئلة……رقم:٨٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نمونے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (ابن جریج نے) کہا کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ (طواف میں) سوائے دونوں یمانی (رکنوں) کے اور کسی رکن کو تم ہاتھ نہیں لگاتے اور میں نے تمہیں دیکھا کہ تم سبتی جوتیاں پہنتے ہو اور میں نے دیکھا کہ تم زردی سے (اپنے بالوں کو یا لباس کو) رنگ لیتے ہو اور میں نے تمہیں دیکھا کہ جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو اور لوگ جب (ذی الحجہ کا) چاند دیکھتے ہیں (اسی وقت سے) احرام باندھ لیتے ہیں لیکن تم جب تک آٹھ ذوالحجہ کا دن نہیں آ جاتا احرام نہیں باندھتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (بے شک میں) یہ کام کرتا ہوں جہاں تک (طواف میں) یمانی ارکان کو ہاتھ لگانے کی بات ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں یمانی (رکنوں) کے سوا اور کسی رکن کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح سبتی جوتوں کا مسئلہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتے پہنتے ہوئے دیکھا تھا جن پر بال نہیں ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جوتے میں وضو فرماتے تھے (یعنی پیر دھوتے تھے، مسح نہیں کرتے تھے) لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ ایسے جوتے پہنوں، اسی طرح زرد خضاب کا مسئلہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ زرد رنگ ہی استعمال کروں اور اس طرح احرام باندھنا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت احرام باندھتے ہوئے دیکھا تھا جب کہ

آپ ﷺ کی سواری کھڑی ہوتی تھی یعنی آٹھویں تاریخ کو۔
(الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين......رقم:١٦٦)

نبی ﷺ کے عبادت کیے ہوئے مقامات پر عبادت کرتے تھے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (بھی) عمرہ یا حج ادا فرماتے تو (مقام) ذوالحلیفہ میں بھی اترتے تھے اور جب کسی غزوہ سے لوٹتے اور اس راستہ سے ہو (کر آتے) یا حج یا عمرہ میں ہوتے تو وادی کے اندر اتر جاتے۔ پھر جب وادی کے گہراؤ سے اوپر جاتے تو اونٹ کو اس بطحا میں بٹھلا دیتے جو وادی کے کنارے پر بجانب مشرق ہے، پھر آخر رات میں وہیں آرام فرماتے حتی کہ صبح ہو جاتی (یہ مقام جہاں آپ ﷺ آرام فرماتے) اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھروں سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلے پر ہے جس کے اوپر مسجد ہے بلکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے اندر کچھ ٹیلے (ریت کے) تھے رسول اللہ ﷺ وہیں نماز پڑھتے تھے، پھر اس بطحا میں سیلاب بہہ کر آیا یہاں تک کہ وہ مقام جہاں سیدنا عبداللہ نماز پڑھتے تھے دفن ہو گیا۔
(الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة......رقم:٤٨٤)

سواری کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی سواری کو چوڑائی میں بٹھا دیتے تھے اور اس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے (عبداللہ راوی نے نافع راوی سے پوچھا) کہ جب سواریاں چرنے کے لیے چلی جاتیں (تو پھر آپ کیا کرتے تھے؟) فرمایا کہ آپ ﷺ پالان کو لے لیتے تھے پھر اس کے پچھلے حصے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے:

«وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ» ۔

''ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔'' (الصلاة، باب الصلاة الى الراحلة......رقم:٥٠٧)

جو کلمات نبی ﷺ نے سکھائے وہی کلمات قبول ہوں گے:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز کی طرح وضو کر لیا کرو۔ پھر اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاؤ پھر اس کے بعد کہو:

« اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَیْكَ وَ اَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتٰبِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ بِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ »

''اے اللہ! میں نے تجھ سے امید وار اور خائف ہو کر اپنا چہرہ تیری جناب میں جھکا دیا۔ اور اپنا (ہر) کام تیرے سپرد کر دیا اور میں نے تجھے اپنا پشتی بان و پناہ دہندہ بنا لیا اور (میں یقین رکھتا ہوں کہ) تجھ سے (یعنی تیرے غضب سے) سوا تیری بارگاہ کے کوئی پناہ ونجات کی جگہ نہیں ہے۔ اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے اس نبی پر (بھی) جسے تو نے ہدایت خلق کے لیے) بھیجا ہے۔''

اگر تم اپنی اس رات میں مر جاؤ گے تو ایمان پر (مرو گے) اور ان کلمات کو تمام اذکار کے بعد پڑھو جو تم کرنا چاہتے ہو سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرایا پھر جب میں «اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ» پر پہنچا تو میں نے کہہ دیا «وَ بِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ» (یعنی) اور تیرے رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ «وَ نَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ» ہی کہو کہ اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا ہوں جسے تو نے ہدایت خلق کے لیے بھیجا ہے۔

(الوضوء ، باب فضل من بات علی الوضوء ،رقم :۲۴۷)

سانپ مارنے کا حکم:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا، سانپ (جہاں دیکھو) مار ڈالو اور (سفید) دھاری والے اور دم کٹے سانپ کو زندہ نہ چھوڑو کیونکہ یہ آنکھ کی بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل والی عورت کا حمل گرا دیتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سانپ کو مارنے کے لیے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ اسے مت مارو۔ تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرما دیا تھا۔ (زہری نے کہا) کہ ایسے سانپ العوامر (کہلاتے) ہیں۔ (وہ سانپ چونکہ گھر میں رہتے ہیں اسی وجہ سے انہیں عوامر کہا گیا ہے)

(بدء الخلق، باب قول اللہ تعالی ﴿وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ﴾ ، رقم: ۳۲۹۸، ۳۲۹۷)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے عمرہ کے لیے کعبہ کا طواف تو کر لیا لیکن صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کر سکا آیا وہ اپنی عورت کے پاس آئے (یا نہیں؟) تو انہوں نے کہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) تشریف لائے تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا (یعنی کعبہ کے گرد سات چکر لگائے) اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور صفا مروہ کے درمیان (سعی) فرمائی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی ذات) میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔

(الصلاۃ، باب قوله تعالیٰ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى......﴾، رقم: ۳۹۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم والی جگہ پر سواری بٹھائی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے میدان میں اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی (نافع فرماتے ہیں کہ) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (الحج، باب ذات عرق لاھل العراق کا ذیلی عنوان، رقم: ۱۵۳۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمان نبوی پر اعتماد کرتے ہوئے اونٹ واپس نہ کیے:

سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کچھ بیمار اونٹ خریدے۔ اس آدمی کا اس کاروبار میں ایک شراکت دار بھی تھا اس کا وہ شریک سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بطور معذرت کے کہا کہ میرے شریک نے بیمار اونٹ آپ کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں۔ اس نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تم ان کو واپس لے جاؤ۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ انہیں چھوڑ جاؤ۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی ہیں کیونکہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے)

«لَا عَدْوَىٰ......»

''ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا۔'' (البیوع، باب شراء الابل الھیم......، رقم: ۲۰۹۹)

ابن عمر رضی اللہ عنہما حج میں نبی کے نقش قدم پر:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو اپنی اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم

فرماتے پھر وہ سوار ہو جاتے جب اونٹنی کھڑی ہو جاتی تو قبلے کی طرف متوجہ ہو تے پھر تلبیہ (لبیک لبیک) کہنا شروع کر دیتے اور حرم میں پہنچ کر تلبیہ پکارنے سے رک جاتے تھے، ذی طویٰ مقام میں صبح ہونے تک رات کو آرام کرتے، پھر جب نماز پڑھ لیتے تو غسل فرماتے اور فرماتے تھے:

«اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ»

''رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔'' (الحج، باب الاهلال مستقبل القبلة، رقم:۱۵۵۳)

دین میں اگر مگر جائز نہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ اسے چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔ اس شخص نے کہا اچھا بتایئے اگر رش زیادہ ہو جائے (یا) اگر لوگ مجھ پر غالب آجائیں تو میں کس طرح حجر اسود کو بوسہ دوں؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«اِجْعَلْ اَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ»

''اپنی اگر مگر کو یمن میں رکھو۔''

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کو بوسہ دیتے ہوئے اور اس کو چومتے ہوئے دیکھا تھا۔

(الحج، باب تقبيل الحجر، رقم:۱۶۱۰)

کمزور کو ہاتھ سے پکڑ کر ارکان حج ادا کرو:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے نبی ﷺ کا گزر ایک شخص پر ہوا جس نے اپنا ہاتھ تسمہ سے یا رسی سے یا کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کو اس کے ذریعے کھینچ رہا تھا تو نبی ﷺ نے اس رسی کو اپنے ہاتھ سے توڑ دیا پھر فرمایا: «قُدْ بِيَدِهٖ» اسے اس کے ہاتھ سے پکڑ کر لے چل۔ (الحج، باب الكلام فی الطواف:رقم:۱۶۲۰)

امیر کی اطاعت کا حکم:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عبدالعزیز بن رفیع نے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو آپ کو نبی ﷺ سے یاد ہو بتاؤ کہ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز آٹھویں ذوالحجہ کے دن کہاں پڑھی تھی تو

انھوں نے فرمایا: ''منٰی میں'' اس نے دوبارہ پوچھا کہ کوچ کے دن (یعنی بارہویں تاریخ کو) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ تو انہوں نے کہا ''ابطح میں'' پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ویسا ہی کرو جس طرح تمہارے (حج پر مامور) تمہارے امیر لوگ کریں۔ (الحج، باب این یصلی الظهر یوم الترویة،رقم:۱٦۵۳)

خلیفہ نے حجاج کو وصیت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرنا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد حجاج کے خیمے کے قریب آ کر بلند آواز دی تو حجاج باہر نکل آیا اور اس کے جسم پر کسم سے رنگی ہوئی ایک چادر تھی۔ حجاج نے (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے عرض کی کہ اے ابو عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر تو سنت (کی پیروی کرنا) چاہتا ہے تو (تجھے وقوف کے لیے ابھی سے) چلنا چاہیے۔ حجاج نے عرض کی کہ کیا اسی وقت؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں پھر چلوں گا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اتر پڑے (اور انتظار کرتے رہے) حتی کہ حجاج نکلا پھر وہ میرے اور میرے والد محترم (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے حجاج سے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور نماز جلدی پڑھنا۔ تو حجاج عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف (مشاورتی نظر سے) دیکھنے لگا تو عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ سالم صحیح فرماتے ہیں۔ (الحج، باب التهجیر بالرواح یوم عرفة:۱٦٦۰)

غسل کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے غسل کے بارے میں پوچھا (کہ کتنے پانی سے کیا جائے) تو انہوں نے فرمایا کہ ایک صاع (پانی) تجھے کافی ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک صاع پانی کافی نہیں ہوتا۔ تو جابر نے فرمایا کہ (ایک صاع پانی) اس شخص کو کافی ہو جاتا تھا جس کے بال تجھ سے زیادہ گھنے تھے اور تجھ سے بہتر بھی تھا۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جابر رضی اللہ عنہ نے صرف ایک کپڑا پہن کر (نماز میں) ہماری امامت کی۔ (الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه:۲۵۲)

کعب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر قرض معاف کر دیا:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اتنے میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہاں تک کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور آپ گھر

میں تھے تو آپ ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور آواز دی۔ اے کعب! انہوں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اشارے سے فرمایا: تم اپنے قرض سے نصف کم کردو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ» یارسول اللہ ﷺ! میں نے نصف چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے (ابن حدرد سے) فرمایا: «قُمْ فَاقْضِهِ» (اٹھو اور باقی نصف ادا کردو۔) (الصلاۃ، باب التقاضی والملازمة فی المسجد: ٤٥٧)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کے جواب کے خلاف جواب دیا:

حضرت ھزیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیٹی اور پوتی اور بہن (کے وراثتی حصوں) کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدھا بیٹی کے لئے اور آدھا بہن کے لئے ہے اور تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جاکر پوچھو وہ بھی میرے ہی جیسا جواب دیں گے۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابوموسیٰ کا جواب بھی ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

«لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذَنْ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ»

"اگر میں بھی یہی جواب دوں تو گمراہ ہوجاؤں اور ہرگز ہدایت والوں میں سے نہیں ہوں گا۔"

میں اس مسئلہ میں وہی جواب دوں گا جو نبی ﷺ نے دیا تھا۔ بیٹی کے لئے آدھا اور پوتی کے لئے چھٹا یہ دو تہائیاں ہوں گی اور باقی ایک تہائی بہن کے لئے ہے (سائل کہتا ہے) کہ پھر ہم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور ہم نے ان سے ابن مسعود کا فتویٰ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا:

«لَا تَسْأَلُوْنِيْ مَا دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ»

"جب تک یہ عالم (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) تم میں زندہ ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھنا۔"

(الفرائض، باب میراث ابنة ابن مع ابنة: ٦٧٣٦)

ابوسعید نے نماز سے آگے گزرنے والے کو دھکا دیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک جوان آیا جو (قبیلہ) بنی ابی معیط سے تھا۔ اسے گزرنے کے لئے اور کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اس نے یہ چاہا کہ ان کے آگے سے ہی گزر جائے تو سیدنا ابوسعید نے اس کے سینے میں دھکا دیا۔ جوان نے ان کی طرف نظر کی اور پھر جب اسے دوسرا کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اس نے دوبارہ آگے گزرنے کی کوشش کی، لیکن حضرت

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے پہلے سے زیادہ زوردار دھکا دیا جس سے اسے تکلیف ہوئی اور وہ مروان کے پاس چلا گیا اور ابوسعید سے جو معاملہ ہوا تھا اس کی مروان سے شکایت کی اور اس کے پیچھے پیچھے ابوسعید رضی اللہ عنہ (بھی) مروان کے پاس چلے گئے تو مروان نے کہا کہ اے ابوسعید! تمہارا اور تمہارے بھائی کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ »

"جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو جو اسے لوگوں سے سترے کا کام دے رہی ہو پھر کوئی شخص اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اسے ہٹا دے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے اس لیے کہ وہ شیطان ہی ہے۔"

(الصلاة باب یر المصلی مَنْ مرَّ بین یدیه: ٥٠٩)

عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث ملنے پر مجوس سے جزیہ لیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے ایک سال قبل اہل بصرہ کی طرف ایک خط لکھا کہ اگر کسی مجوسی (پارسی) نے اپنی محرم عورت کو اپنی بیوی بنایا ہوا ہو تو ان دونوں کو جدا کر دو اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (مقام) ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

(الجزیة والهدنة، باب الجزیة والموادعة: ٣١٥٦)

غصے والے شخص کو اعوذ باللہ پڑھنے کی ترغیب:

سیدنا سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی باہم گالی گلوچ کر رہے تھے۔ ایک کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص پڑھے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ اگر یہ کہہ دے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے اس لیے تو اعوذ باللہ پڑھ! اس نے کہا کیا مجھے جنون ہے؟ (جو میں شیطان سے پناہ مانگوں؟) (شاید یہ شخص جاہل گنوار

تھا یا منافق اس لیے یہ بات نہ مانی)(بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده:۳۲۸۲)

حی علی الصلاۃ کی بجائے الصلاۃ فی الرحال:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ بارش والے دن میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا اور مؤذن کو جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلاة پر پہنچا یہ حکم دیا کہ وہ کہے الصَّلَاةُ فِي الرِّحال (اپنی اپنی منزل جگہ پر نماز ادا کرلو) تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے گویا کہ انہوں نے (اس کو) برا سمجھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي »

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس کو برا (غلط) سمجھا ہے حالانکہ ایسا تو انھوں نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اور جمعہ واجب ہے لیکن مجھے اچھا نہ لگا کہ تمہیں حرج میں ڈالوں کہ تم مٹی کو گھٹنوں تک روندتے آؤ)
(الجمعة، باب الرخصة ان لم يحضر الجمعة في السمطر:۹۰۱)

نماز اتباع نبوی کے بغیر برباد ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) مسجد میں تشریف لے گئے، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے (سلام کا) جواب دیا اور فرمایا:

« اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ »

”جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“

وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسا کہ اس نے (پہلے) پڑھی تھی، پھر واپس آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب اس نے عرض کی:

« وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي »

”قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سکھا دیجیے۔“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ اس کے بعد جو تمہیں قرآن سے

یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو حتی کہ رکوع میں اطمینان سے رہو پھر سر اٹھاؤ حتی کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں اطمینان کرو۔ پھر سر اٹھاؤ حتی کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔ (الاذان، باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة: ۷۹۳)

نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ پیش کرتے ہیں:

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں کہا:

« اَحۡفَظُكُمۡ لِصَلَاةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ »

”مجھے تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد ہے میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھائے اور جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جما لیے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیا اور جس وقت آپ ﷺ نے اپنا سر (رکوع سے) اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر چلی گئی اور جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے نہ ان کو بچھایا اور نہ سمیٹا اور اپنے پاؤں کی انگلیاں آپ ﷺ نے قبلہ رخ کر لی تھیں پھر جس وقت آپ ﷺ دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو آپ ﷺ نے کھڑا کر لیا پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیا اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر لیا اور اپنی سرین پر بیٹھ گئے۔

(الاذان، باب سنة الجلوس فی التشهد: ۸۲۸)

سلام کے بعد بائیں طرف سے بھی گھوم سکتا ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لَا يَجۡعَلُ اَحَدُكُمۡ لِلشَّيۡطَانِ شَيۡئًا مِنۡ صَلَاتِهِ...... »

”تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں خواہ مخواہ شیطان کا حصہ نہ بنائے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس پر ضروری ہے کہ (نماز کے بعد) صرف اپنی داہنی طرف سے گھومے گا کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو اکثر اپنی بائیں طرف سے گھومتے دیکھا تھا۔ (الاذان باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال: ۸۵۲)

صحابہ نے آپ ﷺ کی اتباع میں پیاز نہ کھایا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے۔ یا یہ فرمایا: ہماری مسجد سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اور ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں چند سبزیاں (پکی ہوئی) تھیں تو آپ ﷺ نے اس میں کچھ بو پائی تو دریافت فرمایا: اس میں کیا ہے؟ تو جتنی سبزیاں اس میں تھیں وہ سب آپ ﷺ کو بتا دی گئیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے فلاں صحابی رضی اللہ عنہ کے قریب کر دو۔ پھر جب آپ ﷺ نے اُسے دیکھا کہ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ سبزیاں کھانا پسند نہیں کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي»

"تم کھالو کیونکہ میں اس سے سرگوشیاں کرتا ہوں جس سے تم سرگوشیاں نہیں کرتے۔"

(الاذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث: ۸۵۵)

آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقے کا حکم دیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ نبی ﷺ کے ساتھ (عید گاہ) میں حاضر ہوئے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! اگر میری قرابت آپ ﷺ سے نہ ہوتی تو میں حاضر نہ ہو سکتا (کیونکہ میں چھوٹا تھا) آپ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس ہے پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا:

«فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلَى حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ»

کوئی عورت اپنا ہاتھ اپنی انگوٹھی کی طرف بڑھانے لگی اور کوئی اپنی بالی کی طرف اور کوئی کسی زیور کی طرف اور اس کو اتار اتار کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈالنے لگیں، پھر آپ ﷺ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے آئے۔ (الاذان، باب وضوء الصبيان......: ۸۶۳)

ریشمی لباس ممنوع ہے:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی سوٹ فروخت ہوتے دیکھا تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کاش آپ ﷺ اس کو خرید لیتے اور اس کو جمعہ

کے دن اور قاصدوں کے آنے کے مواقع پر پہن لیا کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّمَا یَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ »

”یہ لباس تو وہی شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

اس کے بعد (کہیں سے) اسی قسم کے کئی ریشمی جوڑے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے تو آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس میں سے ایک ریشمی جوڑا دے دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ ﷺ نے مجھے یہ دے دیا حالانکہ آپ ﷺ حلہ عطارد کے بارے میں کچھ ارشاد فرما چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَمْ اَکْسُکَهَا لِتَلْبَسَهَا »

”میں نے آپ ﷺ کو یہ جوڑا اس لیے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو۔ (بلکہ کسی دوسری جگہ لگا سکتے ہو) تو عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

(الجمعة، باب یلبس احسن ما یجد: ۸۸۶)

اذان کا جواب دینا مسنون ہے:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان کہی۔ تو جب اس نے کہا« اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ » معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا« اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ » پھر مؤذن نے کہا: « اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ » تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا« وَ اَنَا »مؤذن نے کہا« اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ »تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا« وَ اَنَا» پھر اذان ختم ہو چکی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

« یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰی هٰذَا الْمَجْلِسِ حِیْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ یَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّیْ مَقَالَتِیْ»

”اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی مقام (یعنی منبر پر) سنا جب مؤذن نے اذان دی تو آپ ﷺ وہی فرماتے جاتے تھے جو تم نے مجھ سے سنا ہے“

(الجمعة، باب یجیب الامام علی المنبر...... ۹۱۴)

قربانی عید کی نماز کے بعد ہے......!!

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہمارے

سامنے خطبہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَ نَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ......»

''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کی تو اس نے یقیناً (ہمارے) طریقے کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔''

ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ براء رضی اللہ عنہ کے ماموں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے اور میں نے چاہا کہ میری بکری سب سے پہلی بکری ہو جو میرے گھر میں ذبح ہو اس لیے میں نے اپنی بکری ذبح کر ڈالی اور نماز پر آنے سے پہلے کچھ ناشتہ بھی کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بکری گوشت کی بکری ہے (قربانی کی نہیں ہے) تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ ہے تو کیا وہ مجھے کفایت نہیں کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ وَ لَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ»

''ہاں لیکن آپ کے بعد کسی کو یہ کفایت نہ کرے گا۔'' (العیدین، باب الاکل یوم النحر: ۹۵۵)

مروان نے عید کا خطبہ پہلے دیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نماز (عید) ادا کرتے تھے۔ نماز مکمل ہو جانے کے بعد آپ ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ ﷺ انہیں نصیحتیں فرماتے اور احکام دیتے۔ اس کے بعد اگر کوئی لشکر روانہ کرنے کا پروگرام ہوتا تھا تو اس کو تیار کرتے یا کوئی دوسرا حکم کرنا چاہتے تو حکم نامہ جاری فرماتے پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو چلے) جاتے۔ سیدنا ابوسعید فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ اسی (دستور) پر عمل کرتے رہے حتیٰ کہ میں مروان کے ساتھ عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر میں نکلا اور وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا۔ جب ہم عید گاہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جس کو کثیر بن صلت نے تیار کیا تھا اور مروان (عید) نماز پڑھنے سے پہلے اس پر چڑھنے لگا میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر پیچھے کو کھینچا لیکن۔

اس نے مجھ سے چھڑا لیا اور منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا اور میں نے اس سے کہا کہ

اللہ کی قسم! تم لوگوں نے (سنت نبوی کو) بدل ڈالا تو اس پر اس نے جواب دیا:

« يَا اَبَا سَعِيدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ »

''اے ابو سعید! وہ بات ختم ہو چکی ہے جو تم جانتے ہو۔''

میں نے کہا:

« مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا اَعْلَمُ »

''جو کچھ میں جانتا ہوں اللہ کی قسم! وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔''

تو اس نے کہا:

« اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ »

''لوگ نماز کے بعد خطبہ سننے کے لیے نہیں بیٹھتے۔ اس لیے میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔''

(العيدين ، باب الخروج الى المصلّى بغير منبر:٩٥٦)

آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا کافر نے نہ کیا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مکہ میں سورۂ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ سب لوگوں نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) کے اس نے اللہ کے سامنے سجدہ کرنے سے تکبر کیا اور) اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لے لی اور اسے اپنی پیشانی تک اٹھایا اور کہا:

«يَكْفِينِي هٰذَا»

''مجھے یہی کافی ہے۔''

تو میں نے اس کو اس کے بعد (بدر کے دن) دیکھا کہ بحالت کفر قتل کر دیا گیا تھا۔

(ابواب سجود القرآن باب ما جاء فی سجود القرآن و سنتها:١٠٦٧)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سجدہ تلاوت کیا:

ابو سلمہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے سورۃ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا تو انھوں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں

نے فرمایا:

« لَوْ لَمْ اَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَجَدَ لَمْ اَسْجُدْ »

''اگر میں نے نبی ﷺ کو سجدہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں سجدہ نہ کرتا۔''

(سجود القرآن ، باب سجدة اذا السماء انشقت: ۱۰۷۴)

عثمان رضی اللہ عنہ نے قصر نماز ترک کردی تو ان پر اعتراض ہوا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہا گیا کہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ہم لوگوں کو (قصر نماز کے بجائے) چار رکعت نماز پڑھائی ہے تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے: «اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ» کہا پھر انہوں نے فرمایا

«صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَ صَلَّيْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ......»

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔''

پھر فرمایا: اے کاش! بجائے ان چار رکعتوں کے میرے حصے میں وہی دو مقبول رکعتیں آ جائیں۔ جو نبی ﷺ اور امیر المؤمنین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پڑھا کرتے تھے۔ (تو وہ بہتر ہیں)

(ابواب التقصير، باب الصلاة بمنى: ۱۰۷۳)

نبی ﷺ نے علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو تہجد پڑھنے کا حکم دیا:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم تہجد کیوں نہیں پڑھتے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی ، یارسول اللہ ﷺ! ہماری جانیں تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ جب انھوں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ (کچھ ناراض سے) واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا اور آپ ﷺ جاتے ہوئے اپنی ران پر ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝﴾

''انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

(التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل...... ۱۱۲۷)

ایک عورت کا عبادت میں تکلف:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا ایک رسی دو ستونوں کے درمیان لٹک رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ رسی ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی لٹکائی ہوئی ہے جب وہ نماز میں کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو اس رسی سے لٹک جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا حُلُّوهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نِشَاطَهُ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ»

''ایسا ہر گز نہ کرنا چاہیے۔ یہ رسی کھول دو تم اپنی طبیعت کے ہوشیار رہنے تک نماز پڑھا کرو۔ پھر جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔'' (التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة: ۱۱۵۰)

عصر کے بعد نفل نہیں ہیں:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز عصر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھنے سے منع کرتے ہوئے سنا تھا پھر ایک موقع پر میں نے آپ ﷺ کو نماز عصر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس (اس وقت) انصار کے قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں (بیٹھی ہوئی) تھیں (اس لیے میں خود نہ جا سکی) تو میں نے ایک لونڈی کو آپ ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ تو آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ ﷺ سے عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے عرض کرتی ہیں کہ آپ نے ان دو رکعتوں سے تو منع فرمایا ہوا ہے لیکن آپ ﷺ خود پڑھ رہے ہیں؟ اگر رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے تیری طرف اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا۔ وہ لونڈی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ آپ ﷺ سے پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی! قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے اور میں ظہر کے بعد کی دو

رکعتیں نہ پڑھ سکا تو وہ دو رکعتیں میں نے اب پڑھی ہیں۔

(المغازی، باب وفد عبد القیس، رقم: ٤٣٨٠)

آپ ﷺ سعد بن عبادہ کی مرض کی شدت کے باعث روئے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے تو نبی ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو انہیں ان کے گھر بستر پر لیٹا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ انتقال کر گئے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر رونے لگے) جب لوگوں نے نبی ﷺ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَ لَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَ لٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا......»

''اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے پر عذاب نہیں کرتا اور نہ دل کے رنج پر اور آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور میت پر اس کے اقرباء کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب کیا جاتا ہے۔'' اس (زبان) کی وجہ سے عذاب کرتا ہے یا رحم کرتا ہے۔

(الجنائز، باب البکاء عند المریض: ١٣٠٤)

ایک جنتی صحابی:

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ اگر میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّ تُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَ تُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ»

''تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز پڑھا کر اور فرض زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر۔ اعرابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

کہ میں اس سے زیادہ (عبادت) نہیں کروں گا پھر جب وہ چل دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا»

''جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' (الزكاة ، باب وجوب الزكاة:١٣٩٧)

خاوند پر صدقہ کیا جا سکتا ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو صدقہ کرو پھر آپ ﷺ خواتین کے پاس گئے انھیں فرمایا:

« يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّيْ أُرِيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ »

''اے خواتین کی جماعت تم صدقہ کرو کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو پڑا ہوا دیکھا ہے (اس لیے صدقہ کر کے اپنے کو جہنم سے آزاد کراؤ۔''

خواتین نے آپ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! ہمارے جہنم میں زیادہ جانے کا کیا سبب ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ» تم بد دعائیں زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہو (عورت میں یہ بات ہوتی ہے کہ) اس کا دین اور عقل ناقص ہوتا ہے لیکن ذہین و فطین مرد کے عقل و شعور کو مات دے جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

جب آپ ﷺ اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے تو سیدہ زینب، جو کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگنے لگیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یا رسول اللہ! زینب (آئی) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ تو عرض کی گئی کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا ان کو اجازت دے دو ان کو اجازت دے دی گئی (جب وہ آئیں تو) انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے آج (ہم عورتوں کو) صدقہ دینے کا حکم دیا ہے اور میرے پاس کچھ زیور ہیں میں چاہتی ہوں کہ اسے خیرات کر دوں مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میری اولاد اس صدقے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَ وَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِم »
''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے تمہارا شوہر اور تمہارے بچے تمہارے صدقے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اس لیے تم انہیں صدقہ دے سکتی ہو۔''
(الزكاة، باب الزكاة، على الاقارب: ١٤٢٢)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کی بیان کردہ حدیث پر اعتراض کر دیا:

سیدنا ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے میری قوم کی طرف یمن بھیجا تھا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ بطحاء میں تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے) دریافت کیا کہ تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے نبی ﷺ کے احرام جیسا احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں کعبہ کا طواف کروں چنانچہ میں نے کعبہ اور صفا مروہ کا طواف کیا پھر آپ ﷺ نے مجھے (احرام کھولنے کا) حکم دیا چنانچہ میں نے احرام کھول دیا۔ پھر میں اپنی قوم کی کسی خاتون کے پاس گیا اس نے مجھے کنگھی کی یا فرمایا کہ میرا سر دھویا پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے (اور یہ حدیث میں نے ان سے بیان کی تو) انہوں نے فرمایا کہ (یہ حدیث ہم نہیں جانتے کہ کیسی ہے) اگر ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو وہ ہمیں (حج و عمرہ کے) پورا کرنے کا حکم دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (سورۃ بقرۃ: ١٩٤)
''اور حج و عمرہ کو پورا کرو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے''

« وَ اِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ »
''اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو آپ ﷺ نے بھی احرام نہیں کھولا تھا حتی کہ آپ ﷺ نے قربانی کر لی تھی (لہٰذا ہم آپ کی بات پر یقین کیسے کریں؟)

(الحج، باب من اهل فى زمن النبى ﷺ كاهلال النبى ١٥٥٩)

کفار حج کے ایام میں عمرہ ناجائز جانتے تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (دورِ جاہلیت میں) لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا تمام دنیا کی برائیوں سے بڑھ کر ہے اور وہ لوگ ماہ محرم کو ماہ صفر قرار دے لیتے تھے اور کہتے تھے:

«اِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ۔ وَ عَفَا الْاَثَرُ۔ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ»

جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم (جو سفر حج میں اس پر کجاوا باندھنے سے ہو جاتا ہے) اچھا ہو جائے اور نشان بالکل مٹ جائے اور صفر گزر جائے تو اس وقت عمرہ حلال ہو جاتا ہے اس شخص کے لیے جو عمرہ کرنا چاہے۔ لیکن جب نبی ﷺ اور صحابہ ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس احرام کو (توڑ کر اس کی بجائے) عمرہ (کا احرام) کر لیں تو یہ بات ان لوگوں کو بری معلوم ہوئی اور وہ لوگ کہنے لگے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ ؟ قَالَ حِلٌّ كُلُّهٗ »

"یارسول اللہ ﷺ! احرام سے باہر ہونے کے کونسے کام کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سب کام کرو۔" (الحج، باب التمتع والقران والافراد بالحج...... ١٥٦٤)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حج تمتع کرنے کا حکم دیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے حج تمتع کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے حج تمتع کرنے کا حکم دیا پھر میں نے ان سے قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا قربانی میں اونٹ گائے یا بکری ہونی چاہیے یا پھر قربانی کے جانور میں حصہ ڈالنا چاہیے لیکن لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا (میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کے مطابق حج تمتع کر لیا پھر) میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا تھا: «حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وَ مُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ» کہ تمھارا حج بھی عمدہ ہے اور عمرہ بھی مقبول ہے۔ تو میں نے یہ خواب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے تو قبول کیوں نہ ہو؟

(الحج، باب قوله تعالىٰ ﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ...... ﴾ رقم: ١٦٨٨)

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں جاتے وقت عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مکہ میں اپنے کس گھر میں تشریف فرما ہوں گے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عقیل نے کوئی جائیداد یا مکانات (ہمارے لیے) چھوڑے ہی کب ہیں؟ اور عقیل اور طالب ابوطالب کے وارث ہوئے تھے، نہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ ان کی کسی چیز کے وارث ہوئے تھے اور نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (اس وقت تک) کافر تھے۔ (الحج: باب توريث دُور مكة......۱۵۸۸)

عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو مسجد میں جانے سے نہیں روکتے تھے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی بیوی صبح اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں جایا کرتی تھیں ان سے کہا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیرت کھانے والے شخص ہیں تو پھر آپ مسجد میں کیوں جاتی ہیں تو انھوں نے پوچھا کہ پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کرتے تو لوگوں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے منع نہیں کرتے:

« لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ »

”اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔“

(الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة کا ذيلی باب: ۹۰۰)

عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا:

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

« اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَ لَا تَنْفَعُ وَ لَوْ لَا اَنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ »

”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بھی

بوسہ نہ دیتا۔'' (الحج، باب ما ذکر فی الحجر الاسود ، رقم:۱۵۹۷)

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زمین کا فیصلہ کیا:

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ان کا دربان یرفا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر، سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) باہر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں آپ انھیں اجازت دیتے ہیں؟

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انھیں اجازت ہے وہ اندر آئے اور سلام کیا اور بیٹھ گیا اور یرفاء تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما آئے ہیں انھیں اجازت ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں انھیں اجازت ہے وہ بھی آئے اور سلام کیا اور وہ بھی بیٹھ گئے جہاں عباس اور علی رضی اللہ عنہما کا بنونظیر کے مال میں اختلاف تھا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو فے کے طور پر دیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المومنین ہمارا فیصلہ کر دیجیے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا امیر المومنین! ان دونوں کا فیصلہ کر کے ان کو ایک دوسرے سے راضی کر دیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کہ تمھیں اس بات کا علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

« لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ »

ہمارا (انبیاء کا) ترکہ ورثے میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے؟

سب صحابہ نے کہا واقعی آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا پھر عمر رضی اللہ عنہ عباس، علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمھیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے علم میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے؟ تو دونوں نے اقرار کیا کہ واقعی آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب میں تمھیں حقیقت حال بتاتا ہوں کہ مال فے میں سے کچھ مال ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی کو عطا کیا تھا، اس میں سے کسی اور کو کچھ بھی نہیں دیا، پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ (الحشر:٦)

''ان کا جو مال اللہ نے اپنے رسول کو فے کے طور پر دیا جس پر نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

اللہ کی قسم! وہ مال اللہ کے رسول نے تمھیں دے دیا اور تمہارے کاموں میں خرچ کر دیا اس سے یہ مال بچ گیا آپ ﷺ اس میں سے اپنے اہل کا سال کا خرچ نکالتے تھے بقیہ دوسرے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ کیا معاملہ ایسا نہیں ہے؟ سب نے اقرار کیا پھر حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم بتاؤ بات اسی طرح ہے؟ دونوں نے اقرار کیا پھر فرمانے لگے پھر جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا وارث و متولی میں ہوں پھر وہ مال ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تحویل میں لے لیا اور اس میں نبی ﷺ والا طریقہ اختیار کیا اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر اس سلسلے میں سچے نیکو کار مخلص اور حق کے پیروکار تھے۔ پھر ان کی وفات ہوئی تو ابوبکر کا متولی میں بن گیا اور وہ مال دو برس تک میں نے اپنی تحویل میں رکھا میں نے اس میں رسول مکرم ﷺ اور ابوبکر والا طرز عمل اختیار کیے رکھا اللہ گواہ ہے کہ میں بھی اس سلسلے میں سچا نیکو کار مخلص اور حق کا پیرو تھا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور اس سلسلے میں مجھ سے بات کی۔ اے عباس رضی اللہ عنہ آپ اپنے بھتیجے (رسول کریم ﷺ) کا حصہ مانگنے آئے تھے اور علی رضی اللہ عنہ اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ لینے آئے تھے جو ان کے والد (محمد ﷺ) کی طرف سے انھیں ملنا تھا تو میں نے تمھیں کہا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَا نُوَرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ »

''ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے جب میں نے وہ مال تمھیں دینا چاہا۔''

تو میں نے تم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ مال میں تمہاری تحویل میں دے دیتا ہوں لیکن اس وعدے پر کہ تم اسے اسی طرح صرف کرو گے جیسے رسول کریم ﷺ اور ابوبکر اور میں صرف کیا کرتے تھے تو تم نے کہا کہ ٹھیک ہے وہ مال ہمارے حوالے کر دو، چنانچہ میں نے اس شرط پر وہ مال تمہاری تحویل میں کر دیا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تم یہ بتاؤ کہ کیا میں نے وہ مال ان کی تحویل میں اس شرط اور وعدے پر دیا تھا یا نہیں؟

انھوں نے کہا آپ نے واقعی اس شرط پر ان کے حوالے کردیا تھا پھر آپ ﷺ حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے وہ جائیداد تمھیں اس شرط پر دی تھی؟ تو انھوں نے اقرار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس فیصلے کے علاوہ کوئی دوسرا فیصلہ چاہتے ہو؟

« فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِیْ فِیْهَا قَضَاءً غَیْرَ ذَالِكَ »

"مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے حکم کے ساتھ زمین و آسمان قائم ہیں میں اس مال میں اس فیصلے کے علاوہ فیصلہ نہیں کرسکتا اگر تم سے یہ مال نہیں سنبھالا جاتا تو پھر یہ مال میرے حوالے کردو میں اس سلسلے میں تمھاری کفایت کروں گا۔"

(المغازی، باب حدیث بنی النضیر......۴۰۳۳)

کعبہ کے طواف میں دوڑ لگانے کی حکمت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جب (حج کرنے کے لیے مکہ) تشریف لائے تو مشرکوں نے (آپ ﷺ کے آنے سے پہلے) کہا کہ اب ہمارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے جس کو یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے (اس بات کی اطلاع پا کر) نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تین چکروں میں دوڑ لگائیں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں اور تمام چکروں میں دوڑ نہ لگانے سے آپ ﷺ کا یہ مقصود تھا کہ لوگوں پر سہولت ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ تھی۔ (الحج، باب کیف کان بدء الرمل: ۱۶۰۲)

عمر رضی اللہ عنہ نے رمل کو ختم کردینا چاہا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رمل سے کیا فائدہ تھا؟ بات صرف یہ تھی کہ ہم نے مشرکوں کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کیا تھا اور (اب) اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کردیا۔ (اب اسے چھوڑ دینا چاہیے) پھر فرمایا

« شَيْءٌ صَنَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَتْرُكَهُ »

''جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہم نہیں چاہتے کہ اس کو ترک کر دیں۔''

(الحج، باب الرمل، فی الحج، والعمرة: ۱۶۰۵)

اسماء چاند غروب ہوتے وقت مزدلفہ سے روانہ ہوئیں:

حضرت عبد اللہ بن کیسان فرماتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما مزدلفہ کی رات میں مزدلفہ کے پاس اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں پھر تھوڑی دیر نماز پڑھ کر پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، پھر وہ دوبارہ نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئیں پھر پوچھا کہ بیٹا چاند غروب ہو گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو کہنے لگیں چلو اب چلیں۔ چنانچہ ہم چل دیئے۔ حتی کہ اسماء رضی اللہ عنہما نے منٰی میں پہنچ کر کنکریاں ماریں پھر صبح کی نماز اپنے منزل پر آ کر پڑھی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ ہم نے جلد بازی کی ہے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے جواب دیا:

«يَا بُنَيَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ اَذِنَ لِلظُّعُنِ »

''اے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لیے (اس بات کی) اجازت پہلے ہی سے دے رکھی ہے۔'' (الحج، باب من قدم ضعفة اهل بِلَيْلٍ ...... ۱۶۷۹)

مزدلفہ سے روانگی کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمنا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں پہنچے تو ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چلی جائیں اور وہ ایک بھاری بھرکم بدن خاتون تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں لیکن ہم لوگ ٹھہرے رہے، حتی کہ صبح ہو گئی پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے (مگر مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں تمنا کرتی تھی کہ) کاش! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی ہوتی جس طرح کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے لے لی تھی تو مجھے ہر خوشی کی بات سے زیادہ پسند ہوتا۔

مزدلفہ کی طرف اندھیرے میں روانگی:

عبد الرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ گیا پھر (وہاں)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مغرب اور عشاء) دو نمازیں الگ الگ ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا۔ اس کے بعد جیسے ہی صبح کا آغاز ہوا تو فوراً فجر کی نماز پڑھ لی۔ اس وقت اتنا اندھیرا تھا کوئی تو کہتا تھا کہ فجر ہو گئی اور کوئی کہتا تھا کہ ابھی فجر ہی نہیں ہوئی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اس مقام یعنی مزدلفہ میں اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مزدلفہ میں نہ آئیں اور فجر کی نماز صبح صبح اسی وقت پڑھیں۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے۔ حتیٰ کہ خوب سفیدی پھیل گئی۔ اس کے بعد فرمایا:

«لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ الْاٰنَ اَصَابَ السُّنَّةَ»

"اگر امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ اب منیٰ کی طرف چل دیتے تو سنت کے موافق کرتے۔"

(امیر المؤمنین نے کوچ کر دیا تو راوی عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی پہلے تھی۔ پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ برابر تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ قربانی کے دن جمرۃ العقبہ کو کنکریاں ماریں۔ (اس وقت تلبیہ موقوف کر دیا)

(الحج، باب من یصلی الفجر بجمع: ١٦٨٣)

قربانی کے جانور پر سواری کرنے کا حکم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے جانور کو ہانک رہا تھا (سوار نہیں ہو رہا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو قربانی کا جانور ہے (اس پر کیسے سوار ہو سکتا ہوں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے پھر کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ تو پھر دوسری یا تیسری بار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِرْكَبْهَا وَيْلَكَ»

"تیری خرابی ہو، اس پر سوار ہو جا۔" (الحج، باب رکوب البدن: ١٦٨٩)

میت کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے عرض کی کہ میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی مگر حج نہ کر پائی مر گئی۔ لہٰذا کیا میں اس کی طرف

سے حج کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «حُجِّي عَنْهَا» ہاں تم اس کی طرف سے حج کرلو۔ (پھر فرمایا کہ) بتاؤ اگر تمہاری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی کہ نہیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ادا کرتی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ»

''اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔'' (الايمان والنذور، باب من مات و عليه نذر: ٦٦٩٩)

آیت کے مفہوم میں صحابی رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوگئی:

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت:

﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ (البقرة: ١٨٧)

''یہاں تک کہ سیاہ دھاگے سے سفید دھاری تمہارے لیے واضح ہو جائے۔'' نازل ہوئی تو میں نے ایک سیاہ رسی اور ایک سفید رسی لے لی اور ان دونوں کو اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا اور رات کو (اٹھ اٹھ کر ان کو) دیکھتا رہا مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہوا تو صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (سیاہ دھاگہ) تو رات کی سیاہی اور (سفید دھاگہ) صبح کی سفیدی ہے۔ (نہ کہ دھاگے کا سفید و سیاہ ہونا)

(التفسير، باب قوله تعالىٰ ﴿وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى......﴾ رقم: ٤٥١٠)

روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے:

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے (جب شام ہو گئی) تو آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: اترو اور میرے لیے ستو گھولو۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ابھی سورج موجود ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اترو اور میرے لیے ستو گھول دو۔ اس نے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ابھی تو سورج موجود ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اترو اور میرے لیے ستو گھول دو۔ تو وہ اونٹ سے اترا اور آپ ﷺ کے لیے ستو گھول دیا۔ پھر آپ ﷺ نے پیا اور اپنے ہاتھ سے اس (مشرق کی) طرف اشارہ کیا اور فرمایا: جب تم رات کو دیکھو کہ اس طرف سے آگئی ہے تو روزہ دار روزہ افطار کرلے۔ (الصوم، باب: تعجيم الافطار: ١٩٥٨)

عبادت میں ابودرداء رضی اللہ عنہ کا تکلف:

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرا دیا تھا۔ اس وجہ سے (ایک دن) حضرت سلمان ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو گئے تو انہوں نے اُم درداء کو بہت خستہ حالت میں پایا اور ان سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ وہ بولیں کہ تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ (تو میں زیب و زینت کس لیے کروں؟) اتنے میں حضرت ابو درداء بھی آ گئے اور انہوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کیا اور (سلمان رضی اللہ عنہ سے) کہا کہ تم کھاؤ میں تو روزہ دار ہوں۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے تب تک میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ بالآخر ابو درداء نے (روزہ توڑ دیا اور سلمان کے ساتھ) کھانا کھایا۔ پھر جب رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے لگے تو۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی سو جاؤ چنانچہ وہ سو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھنے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب اخیر رات ہوئی تو سلمان نے کہا اٹھو! چنانچہ دونوں نے نماز (تہجد) پڑھی۔ پھر ابو درداء سے سلمان نے فرمایا:

«اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِى حَقٍّ حَقَّهٗ»

"بے شک تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ تم ہر حق والے کا حق ادا کرو۔"

پھر حضرت ابو درداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تمام (واقعہ) بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «صَدَقَ سَلْمَانُ» سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ (بخاری)

(الصوم، باب من اقسم علی اخیه لیفطر فی التطوع......١٩٦٨)

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے:

ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ روزہ سے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟ تو انہوں نے پھر عرض کی کہ نہیں: تو

آپ ﷺ نے فرمایا: «فَافْطِرِیْ» (اگر نہیں) تو تم آج کا روزہ بھی نہ رکھو۔
(الصوم ، باب صوم یوم الجمعة......١٩٨٦)

رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں قریش عاشورہ (یعنی دس محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ تب بھی آپ ﷺ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا:

«فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَ مَنْ شَاءَ تَرَكَهُ»

''اس کے بعد جس کا جی چاہا اس نے عاشورہ کا روزہ رکھ لیا اور جس نے چاہا اس نے نہ رکھا۔'' (الصوم، باب صوم یوم عاشوراء:٢٠٠٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس کی کیا (وجہ ہے کہ تم عاشورے کا روزہ رکھتے ہو؟) انھوں نے کہا کہ یہ ایک بابرکت دن ہے یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام اس دن (شکرانے کا) روزہ رکھتے تھے (ہم ان کی اتباع میں روزہ رکھا کرتے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: «أَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ» میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام (کی اتباع) کا حق دار ہوں پھر آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (الصوم، باب صوم یوم عاشوراء:٢٠٠٤)

حرامی بچے کا مستحق زانی نہیں ہوتا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہی ہے لہٰذا تم اس کو اپنے قبضے میں لے لینا۔ پھر جب فتح مکہ کا موقع آیا تو سیدنا سعد بن ابی وقاص نے اسے جا کر لے لیا اور فرمایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے، مجھے میرے بھائی نے اس بارے میں وصیت کی تھی۔ چنانچہ عبد بن زمعہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ پھر وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے تو سیدنا سعد بن

ابی وقاص نے فرمایا، یارسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے مجھے میرے بھائی نے اس کے متعلق وصیت کی تھی (اور) عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ! وہ لڑکا تم کو ہی ملے گا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا:

« اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ »

''بچہ اسی کا ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو (یعنی بچہ جننے والی خاتون جس کے نکاح میں ہوگی بچہ اسی کا ہوگا) اور زنا کرنے والے کو رجم کیا جائے گا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی بیوی ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم اس سے پردہ کرو۔ کیونکہ آپ ﷺ نے (اس بچہ) میں کچھ مشابہت عتبہ کی بھی دیکھی تھی (راوی کا بیان ہے) ''فَمَا رَآهَا'' ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے پھر کبھی نہیں دیکھا حتی کہ وہ اللہ عزوجل سے جاملیں۔

(البیوع، باب تفسیر المشبھات: ۲۰۵۳)

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے ثبوت مانگ لیا:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لیے) اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی (کیونکہ اس وقت) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (کسی کام میں) مشغول تھے تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ لوٹ گئے۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی تھی ان کو اجازت دے دو تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا (اور پوچھا کہ تم کیوں لوٹ گئے تھے؟) انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ (یعنی اللہ کے نبی ﷺ کا یہی حکم ہے کہ اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو لہٰذا وہ انصار کی مجلس میں آئے اور ان سے پوچھا تو انصار نے کہا کہ اس بات کی گواہی تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دے سکتے ہیں جو ہم سب سے چھوٹے ہیں چنانچہ وہ انہی کو لے گئے (اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم پوشیدہ رہ گیا کیونکہ میں بازاروں میں تجارت کے لیے سفر کرنے میں مشغول ہوگیا تھا۔

(البیوع، باب الخروج فی التجارۃ: ۲۰۶۲)

صحابی رضی اللہ عنہ کدو سے محبت کیا کرتا تھا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھلانے کے لیے بلایا جو اس نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا تو میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کھانے پر گیا تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے روٹی اور شوربا جس میں لمبا کدو اور سوکھا ہوا گوشت تھا رکھ دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ پیالے میں ادھر ادھر سے کدو کو ڈھونڈ رہے تھے لہذا میں اس دن سے کدو کو اچھا سمجھتا ہوں۔ (الاطعمة، باب المرق:٥٤٣٦)

نبی ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اونٹ تحفے میں دے دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک تند مزاج اونٹ پر سوار تھا، وہ اونٹ میرے قابو میں نہ آتا تھا اور سب لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹتے تھے اور پیچھے کر دیتے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھ جاتا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پھر اسے ڈانٹ کر پیچھے کر دیتے تھے تو نبی ﷺ نے سیدنا عمر سے فرمایا: تم یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کرو۔ تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ آپ ہی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ نہیں) تم اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ چنانچہ انہوں نے وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کو فروخت کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ وہ اونٹ تمہارا ہی ہے تم اس کے ساتھ جو چاہو سو کرو۔ (یعنی آپ ﷺ نے اونٹ ان کو بطور تحفہ دے دیا)
(البیوع، باب اذا اشتری شیئًا فوهب......٢١١٥)

دینار کو دینار کے بدلے بیچنا جائز ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اشرفی کو اشرفی کے عوض اور درہم کو درہم کے بدلے (برابر برابر فروخت کرنا جائز ہے) ان سے کہا گیا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تو اس کے قائل نہیں ہیں (یعنی وہ تو کمی بیشی میں فروخت کرنے کے بھی قائل ہیں) تو سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ مسئلہ نبی ﷺ سے سنا ہے یا کتاب اللہ میں دیکھا ہے؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں کہتا اور تم نبی ﷺ کی حدیث مجھ سے زیادہ جانتے

ہو۔ البتہ مجھے تو سیدنا اسامہ نے یہ خبر دی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے سود تو ادھار ہی میں ہوتا ہے۔
(البیوع، باب بیع الدینار بالدینار نسأۃ:۲۱۷۸)

اتباع نبوی کرتے ہوئے صحابی رضی اللہ عنہ نے مکان سستے دام بیچ دیے:

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے غلام سے روایت ہے کہ وہ فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اے سعد! مجھ سے میرے وہ دونوں مکان جو آپ کے محلے میں ہیں خرید لیجئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو انہیں نہیں خریدوں گا۔ اس پر سیدنا مسور رضی اللہ عنہ (جن کو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے ہی کہا تھا کہ وہ اس معاملے میں میری مدد کریں) نے کہا کہ اللہ کی قسم! وہ تمہیں خریدنا ہو لگے۔ تو سعد نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا۔ اور وہ بھی قسط وار۔ سیدنا ابورافع نے کہا کہ مجھے تو پانچ سو اشرفیاں ان دونوں کے عوض ملتی ہیں اور اگر میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے تو میں آپ کو چار ہزار درہم میں نہ دیتا۔ کیونکہ مجھ کو پانچ سو اشرفیاں ان دونوں کے عوض مل رہی ہیں۔ پھر وہ دونوں مکان انہوں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔ (الشفعة، باب عرض الشفعة علی صاحبها......۲۲۵۸)

عورت کا ذبیحہ حلال ہے:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس کچھ بکریاں تھیں جو سلع (نامی پہاڑ) پر چرا کرتی تھیں تو ہماری ایک لونڈی نے ہماری کسی بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اس نے ایک پتھر کو توڑ کر اس بکری کو اس سے ذبح کر دیا تو سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ جب تک میں نبی ﷺ سے نہ پوچھ لوں یا (یہ کہا کہ) نبی ﷺ کے پاس کوئی آدمی بھیجتا ہوں کہ (اس بارے میں) پوچھ کر آئے۔ چنانچہ انھوں نے خود نبی ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا یا کوئی قاصد بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا تھا۔ (الوکالة، باب اذا ابصر الراعی......۲۳۰۴)

یہود کو جزیرۃ العرب اور خیبر سے نکال دیا گیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے

نکال دیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ پایا تو وہاں سے آپ ﷺ نے یہود کو نکال دینے کا ارادہ کیا اور جس وقت آپ نے خیبر پر غلبہ پایا تھا تو اسی وقت سے ہی وہاں کی زمین اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوگئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے وہاں سے یہود کے نکال دینے کا ارادہ کیا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کو وہیں رہنے دیں اس شرط پر کہ وہ وہاں کام کریں گے اور مسلمانوں کو نصف پھل آمدنی دیا کریں گے۔ تب ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہم اس شرط پر کہ تم کو جب تک چاہیں گے رکھیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں رہتے رہے حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو (مقام) تیماء اور اریحاء کی طرف نکال دیا۔ (والمزارعة، باب اذا قال رب الارض......۲۳۳۸)

زمین کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ صحابی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کرلیا:

سیدنا رافع بن خدیج بن رافع رضی اللہ عنہ اپنے چچا سیدنا ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے کام سے ہمیں منع فرمایا کہ جس سے ہمیں بہت آسانی ہوتی تھی میں نے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا، تم اپنی کھیتیوں کو کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم ان کو چوتھائی (پیداوار) پر اور (کبھی) کھجور اور جو کے چند وسق پر کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو خود ان کی زراعت کرو یا (کسی سے) زراعت کروالو یا ان کو اپنے پاس روک رکھو۔ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو ارشاد ہوا ہم نے سنا اور دل سے قبول کیا۔ (الحرو المزارعة باب ما كان من اصحاب النبی ﷺ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ ......۲۳۳۹)

اونٹوں کو تقسیم کرنے سے پہلے ذبح کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا:

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی پھر انہیں کچھ اونٹ اور بکریاں مل گئیں، نبی ﷺ پیچھے تھے لوگوں نے جلدی کی اور (بکریوں اور اونٹوں کو) ذبح کر ڈالا اور دیگیں چڑھا دیں۔ پھر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ دیگیں الٹ دی جائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی تقسیم فرمائی تو دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ انہیں اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا، لوگ اس کے پیچھے دوڑے، اس نے انہیں تھکا دیا اور لوگوں کے پاس گھوڑے کم تھے۔ ایک شخص نے ایک تیر مارا تو اللہ نے اس کو روک دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں میں بھی بعض جنگلی

جانوروں کی طرح وحشی ہوتے ہیں۔ان میں سے جو جانور غالب آ جائے اس کے ساتھ تم ایسا ہی کرو۔ میں نے کہا کہ ہمیں کل دشمن کے آ جانے کا خوف ہے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم کانٹے سے ذبح کر لیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا جو چیز خون نکال دے اور (بوقت ذبح) اس پر اللہ کا نام لے لیا جائے اسے تم کھا لو۔البتہ وہ دانت اور ناخن سے ذبح کیا ہوا نہ ہو۔ میں تم سے اس کی حقیقت بیان کیے دیتا ہوں دانت تو ایک ہڈی ہے (اور ہڈی) سے ذبح کرنا (درست نہیں) اور ناخن حبش (کے کافروں) کا آلہ ذبح ہیں (اس سے ذبح کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت ہوگی)(الشركة، باب قسمة الغنم:۲٤٨٨)

جو غلام آزاد کرے گا ولاء بھی اس کا ہی ہوگا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بریرۃ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنی کتابت (غلام یا لونڈی پر وہ رقم جو اسے آزاد ہونے کے لیے ادا کرنا پڑتی ہے) کے سلسلے میں مدد لینے آئیں اور (ابھی تک) انہوں نے اپنی کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا تو میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے مالکوں کے پاس لوٹ جاؤ، اگر وہ چاہیں کہ میں تمہاری کتابت کا روپیہ تمہاری طرف سے ادا کر دوں اور تمہاری ولاء (حق وراثت) مجھے ملے تو میں ادا کردوں گی۔ بریرۃ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر اپنے مالکوں سے کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ ثواب کی نیت رکھتی ہوں تو آزاد کریں ورنہ ولاء تمہاری ہمیں ہی ملے گی۔ام المؤمنین عائشہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تم خرید کر آزاد کر دو ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا:

« مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ ...... »

''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں؟ یاد رکھو! جو شخص ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے تو وہ شرط اس کے لیے نافذ نہ ہوگی اگرچہ وہ سو مرتبہ شرط لگائے اللہ کی شرط بہت سچی اور مضبوط ہے۔''

احد کے دن مسلمانوں سے نبی ﷺ کی نافرمانی اور ان کا نقصان:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے احد کے دن پہاڑ (کے خطرے والے مقام) پر پچاس افراد کو کھڑا کیا اور ان پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت کھا رہے ہیں (یعنی ہمیں شکست ہو جائے اور ہم شہید ہو جائیں) تب بھی تم اپنے اس مقام کو نہ چھوڑنا جب تک میں تمہیں واپس نہ بلا لوں اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے کافروں کو بھگا دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تب بھی تم اپنی جگہوں پر رہنا اسی طرح اگر تم دیکھو کہ کفار ہم پر غالب آ گئے ہیں تب بھی تم نے ہماری مدد نہیں کرنی (بلکہ اپنے مورچوں پر قائم رہنا) چنانچہ ہم نے کافروں کو شکست دی۔ تو اللہ کی قسم میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے پازیبیں پنڈلیاں کھولے بھاگی جارہی تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے فرمایا کہ اے لوگو! غنیمت کا مال، غنیمت کا مال۔ (تمہارے ساتھی غالب آ گئے۔ اب کیا تم انتظار کر رہے ہو؟) سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھول گئے ہو؟ کہ تم اپنی جگہوں پر قائم رہنا ان صحابہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم لوگوں کے پاس جائیں گے اور مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ لوگ وہاں گئے اور ان کی پوزیشن بدل گئی تو کفار بھاگتے ہوئے مقابلے کے لیے آ گئے اور لڑائی پھر سے ہونے لگی۔ نبی ﷺ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا تھا۔ کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کیے اور نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ ستر قیدی اور ستر قتل ہوئے تھے اب ابو سفیان نے تین مرتبہ کہا کہ کیا محمد ﷺ لوگوں میں زندہ ہیں؟ لیکن نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرمایا: اس کے بعد ابو سفیان نے تین مرتبہ کہا کہ کیا (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) ابو قحافہ کے بیٹے لوگوں میں زندہ ہیں؟ اس کے بعد اس نے کہا کہ کیا لوگوں میں خطاب کے بیٹے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) زندہ ہیں؟ تین مرتبہ (یہی کہا) اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ کہ یہ لوگ تو قتل ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ پر کنٹرول نہ کر سکے اور فرمایا:

« كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَّ لَاَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ وَ قَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوْؤُكَ »

اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن جن لوگوں کا تو نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی تیرا برا دن آنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج بدر کے دن کا بدلہ چکا دیا گیا اور لڑائی تو مثل ڈول کے ہوتی ہے (کہ کبھی فتح اور کبھی شکست) اور تم لوگوں میں سے کچھ اشخاص کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے مگر میں نے اس بات کا حکم تو نہیں دیا لیکن مجھے یہ بات ناگوار بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نعرہ لگانے لگا:

«اُعْلُ هُبَلُ۔ اُعْلُ هُبَلُ»

''اے ہبل! (بت) بلند ہو جا، اے ہبل بلند ہو جا۔''

تو نبی ﷺ نے فرمایا: اب تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو:

« اَللّٰهُ اَعْلٰى وَ اَجَلُّ »

''اللہ سب سے بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔''

پھر ابوسفیان نے کہا:

« اِنَّ لَنَا عُزّٰى وَ لَا عُزّٰى لَكُمْ »

''ہمارا تو عزیٰ ہے لیکن تمہارا عزیٰ نہیں ہے۔''

تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

« اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلٰى لَكُمْ »

''اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔''

(الجهاد، باب ما يكره من التنازع والاختلاف فى الحرب...... ۳۰۳۹)

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈیوں کو چھوڑنے کا حکم دے دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں حنین کے قیدیوں میں سے پائی تھیں اور ان کو مکہ میں کسی گھر میں رکھا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو مفت میں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا تو وہ گلیوں میں دوڑ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدی آزاد کر دیے (یہ اس

وجہ سے ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« اِذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ »

''جاؤ تم بھی ان دونوں لونڈیوں کو چھوڑ دو۔'' (یہ لونڈیاں خمس میں سے ان کو ملی تھیں)۔

(فرض الخمس، باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم...... ۳۱۴۴)

لشکر کے امیر نے آگ میں داخل ہونے کا حکم دے دیا:

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ایک انصاری کو بتایا اور سب کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا (راستے میں) اسے غصہ آیا تو کہنے لگا کیا نبی ﷺ نے تمہیں میری فرمانبرداری کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں ضرور دیا تھا۔ انصاری نے کہا کہ تم لکڑیاں جمع کرو، انہوں نے جمع کردیں، پھر کہا کہ آگ جلاؤ، انہوں نے آگ جلائی، پھر اس نے کہا کہ تم سب اس میں کود جاؤ، بعض نے آگ میں گھسنے کا ارادہ کیا اور بعض ایک دوسرے کو روکنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آگ (دوزخ) سے تو بھاگ کر نبی ﷺ کے پاس آئے ہیں (اب اس میں کیوں داخل ہو جائیں؟) یونہی سب جھگڑتے رہے حتیٰ کہ آگ بجھ گئی اور اس (انصاری) کا غصہ بھی جاتا رہا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا:

« لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ »

''اگر وہ اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس آگ میں سے نہ نکلتے کیونکہ اطاعت کرنا اچھے کاموں میں لازم ہے۔'' (گناہ کے کام میں امیر کی فرمانبرداری جائز نہیں)(المغازی، باب سرية عبد الله بن حذافة...... ۴۳۴۰)

طائف میں آپ ﷺ کی مرضی نہ مانی تو نقصان اٹھایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے طائف کا محاصرہ کرلیا لیکن دشمن کا کچھ بھی نہ بگڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلے جائیں گے۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات ناگوار گزری تو کہنے لگے کہ کیا طائف فتح کئے بغیر لوٹ جائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: « اُغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ » اچھا چلو صبح جہاد کرنا ہے چنانچہ صبح جنگ ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم زخمی ہوگئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ »

''ہم ان شاء اللہ کل لوٹ جائیں گے۔''

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات اچھی لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمادگی دیکھی تو مسکرا دیے۔

(المغازی، باب غزوة طائف...... ٤٣٢٥)

اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت قبول نہ کی:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ مقام پر تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے اور میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا نہیں کرتے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بشارت قبول کرلے (یعنی خوش ہوجا تیرا کام ہوجائے گا) اس نے کہا آپ تو بس یہی کہتے رہتے ہیں کہ خوش ہوجا لیکن (بات بنتی نظر نہیں آتی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لگتا تھا کہ غصے میں ہیں۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

« رَدَّ الْبُشْرٰی فَاقْبَلَا اَنْتُمَا »

''اس نے تو بشارت کو قبول نہیں کیا تم ہی بشارت قبول کرلو۔''

انہوں نے عرض کی کہ ہم نے قبول کرلی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی میں اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا اور اسی میں کلی بھی کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

« اِشْرَبَا مِنْهُ وَ اَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْهِكُمَا وَ نُحُوْرِكُمَا وَ اَبْشِرَا »

''یہ پانی پی لو اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور خوش ہوجاؤ چنانچہ پیالہ انہوں نے لیا اور ویسا ہی کیا۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پردے کے پیچھے سے آواز دی:

« اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا »

''اپنی ماں کے لئے (یعنی مجھے) بھی کچھ دے دینا۔''

چنانچہ انھوں نے انہیں بھی بچا کر دے دیا۔ (المغازی، باب غزوة الطائف: ٤٣٢٨)

تلاوت اور روزوں میں میانہ روی عبادت میں صحابی کا تکلف:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد (سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کردیا تھا اور وہ اپنی بہو سے (اکثر اوقات) اس کے شوہر کا حال پوچھتے رہتے، وہ جواب دیتی ہاں وہ اچھا اور نیک آدمی ہے مگر جب سے میں آئی ہوں میرے تو بچھونے پر کبھی قدم بھی نہیں رکھا اور نہ میرے قریب آیا ہے۔ جب ایک عرصہ گزر گیا تو (میرے والد نے) نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو روزے کس طرح رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ (رکھتا ہوں) پھر فرمایا: تو قرآن کتنے عرصے میں مکمل کرتا ہے؟ میں نے کہا ہر رات۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور مہینے میں قرآن مکمل کیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو: ایک ہفتہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ دو دن افطار کیا کرو اور ایک دن روزہ رکھا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! سب روزوں سے افضل روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ رکھا کرو یعنی ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کیا کرو اور سات راتوں میں قرآن مکمل کیا کرو (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں)

«فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ»

''کاش! میں رسول اللہ کی رخصت قبول کرلیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ضعیف ہوگیا ہوں۔'' (مجھ میں پہلے والی طاقت نہیں رہی)

وہ قرآن کا ساتواں حصہ (ایک منزل) اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دن میں سنا دیا کرتے تھے، جو منزل رات کو پڑھنا ہوتی وہ دن میں دہرا لیتے تاکہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے اور جب کمزور ہو جاتے اور طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز تک مسلسل روزہ نہ رکھتے پھر (وہ دن) شمار کرکے اتنے روزے رکھ لیتے، انہیں یہ برا معلوم ہوتا کہ کہیں کوئی عمل ایسا رہ نہ جائے جو وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کیا کرتے تھے۔(فضائل القرآن ،باب فی کم یقرأ القرآن،رقم:۵۰۵۲)

تین افراد نے نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بیویوں کے گھروں میں تین آدمی آپ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے۔ جب انھیں بتایا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت بہت کم خیال کی (یعنی اپنے لئے اسے کم اور ناکافی سمجھا) پھر انہوں نے کہا:

« وَ اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَا تَأَخَّرَ »

''ہمیں نبی ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔''

ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں نکاح نہیں کروں گا (یعنی دنیاوی مسائل سے بے نیاز ہو کر عبادت ہی میں لگے رہیں گے) جب رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ سن لو! « اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ اَتْقَاكُمْ » میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ حقوق اللہ کی پابندی کرنے والا ہوں مگر پھر بھی میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور (رات کو) نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں:

« فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ »

''(خبردار) جو میرے طریقے سے منہ پھیرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔''

(النكاح، باب الترغيب في النكاح: ٥٠٦٣)

منہ بولا بیٹا اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوگیا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدالشمس نے جو کہ غزوہ بدر میں شامل تھے۔ جیسے نبی ﷺ نے زید کو بیٹا بنالیا تھا۔ انہوں نے سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا کر اس سے اپنی بھتیجی ہندہ دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا۔ سالم ایک انصاری عورت کا غلام تھا۔ زمانہ جاہلیت کا قاعدہ تھا اگر کوئی کسی کو بیٹا بناتا تو لوگ اسے اس کی طرف منسوب کر کے پکارتے تھے اور اس کے مرنے کے بعد وہ وارث بھی ہوتا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ﴾ (احزاب:۵)

''منہ بولے (لے پالک) بیٹوں کو ان کے اصلی باپ کا بیٹا کہہ کر پکارو......''

تو وہ سب اپنے حقیقی باپوں کے نام سے پکارے جانے لگے اور اگر اس کا باپ معلوم نہ ہوتا تو مولیٰ اور دینی بھائی کہا جانے لگا۔ ابوحذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو قریشی عامری نے، نبی ﷺ سے آکر عرض کی کہ یارسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا بیٹا بنا چکے تھے اب اللہ نے جو حکم بھیجا ہے وہ آپ ﷺ کو معلوم ہے (مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟) پھر پوری حدیث بیان کی۔(النکاح، باب الا کفاء في الدين،۵۰۸۸)

اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کر دیا:

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا، اس نے میری بہن کو طلاق دے دی، جب اس کی عدت پوری ہوگئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے اس کا تجھ سے نکاح کر دیا تھا اور اسے تیری بیوی بنادیا اور تیری تعظیم کی تھی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی، اب تو پھر نکاح کا پیغام دیتا ہے؟ تو اللہ کی قسم! اب وہ لوٹ کر تیرے پاس نہیں آئے گی۔ وہ شخص کچھ برا نہ تھا (نیک بخت تھا) اور میری بہن بھی اس کی طرف رجوع کرنے پر راضی تھی، اور میں نے ان کے درمیان دخل اندازی کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾(البقرہ : ۲۳۲)

''تم عورتوں کو طلاق دے دو تو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو تم ان کو ان کے پہلے خاوند سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ جبکہ وہ معروف طریقے کے مطابق آپس میں راضی ہوں''

میں نے کہا یارسول اللہ! اب (اللہ کا حکم اتر آیا تو) میں ضرور مانوں گا (اور اس سے نکاح کر دوں گا) پھر انھوں نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔(النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولي،رقم:۵۱۳۰)

مغیث رضی اللہ عنہ، بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے رو رہے تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا جس کا نام مغیث تھا گویا کہ میں اب

اسے دیکھ رہا ہوں وہ (بیچارہ) اس کے پیچھے روتا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو داڑھی پر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں تو رسول اللہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! کیا آپ کو مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے عداوت پر تعجب نہیں آتا؟ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: «لَوْ رَاجَعْتِيهِ» اے بریرہ! تو اس کے پاس چلی جا (تو اچھا ہے) اس نے کہا «يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَأْمُرُنِي» یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے یہ حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔ تو اس پر (بریرہ) نے جواب دیا: «فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ» کہ پھر مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔

(الطلاق، باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة: ۵۲۸۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو تلبینہ کھلاتی تھیں:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جاتا اور عورتیں اکٹھی ہوتیں اور باقی عورتیں اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتیں اور صرف گھر والے اور قریب کی عورتیں رہ جاتیں تو تلبینہ کی ہنڈیا پکواتیں پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ پر ثرید ڈال دیا جاتا۔ پھر کہتی تھیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

« اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجَمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ »

"تلبینہ مریض کے دل کو آرام دیتا ہے اور غم کو قدرے دور کرتا ہے۔"

(الاطعمة، باب التلبینة، ۵۴۱۷)

کنکریاں پھینکنے والے صحابی سے بائیکاٹ:

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ (اس طرح) مت پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا

« لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ لٰكِنَّهَا قَدْ تُكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ »

"اس سے (کیا فائدہ کہ اس سے) نہ تو کوئی شکار ہی ہوتا ہے اور نہ دشمن ہی زخمی ہوتا ہے البتہ (یہ کنکری) کسی کا دانت توڑ دیتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے (یعنی سوائے نقصان کے کوئی نفع نہیں ہے) اس کے بعد انہوں نے اسے پھر اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کی حدیث تجھ

سے بیان کی تھی کہ آپ ﷺ نے اس طرح کنکری پھینکنے سے منع فرمایا تھا لیکن تو پھر بھی وہی حرکت کر رہا ہے؟

« لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَ كَذَا »

''اب میں تجھ سے اتنی مدت تک کلام نہ کروں گا۔''

(المصيد والذبائح، باب الخذف والبندقة، ٥٤٧٩)

حوض کوثر سے دور کیے گئے لوگ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حوض پر میں کھڑا ہوا ہوں گا۔ ایک گروہ آئے گا، جب میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے فرشتہ نمودار ہوگا (ان لوگوں سے کہے گا) کہ چلو۔ میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے چلے ہو؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم (اور کہاں؟) میں کہوں گا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد (دین سے) الٹے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا)۔ پھر (ان کے بعد) ایک اور گروہ آئے گا اور جب میں ان کو پہچان لوں گا (کہ میری امت کے لوگ ہیں) تو میرے اور ان کے درمیان ایک فرشتہ ظاہر ہوگا اور کہے گا کہ چلو میں کہوں گا کہ ان کو کہاں لے جاؤ گے؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیوں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا۔) نبی ﷺ نے فرمایا: پھر ان میں سے بہت ہی تھوڑے (لوگ) بچیں گے۔ (الرقاق، باب الحوض: ٦٥٨٧)

ایک روایت میں ہے کہ میں ویسے کہوں گا جیسے اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے:

« وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ »

''اے اللہ میں جب تک ان میں رہا تب تک تو گواہ تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تب تو ہی ان پر نگران تھا۔''

(التفسير باب ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ......﴾ ٤٦٢٥)

فضائل اعمال

جنت نیک اعمال کرنے پر اور جہنم برے اعمال کرنے پر ملتی ہے۔ جنت میں وہ لوگ جائیں گے جو نیک اعمال کرتے ہوں گے جیسا کہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ...... ﴾ (البقرۃ:۲۵)

''آپ ان لوگوں کو نہروں والی جنت کی بشارت سنائیں جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔''

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴾

''(جنتیوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ پیو یہ سب کچھ ان اعمال کے بدلے میں ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔'' (الحاقۃ:۲٤)

اور جہنمی جہنم میں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جائیں گے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ (التحریم:۷)

''اے کافرو! آج (قیامت کے دن) معافیاں نہ مانگو آج تو تمہیں تمھاری کی ہوئی (بداعمالیوں کا) بدلہ (جہنم کی شکل میں) دیا جائے گا۔''

اس لیے ہمیں نیک اعمال کرنے چاہئیں اور بد اعمالیوں سے بچنا چاہیے ذیل میں ہم چند نیک عمل اور چند بد اعمالیوں کا ذکر احادیث کی روشنی میں کرتے ہیں تا کہ محنت کرنے والے محنت کریں۔

نیک اعمال

اللہ کو زیادہ محبوب وہ دین (کا کام) ہے جو ہمیشہ جاری رہے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے تو (دیکھا کہ) میرے پاس کوئی عورت (بیٹھی) تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز (کی کثرت) کا حال مشہور ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا »

''خبردار! تم وہ اعمال کیا کرو جن کی (ہمیشہ کرنے کی) تم کو طاقت ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا حتی کہ تم خود عبادت کرنے سے) تھک جاؤ۔''

پھر فرمایا:

« كَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ »

''اللہ کے نزدیک (سب سے) زیادہ محبوب وہ دین (کام) ہوتا ہے جس پر اس کا کرنے والا ہمیشگی کرے۔'' (الایمان ، باب احب الدین الی اللہ ادومہ:۴۳)

مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، وہ مر گئی تو نبی ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو (رات کو) انتقال کر گئی تھی تو فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟

«دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهَا»

''(اچھا اب) مجھے اس کی قبر بتلاؤ۔''

چنانچہ لوگوں نے بتا دی۔ تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

(الصلاۃ۔ باب كنس المسجد...... رقم:٤٥٨)

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا اجر:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کسی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں کانٹوں کی ایک شاخ (پڑی ہوئی) دیکھی تو اس کو ہٹا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب اسے یہ دیا کہ اس کو معاف کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے افراد ہوتے ہیں جو طاعون میں مرے اور جو پیٹ کے مرض میں مرے اور جو ڈوب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔

(الاذان۔ باب فضل التهجير الى الظهر...... رقم: ٦٥٢)

دینی مجلس میں بیٹھنے کی فضیلت:

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) کہ رسول ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تین اشخاص آئے تو (ان میں سے) دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے جبکہ ایک چلا گیا (ابو واقد رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ وہ دونوں (کچھ دیر) رسول اللہ کے پاس کھڑے رہے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی تو وہ وہاں جا کر بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے (جہاں مجلس ختم ہوتی تھی) بیٹھ گیا اور تیسرا تو واپس ہی چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (بات سے) فراغت پائی تو (صحابہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟

« اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيِي اللّٰهُ فَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ »

”ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے (بھی) اس سے حیا کی اور تیسرے نے منہ پھیرا (اور چلا گیا) تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ پھیر لیا۔“ (العلم۔ باب من قعد حيث...... رقم: ٤٤)

فرائض کو ادا کرنے کی فضیلت:

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجد کا ایک شخص جس کا سر گرد آلود اور بکھرے بالوں والا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے۔ مگر یہ نہ سمجھ پا رہے تھے کہ

وہ کیا کہتا ہے؟ حتیٰ کہ جب قریب آیا تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھ رہا تھا۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ وہ شخص بولا کہ کیا ان کے علاوہ (بھی کوئی) نماز میرے اوپر (فرض) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! ہاں اگر تو اپنی خوشی سے (نفل) پڑھے۔ تو ٹھیک ہے (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے (رکھنے فرض ہیں) اس نے عرض کی کہ کیا ان کے علاوہ (اور روزے بھی) میرے اوپر فرض ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں؟ مگر یہ اور بات کہ تو اپنی خوشی سے رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا، اس نے کہا کہ میرے اوپر اس کے علاوہ (اور کوئی صدقہ بھی فرض ہے) ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، مگر یہ اور بات کہ تو اپنی خوشی سے دے۔ پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اللہ کی قسم! میں ان (مذکورہ فرائض) میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا (بلکہ ایسے ہی ادا کروں گا جیسے جیسے آپ ﷺ نے بتا دیا ہے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ »

''اگر اس نے اپنی بات سچ کر دکھائی تو کامیاب ہو گیا۔''

(الایمان، باب الزکوۃ من الاسلام:٤٦)

خمس (مال غنیمت کے پانچواں حصہ) ادا کرنا ایمان کا جزو ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (قبیلہ) عبدالقیس کے لوگ جب نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا کہ: کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا کہ (ہم) ربیعہ (کے خاندان) سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا آنا مبارک ہو، تم ذلیل ہوئے اور نہ شرمسار۔ پھر ان لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہم حرمت والے مہینے کے علاوہ (کسی اور وقت میں) آپ ﷺ کے پاس نہیں آسکتے (کیوں کہ) ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان کفار کا قبیلہ مضر رہتا ہے۔ (ان سے ہمیں خطرہ ہوتا ہے) لہٰذا آپ ﷺ ہمیں کوئی جامع بات بتا دیجئے تا کہ ہم اپنے پیچھے والوں کو (بھی اس کی اطلاع کریں اور ہم خود بھی اس (پر عمل کرنے) سے جنت میں داخل ہو جائیں ان لوگوں نے آپ ﷺ سے پینے کی چیزوں کے متعلق (بھی) پوچھا کہ (کونسی حلال ہیں اور کونسی حرام؟) تو آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا:

(ا) نبی ﷺ نے ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم فرمایا آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ (ان کو) نماز پڑھنے کا۔ زکوٰۃ دینے کا رمضان کے روزے رکھنے کا اور اس بات کا (حکم دیا) کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ (بیت المال میں) دے دیا کرو اور آپ ﷺ نے انہیں چار قسم کے برتنوں میں پانی یا کوئی اور چیز پینے سے منع کیا:

1. سبز لاکھی کے مرتبان سے
2. کدو کے تونبے سے
3. کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے
4. روغنی برتن سے

اور آپ ﷺ نے فرمایا ان باتوں کو یاد کرلو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی تبلیغ بھی جا کر کرنا۔

(الایمان، باب اداء الخمس من الایمان، ۵۳)

باوضو ہو کر مسجد میں جانے سے ہر قدم پر گناہ معاف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

« صَلَاةُ اَحَدِكُمْ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ وَ بَيْتِهٖ بِضْعًا وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً »

”تم میں سے کسی شخص کی نماز جو مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی گئی ہو وہ گھر میں یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز کے مقابلے میں تیس [۲۳] درجے زیادہ بلند مرتبہ رکھتی ہے۔“

اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ کوئی شخص بہترین وضو کرے پھر وہ مسجد میں چلا جائے اور اس کی نیت صرف نماز کی ہو گھر سے اسے نماز ہی اٹھا کر لے جاتی ہو تو ہر قدم پر ایک درجہ اور ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوگا اور جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے گا اور ان دوران اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور وہ کسی کو تکلیف بھی نہیں دے گا تب تک فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے:

« اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ »

"اے اللہ اس پر رحمت بھیج اور اس پر رحم فرما دے۔" (الاذان، باب فضل صلاة الجماعة: ٦٤٧)

جمعہ کے دن ایک مبارک گھڑی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جب کوئی مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس میں وہ اللہ سے جو سوال کرتا ہے وہ اللہ اسے عطا فرما دیتے ہیں اور وہ گھڑی بالکل مختصر ہوتی ہے۔

سوتے وقت تسبیحات پڑھنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں جب کہ چکی چلا چلا کر ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ چکے تھے اس کی شکایت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو غلام آئے تھے ان میں سے ایک غلام کا مطالبہ کیا لیکن ان کی ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہو سکی اس لیے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پیغام دے کر واپس گھر آ گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اس وقت ہم (آرام کرنے کی نیت سے) اپنے بستروں پر تھے ہم اٹھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ پر رہو پھر آپ میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان آ کر بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے پر پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَانِيْ ؟»

"جو (غلام) تم نے مجھ سے مانگا ہے اس سے بہتر چیز نہ میں تمھیں دوں؟"

پھر فرمایا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کے لیے جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

« فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ »

"یہ عمل خادم سے بہتر ہے۔" (فرض الخمس، باب ما ذكر من داع النبي (...... ۳۱۱۳)

مسلمان کو دنیاوی تکلیف پر اجر ملتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کائنات کے پاس میں مرض الموت میں آیا اس وقت آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ کو سخت بخار ہے اس لیے آپ کو اجر بھی تو دوگنا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں پھر فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ »

''جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے دو مردوں کے بخار کے برابر بخار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا »

''جب کسی مسلمان کو کانٹا چبھ جائے یا اس سے کم یا زیادہ تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے چلے جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے (موسم خزاں میں) گرتے ہیں۔''

(المرضی، باب شدة المرض، ٥٦٤٧)

مومن کی زندگی تکالیف سے گزرتی ہے:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ مومن کی مثال لہلہاتے کھیت کی طرح ہے جسے ہوا جھکاتی اور سیدھا کرتی رہتی ہے:

« وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ اِنْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً »

''اور منافق کی مثال شمشاد کے درخت کی طرح ہے جو ہمیشہ سیدھا رہتا ہے (نہیں جھکتا) حتی کہ یکلخت جڑوں سے اکھیڑ پھینکا جاتا ہے۔ (یعنی مومن پر ہر وقت آزمائش اور منافق پر تکالیف نہیں آتیں حتی کہ موت کا فرشتہ آ کر اسے عذاب میں

گرفتار کر لیتا ہے۔)(المرضی، باب ما جاء فی کفارۃ المرض:٥٦٤٣)

آنکھوں کے چھن جانے پر (مومن کو) جنت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ پاک فرماتے ہیں:

((اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِیْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهٗ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ))

''جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری (آنکھوں کو چھین لینے سے) آزماتا ہوں پھر وہ صبر سے کام لیتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت عطا کر دیتا ہوں۔''

(المرضی، باب فضل من ذهب بصره:٥٦٥٣)

یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرنے پر جنت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا »

''میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا۔)(الادب باب فضل مَنْ يَّعُوْلُ يَتِيْمًا :٦٠٠٥)

ایک روایت میں حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« اَلسَّاعِیْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ كَالَّذِیْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ »

''کہ بیواؤں اور مسکین کی کفالت کرنے والا فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا (فرمایا) وہ اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے۔''

(الادب باب الساعی علی الارملة:٦٠٠٦)

صدقہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ »

"ہر مسلمان پر صدقہ کرنا (لازم) ہے۔"

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اگر وہ صدقہ کرنے کی کوئی چیز نہ پائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور لوگوں کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔

صحابہ نے عرض کی اگر اس کی اس میں طاقت نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «فَلْيُعِنْ ذَاالْحَاجَةِ الْمَلْهُوفِ» پھر کسی مظلوم یا پریشان حال حاجت مند کی مدد کرے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ »

"پھر وہ برائی سے رک جائے یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔"

(الادب، باب كل معروف صدقة:٦٠٢٢)

نرمی اللہ کو پسند ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چند یہودی لوگوں نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور انھوں نے آ کر کہا: « اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ » کہ تم پر موت ہو تو میں نے کہا: « عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ » "موت اور لعنت تم پر ہی ہو۔"

نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا:

« يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ »

"کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور وہ تمام معاملات میں نرمی کو ہی پسند فرماتا ہے۔"

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے نہیں سنا، انھوں نے کیا کہا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا میں نے انھیں وَ عَلَيْكُمْ کہہ کر جواب دیا ہے یعنی جو کچھ تم نے ہمیں کہا وہ تم پر ہو۔

(الاستئذان، باب كيف الرد على اهل الذمة:٦٢٥٧)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے کہا گیا، یا رسول اللہ (یہ اس طرح سلام کرتے ہیں) ہم انھیں قتل نہ کر ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتٰبِ فَقُوْلُوْا وَ عَلَيْكُمْ »

"جب اہل کتاب (یہودی نصرانی) سلام کہیں تو تم انھیں «وَعَلَيْكُمْ» کہہ دیا کرو۔"

(الاستئذان ،باب كيف الرد على اهل الذمة بالسلام،:٦٢٥٨)

اچھے اخلاق والا انسان بہتر انسان ہوتا ہے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ فضول گفتگو نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

« اِنَّ مِنْ اَخیَرِکُمْ اَحْسَنُکُمْ خُلُقًا »

''تم میں سے بہتر وہ شخص ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے تم میں سے اچھا ہوگا۔''

(الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا و َ لا...... ۶۰۲۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:« بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَةِ وَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِیْرَةِ » کہ یہ خاندان کا بدترین شخص ہے، لیکن جب وہ آ کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تو آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے گفتگو کی جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے پہلے تو اس کے بارے میں ایسے ایسے لفظ کہے تھے، لیکن پھر آپ ﷺ نے اس سے ہنستے چہرے سے باتیں کیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

« یَا عَائِشَةُ مَتٰی عَاهَدْتِنِیْ فَحَّاشًا »

''اے عائشہ! تو نے مجھے کب بد اخلاق پایا ہے؟''

پھر فرمایا:

« اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ تَرَکَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّہٖ »

''قیامت کے دن اللہ کے ہاں لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لیے اسے لوگ چھوڑ جائیں۔''

(الادب، باب ما یجوز من اغتیاب اهل الفساد والریب:۶۰۵۴)

اعوذ باللہ پڑھنے سے غصہ کافور ہو جاتا ہے:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس دو شخصوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا ایک کو بہت غصہ آ گیا حتی کہ اس کی رگیں پھول گئیں اور اس کا رنگ بدل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِیْ یَجِدُ »

''کہ میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ چلا جائے گا (وہ کلمہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے)

ایک شخص اس کے پاس گیا اور اس نے نبی ﷺ کا فرمان بتایا اور کہا اعوذ باللہ پڑھ لے (تیرا غصہ چلا جائے گا) اس نے کہا: « اَتُرٰی بِیْ بَأْسٌ أَمَجْنُوْنٌ اَنَا » کہ مجھے کوئی بیماری ہے؟ کیا میں دیوانہ ہوں (کہ اعوذ باللہ پڑھوں) جا تو اپنا کام کر۔ (الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن: ٦٠٤٨)

نابالغ بچوں کا فوت ہو جانا والدین کے لیے اجر کا باعث:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ (آپ ﷺ کے فرامین سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ ﷺ ہمارے (وعظ و نصیحت) لیے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو کسی دن کا وقت دے دیا۔ چنانچہ اس دن آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی اور (ان کے مناسب حال عبادت کا) انہیں حکم دیا، آپ نے ان سے جو خطاب فرمایا تھا اس میں سے ایک یہ بات بھی تھی:

« مَا مِنْكُنَّ اِمْرَءَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِنْ وُلْدِهَا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ »

"جو عورت تم سے اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی (یعنی اس کے تین بچے اس کے سامنے مر جائیں گے) تو وہ اس کے لیے (دوزخ کی) آگ سے آڑ بن جائیں گے۔"

ایک عورت نے کہا اور (اگر کسی کے دو بچے فوت ہو گئے؟ تو آپ نے فرمایا: اور دو (کا بھی یہی حکم ہے) اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تین بچے (ایسے ہوں) جو ابھی بلوغت (کی عمر) کو نہ پہنچے ہوں۔

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کی فضیلت:

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا:

« رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ »

آپ ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: بولنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا میں تھا تو آپ ﷺ

نے فرمایا:

« رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّ ثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ »

میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو اترتے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے پہل کر رہا تھا کہ ان مبارک کلمات کو دوسرے سے پہلے وہ لکھ لے۔"

(الاذان، باب فضل اللهم ربنا و لك الحمد کا ذیلی باب: ۷۹۹)

محرم کی میت کی فضیلت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص عرفات میں وقوف کر رہا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گر پڑا اور اس کی سواری نے اسے کچل ڈالا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو غسل دو چاہیے صرف پانی سے اور بیری کے پانی سے ہو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دے دو اور اس کے جسم میں خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا۔« فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ » قیامت کے دن یہ اسی طرح (بحالت احرام) لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔(الجنائز، باب کیف یکفن المحرم: ۱۲۶۸)

نیک عمل کرنے کی کوشش کی جائے تقدیر پر بھروسہ نہ کیا جائے:

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع کے قبرستان میں تھے، اتنے میں نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ اس سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے لیے اس کا مقام جنت یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ گنہگار ہے یا پرہیز گار؟ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اسی بات پر اعتماد کر کے عمل کو چھوڑ نہ دیں کیونکہ جس کا نام پرہیزگاروں میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کرے گا اور جس کا نام گنہگاروں میں لکھا ہے وہ ضرور برائی کرے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَ اَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ »

(تم عمل کرتے رہو کیونکہ) جن کا نام پرہیزگاروں میں ہے ان کو نیک کام کرنے کی توفیق دی

جائے گی اور جو گنہگار ہیں ان کو برائی کرنے کی توفیق ملے گی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝﴾

”جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور دین اسلام کو سچ مانا اس کو ہم آسانی کے گھر (یعنی جنت میں پہنچنے کی) توفیق دیں گے۔“ (سورۃ والیل:۵۔۷)

(الجنائز،باب موعظة المحدث عند القبر......(١٣٦٢)

نیک نام شخص کو جنت ملتی ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی تو نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر لوگ دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی برائی بیان کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا چیز واجب ہو گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت اور جس کی تم لوگوں نے برائی بیان کی اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔

« اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ »

”تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔“ (الشهادات، باب تعديل كم يجوز:٢٦٤٢)

لڑکی کی پرورش کی فضیلت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت سوال کرتی ہوئی آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں تو اس کو میرے پاس رضی اللہ عنہا ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا بس میں نے وہی اسے دے دی۔ اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ جب نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ رضی اللہ عنہا اس کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ »

”جس شخص کو لڑکیاں دے کر آزمایا گیا تو وہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ سے نجات کا سامان بن جاتی ہیں۔“ (الزكاة باب اتقوا النار و لو بشق تمرة......١٤١٨)

صدقے سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (گزشتہ دور میں) ایک شخص نے اپنے دل میں کہا کہ (آج رات) میں صدقہ کروں گا پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور (لاعلمی میں) ایک چور کو دے دیا تو صبح لوگوں نے باتیں کیں کہ (دیکھو آج رات) ایک چور کو خیرات دے دی گئی ہے تو اس شخص نے کہا« اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ» کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے میں (ایک غیر مستحق کو صدقہ دے آیا ہوں اچھا) میں آج رات پھر صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس نے (نادانستگی میں) ایک زانیہ کو دے دیا تو صبح کو لوگوں نے کہا کہ دیکھو جی آج رات تو ایک زانیہ کو خیرات دے دی گئی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے میرا صدقہ تو زانی کے ہاتھ لگ گیا، اچھا میں (آج ضرور کسی مستحق پر) صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ صدقہ لے کر نکلا اور (نادانستگی میں) اس نے وہ صدقہ ایک مالدار کو دے دیا تو لوگوں نے صبح کو کہا کہ دیکھو آج رات مالدار کو خیرات دے دی گئی۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے۔ میں اپنا مال (لاعلمی میں) چور، فاحشہ اور مالدار کو دے آیا۔ تو اس کے پاس کوئی (اللہ کا فرستادہ آیا اور اس سے کہا کہ تو رنجیدہ مت ہو، تجھے تیری خیرات کا ثواب ملے گا اور جن لوگوں کو تو نے دیا ہے انہیں بھی فائدہ ہوگا) ممکن ہے چور کو تیرا خیرات دینا اس کے حق میں یہ فائدہ دے کہ شاید وہ چوری سے باز آجائے اور ممکن ہے کہ زانیہ حرکت زنا سے رُک جائے اور باقی رہا مالدار ہوسکتا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے اور جو کچھ اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے وہ اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے لگ جائے۔ (الزکاۃ، باب اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰی غَنِیٍّ...... ۱۴۲۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اعتراض:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کعبہ کی طرف قربانی کا جانور روانہ کرے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہوجائیں گی جو حج کرنے والے پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ اس کی قربانی نہ کر دی جائے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے ہار خود اپنے ہاتھ سے

بٹے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے جانوروں کو وہ ہار پہنائے پھر ان جانوروں کو میرے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ روانہ کیا

« فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ »

''مگر کوئی چیز جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال فرمائی تھی وہ جانوروں کی قربانی تک حرام نہیں ہوئی تھی۔'' (الحج، باب من قلد القلائد بدیه: ۱۷۰۰)

چھینک دینے والے کو کب جواب دیا جائے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو اشخاص کو چھینک آئی ایک کو تو آپ ﷺ نے جواب میں یرحمک اللہ کہا لیکن دوسرے کو کچھ نہ فرمایا: آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے اسے تو یرحمک اللہ فرمایا اور اسے نہ فرمایا (اس کی کیا وجہ؟) تو نبی ﷺ نے جواب دیا: اس نے الحمدللہ کہا تھا (اس لیے میں نے اسے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا ہے) لیکن اس نے نہیں کہا تھا۔

(الادب، باب لا يُشَمَّتُ العاطس اذا لم يحمد الله: ٦٢٢٥)

فرشتے ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطَّرِيْقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ »

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے مل گئے) پھر فرمایا:

« فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا »

یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک (تہ بہ تہ پہنچ جاتے ہیں)۔ پھر فرمایا: (ذکر کی مجلس برخواست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے « مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ » : کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ یہ کہتے ہیں کہ (اے اللہ!) تیری تسبیح و تکبیر اور حمد و ثنا کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے کہیں زیادہ آپ کی حمد وثنا اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے۔ (نبی ﷺ نے) فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے فرشتو!) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اس کی طلب کرتے ہیں؟) فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے تب ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے اور زیادہ بچتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

« فَاِنِّیْ اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ »

(اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کر دیا ہے۔''

پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

« ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ »

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔''

(الدعوات: باب فضل ذكر الله عزوجل:٦٤٠٨)

ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں اور انبیاء گزرنے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی، کسی کے ساتھ دو آدمی، کسی کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے اور کسی نبی کے ساتھ تو کوئی بھی (امتی) نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون سی امت ہے؟ کیا یہ میری امت ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ

موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے (پھر) کہا گیا کہ تم آسمان کے کنارے میں دیکھو (میں نے دیکھا تو) « فَاِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ » کہ ایک بڑی جماعت نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو، میں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی جماعت آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے (اس قدر) فرما کر رسول اللہ ﷺ (حجرہ میں) تشریف لے گئے اور ہم لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا: کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ (اس پر) لوگوں نے تبصرہ کرنا شروع کیا۔ کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کی، اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے ورنہ ہماری اولاد ہوگی جو اسلام (کے دور) میں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم دور جاہلیت کی پیدائش ہیں (اور گناہوں میں ملوث ہوئے) وغیرہ وغیرہ۔ نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

« هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ »

وہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی شے میں بدفالی سمجھتے ہیں اور نہ (علاج کے لئے آگ سے) داغ لگواتے ہیں بلکہ اپنے اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں! (تم ان میں سے ہی ہو) پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ »

"بس عکاشہ (دعا کرانے میں) تم سے سبقت لے گئے ہیں۔"

(الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون الفا......٦٥٤١)

توبہ سے کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے بہت قتل کئے تھے اور زنا بھی کثرت سے کیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے، آپ ہمیں یہ بتلائیں کہ جو ہم نے گناہ کئے ہیں وہ (اسلام لانے سے) معاف

ہو جائیں گے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ﴾ (الفرقان: ٦٨)

''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ نے منع کیا ہوا سے ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔''

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر: ٥٣)

'' (اے پیغمبر! میری طرف سے) کہدو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر (گناہ کرکے) ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ۔'' (توبہ کرلو تمام گناہ معاف ہوجائیں گے) (التفسیر، سورہ زمر، باب قوله يا عبادی اسرفوا...... ٤٨١٠)

حج میں بال منڈوانا افضل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ »

''اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو معاف کردے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا بال کتروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو معاف فرما دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، بال کتروانے والوں کو بھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا: بال کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما دے۔

(الحج، باب الحلق، والتقصير عند الاحلال ١٧٢٨)

جنت کی نہر میں غوطہ لگایا اور خوبصورت بن گئے:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات کو دو فرشتے میرے پاس آئے انہوں نے نیند سے مجھے جگایا اور ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، وہاں

چند آدمی ایسے ملے کہ ان کا آدھا بدن تو ایسا خوبصورت تھا کہ تو نے کبھی دیکھا نہ ہوگا اور آدھا بدن ایسا بدصورت کہ تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان دونوں فرشتوں) نے ان لوگوں سے کہا کہ اس نہر میں داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہو گئے اور پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ بہت اچھی شکل وصورت والے ہو چکے تھے۔ ان دونوں فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن (ہیشگی کا باغ) ہے اور یہ آپ کی جگہ ہے:

« فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَ اٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ »

''وہ لوگ جو آدھے تو خوبصورت بدن کے تھے اور آدھے بدصورت بدن کے، وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے عمل کیے تھے، اللہ نے ان سے درگزر کیا اور انھیں معاف کر دیا (تو وہ خوبصورت بدن ہو گئے)''

(التفسير، سورة توبه باب قوله ﴿ وَاٰخرون اعترفوا بذنوبهم...... ﴾: ٤٦٧٤)

نیکیاں برائی کو مٹا دیتی ہیں:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی (اجنبی) عورت کو بوسہ دے دیا پھر وہ پشیمان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا تو اللہ بزرگ و برتر نے یہ آیت نازل فرما دی۔

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ﴾ (هود)

''نماز کو دن کے دونوں طرفوں میں اور کچھ رات گئے قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اس شخص نے عرض کی اللہ کے رسول! کیا یہ میرے ہی لیے خاص ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ »

''نہیں بلکہ! میری تمام امت کے لیے ہے۔''

(التفسير سوره هود، باب قوله ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ...... ﴾، رقم: ٤٦٨٧)

قیامت میں ایماندار اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے:

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی

طرف نظر کی اور فرمایا کہ:

« اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا »

تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کو دیکھنے میں وقت، تکلیف یا مشکل محسوس نہ کرو گے۔ لہٰذا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ سورج کے طلوع وغروب سے پہلے کی نماز (عصر اور صبح) پر (شیطان سے) مغلوب نہ ہو تو کر لو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴾

"سورج کے طلوع وغروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرو۔"

(مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العصر: ۵۵٤)

ایک شہید جس نے عمل تھوڑا کیا اجر زیادہ پایا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں جہاد میں جاؤں یا (پہلے) اسلام قبول کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو۔ چنانچہ (اس نے ایسا ہی کیا اور جہاد میں) وہ شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« عَمِلَ قَلِيْلًا وَ اُجِرَ كَثِيْرًا »

"اس نے عمل تو بہت کم کیا لیکن ثواب بہت لے گیا ہے۔"

(الجهاد باب عمل صالح قبل القتال: ۲۸۰۸)

جہاد تمام عبادتوں سے بلند عبادت ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی:

« دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ »

"مجھے کوئی ایسی عبادت بتایئے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔"

تو نبی ﷺ نے فرمایا:« لَا اَجِدُهٗ » میں تو ایسی عبادت نہیں پاتا (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو ایسا کرسکتا ہے کہ جب مجاہد (جہاد کے لیے نکلے تو تو اپنی مسجد میں (نماز پڑھنے) کھڑا ہو جائے اور سستی نہ کرے اور برابر روزہ رکھنا شروع کر دے اور ترک نہ کرے؟ اس نے عرض کی کہ بھلا ایسا کون کرسکتا ہے؟ (یعنی جہاد کے برابر اگر کوئی عمل ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے لیکن یہ ناممکن ہے)

(الجهاد باب فضل الجهاد : ۲۷۸۵)

جنت الفردوس عظیم جنت ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے، اللہ کے ذمہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کرے (یا نہ کرے) بلکہ جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو اس میں بیٹھا رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگوں کو اس بات کی خوشخبری نہ دے دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِأَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ »

”جنت میں (مخصوص) سو درجے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔“

پھر فرمایا: جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ درجہ ہے۔ مجھے خیال ہے کہ نبی ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا: اس (جنت الفردوس کے) اوپر رب کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (الجهاد باب درجات المجاهدين فی سبيل الله : ۲۷۹۰)

رمضان میں عمرہ کی فضیلت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنے حج سے واپس آئے تو ام سنان انصاریہ سے فرمایا: تم حج پر کیوں نہ گئیں؟ انہوں نے عرض کی میرے شوہر کے پاس دو اونٹ پانی بھرنے والے تھے، ایک پر تو وہ خود حج کرنے چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین کو سیراب کرتا تھا (اس لیے میں نہ جاسکی) تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَاِذَا كَانَ رَمَضَانُ اِعْتَمِرِیْ فِيْهِ فَاِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ »

''اچھا تم عمرہ کر لینا اس لیے کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (جزاء الصيد، باب حج النساء:١٨٦٣)

اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنا افضل ہے:

ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کردیا اور نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر آزاد کردی۔ پھر جب ان کی باری کا دن آیا جس میں آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو انہوں نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کردیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی تم آزاد کرچکی ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم وہ لونڈی اپنے ننھیال والوں کو دے دیتیں تو اس میں تم کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا۔

(الهبة و فضلها، باب هبة المرأة لغير زوجها......:٢٥٩٢)

برے اور ممنوع کام

چند ممنوع کام:

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنے لگایا کرتا تھا۔ اس کے پچھنے لگانے کے اوزار کو توڑ دیا تو میں نے ان سے (اس کا سبب) پوچھا تو انہوں نے کہا:

« نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَ كَسْبِ الْاَمَةِ وَ لَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ...... »

''نبی ﷺ نے کتے کی قیمت اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا اور آپ ﷺ نے داغ لگانے والی اور داغ لگوانے والی (یعنی بازو وغیرہ پر سرمے یا نیل کے ساتھ نام لکھنا، لکھوانا یا پھول وغیرہ بنانا، بنوانا) اور سود لینے اور سود دینے سے بھی منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والے پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔'' (البیوع، باب ثمن الكلب، ٢٢٣٨)

سودی کاروبار ممنوع ہے:

سیدنا مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں سو اشرفیوں کی ریزگاری کی ضرورت پڑی تو (وہ کہتے ہیں) مجھے سیدنا طلحہ بن عبیداللہ نے بلوا لیا اور ہم دونوں نے اس معاملہ پر گفتگو کی حتی کہ وہ راضی ہو گئے اور سونے کی اشرفیاں اپنے ہاتھ میں لے کر الٹنے پلٹنے لگے اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اتنا انتظار کرو کہ میرا خزانچی (مقام) غابہ سے آجائے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ (اے مالک بن اوس) تمہیں اللہ کی قسم! تم طلحہ کو نہ چھوڑنا جب تک کہ ان سے ریزگاری نہ لے لو (کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے سونے کو سونے کے بدلے فروخت کرنا سود ہے مگر اس صورت میں کہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو۔ (البیوع، باب بیع الشعير بالشعير: ٢١٧٤)

جاندار کی تصویر بنانا منع ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے

ابوالعباس رضی اللہ عنہ (یہ ان کی کنیت تھی) میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری روزی میرے ہاتھ کی کاریگری پر ہے اور میں تصویریں بنایا کرتا ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھ سے وہی بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا اَبَدًا »

جو شخص تصویر بنائے گا تو اللہ اس کو عذاب کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ اس میں جان ڈال دے لیکن وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔"

یہ سن کر اس شخص نے بہت ٹھنڈے سانس لیے اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ سیدنا ابن عباس نے کہا کہ تیری خرابی ہو۔ اگر تو ضروری اس کام کو کرنا چاہتا ہے تو درخت کی یا ان چیزوں کی تصویر بنا لیا کر جن میں جان نہیں ہوتی۔ (البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیها روح...... ۲۲۲۵)

شوہر کی ناشکری (بھی کفر ہے) لیکن کفر کفر میں فرق ہوتا ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک مرتبہ) مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو اس میں میں نے زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ کیوں کہ وہ کفر کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَ يَكْفُرُونَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ »

(یہاں کفر کا معنی ناشکری ہے) شوہر کی ناشکری کرتی ہیں؟ اور احسان نہیں مانتیں۔ (وہ یوں کہ) اگر تو کسی عورت کے ساتھ عرصہ دراز تک احسان کرتا رہے اور اس کے بعد کوئی (ناگوار) بات تجھ سے وہ دیکھے گی تو (فوراً) کہہ دے گی کہ میں نے تو کبھی تجھ سے نیکی دیکھی ہی نہیں۔ (الایمان، باب کفران العشیر...... ۲۹)

مدینہ میں بدعت کبیرہ گناہ ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ (کے متعلق کچھ مفسدین کا خیال تھا کہ ان کے پاس خاص راز کی باتیں موجود ہیں

انھوں نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جو نبی ﷺ سے منقول ہے دوسری کوئی مخفی چیز نہیں ہے (اس صحیفے میں یہ مضمون بھی ہے) مدینہ عائر (نامی پہاڑ) سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے۔

« مَنْ اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ »

جو شخص یہاں بدعت ایجاد کرے، اس پر عمل کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ اس کی نہ کوئی نفلی عبادت قبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت اور فرمایا: تم مسلمانوں میں سے کسی ایک کا بھی عہد کافی ہے پھر جو کوئی کسی بھی مسلمان کا عہد توڑے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ اس کی نہ کوئی نفلی عبادت مقبول ہوگی اور نہ ہی کوئی فرض عبادت اور جو کوئی (غلام) اپنے مالک کو چھوڑ کر، بغیر اس کی اجازت کے کسی دوسرے کو مالک بنائے تو اس پر بھی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ نہ اس کی کوئی نفلی عبادت مقبول ہوگی نہ کوئی فرض عبادت۔ (فضائل المدينة ، باب حرم المدينة: ١٨٧٠)

تصویر والے گھر میں فرشتے نہیں جاتے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں پھر جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو باہر دروازے پر کھڑے ہو گئے گھر میں داخل نہ ہوئے (تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جب میں نے (آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں ناراضگی کے آثار دیکھے تو میں نے کہا:

« يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ »

''یارسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔''

میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے یہ آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعَذَّبُوْنَ »

ان تصویروں کے بنانے والوں پر قیامت کے روز عذاب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان کو زندہ کرو (لیکن ایسا نہ کر سکنے پر انھیں عذاب ہوگا) اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ »

''جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے نہیں جاتے۔''

(اللباس ، باب من لم یدخل بیتًا فیه صورة: ٥٩٦١)

ردی کھجور ایک من عمدہ کھجور نصف من سے سودا نہ کیا جائے:

سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ ''جنیب'' (نامی عمدہ قسم کی) کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کی نہیں واللہ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ان کھجوروں کا ایک صاع گھٹیا کھجوروں کے دو صاع کے عوض اور پھر ان کھجوروں کے دو صاع دوسری کھجوروں کے تین صاع کے عوض خریدتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِیْبًا »

''اس طرح نہ کیا کرو تم ان ردی کھجوروں کو درہم کے عوض فروخت کر دیا کرو اور پھر درہموں سے عمدہ کھجور خرید لیا کرو۔'' (المغازی، باب استعمال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اهل خیبر: ٤٢٤٤)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کا جنازہ نہ پڑھایا:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کوئی ورثہ بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کی گئی ہاں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے (جس سے اس کا قرض اتارا جا سکے)؟ لوگوں نے عرض کی ہاں تین اشرفیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے

کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر قرض بھی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں تین دینار قرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) تو سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ اس کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ (الحوالات، باب اذا احال دین المیت...... ۲۲۸۹)

جھوٹی قسم کھانے والے ہلاک ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنِ صَبْرٍ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهُ وَ هُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ »

”جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا حق مارتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔“

اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ...... ﴾ (آل عمران:۷۷)

”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔“

تو اتنے میں سیدنا اشعث رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے فرمایا جو آیت کہ ابو عبدالرحمن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے بیان کر رہے ہیں، یہ آیت تو میرے ہی حق میں نازل ہوئی تھی، میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (اس نے کنویں کو اپنی ملکیت بتایا جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا مقدمہ پیش ہوا) تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم اپنے گواہ پیش کرو (تا کہ معلوم ہو کہ یہ کنواں تمہارا ہے؟) میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے پاس گواہ تو نہیں ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس (دوسرے فریق) سے قسم لی جائے گی میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ وہ تو فوراً قسم کھا لے گا۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق کے لیے مذکورہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(التفسیر، باب ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم...... ۴۵۴۹)

شراب نوشی کا نقصان:

(امیر المؤمنین) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کے دن مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مزید دے دی تو میں نے ایک دن ایک انصاری کے دروازہ پر ان دونوں اونٹنیوں کو بٹھایا اور میں یہ چاہتا تھا کہ ان پر اذخر (گھاس) لاد کر لاؤں اور اسے بیچوں اوراس وقت میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا، اور اس سے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے سلسلے میں بندوبست کرنا چاہتا تھا اور (سیدنا) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس وقت اسی (انصاری کے) مکان کے اندر شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی تھی وہ یہ گا رہی تھی: «اَلَا یَاحَمْزُ لِلشُّرُفِ النَّوٰی» اٹھو حمزہ! فربہ تازہ جواں اونٹنیاں بیٹھی ہیں اور وہ تلوار لے کر ان دونوں اونٹنیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے ان کے کوہان کاٹ دیئے اور ان کے پیٹ چاک کر دیئے۔ پھر ان کے کلیجے نکال لیے۔ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ ایک ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (روتا ہوا) گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت سیدنا) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو میں نے یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے چنانچہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان پر بہت غصہ کیا تو انہوں نے (اسی نشہ کی حالت میں) اپنی نظر اٹھائی اور کہنے لگے:

«وَهَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عُبَيْدٌ لِاَبِیْ»

"تم لوگ میرے باپ کے غلام ہو۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے پاؤں وہاں سے تشریف لے آئے اور یہ واقعہ شراب (اور موسیقی) کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔ (فرض الخمس، باب فرض الخمس: ۳۰۹۱)

ریشمی پردہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر گئے اور اس میں داخل نہ ہوئے (بلکہ باہر ہی سے واپس تشریف لے گئے) جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں

نے دروازے پر ایک ریشمی پردہ دیکھا (اس لیے واپس چلا آیا) آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا لِيْ وَ لِلدُّنيَا» بھلا ہم کو دنیا سے کیا مطلب؟ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر واپس گئے اور ان سے ساری بات بیان کی تو۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہ نے کہا کہ آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے جو حکم دیں گے (وہی ہوگا) نبی ﷺ نے فرمایا:

« تُرسِلُ بِهٖ اِلٰی فُلَانٍ اَهْلِ بَیْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ »

''یہ پردہ فلاں حاجت مند لوگوں کو دے دیں۔''

کسی کی بے جا تعریف نہ کی جائے:

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی (بے جا) تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ» تیری خرابی ہو تو نے (تعریف کرکے) اپنے ساتھی کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ کئی مرتبہ (آپ ﷺ نے یہی فرمایا) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ کَذَا وَ کَذَا...... »

''تم میں سے جو شخص لازماً اپنے بھائی کی تعریف کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے کہ فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں لیکن اس کی اندرونی حالت کا حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کی پاکیزگی نہیں بیان کرتا اور میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں (بشرطیکہ وہ اس میں وہ خوبیاں جانتا ہو۔)'' (الادب ، باب ما یکرہ من التمادح: ٦٠٦١)

نبی ﷺ نے زانی جوڑے کا فیصلہ فرمایا تھا:

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک اعرابی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لیے کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجیے اس کے بعد فریق ثانی نے کہا جو کہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا کہ ہاں آپ ﷺ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے (کہ میں اپنا حال عرض کروں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم اپنا بیان دو۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اس نے اس کی بیوی

سے زنا کیا اور مجھے لوگوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر رجم واجب ہے میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی (اس شخص کو) دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی واجب ہے لیکن اس کی بیوی پر رجم واجب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ »

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کیے دیتا ہوں۔''

لونڈی اور بکریاں تجھے واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے پر سو درے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا

« وَاغْدُ یَا اُنَیْسُ اِلَی امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا »

اور اے انیس! تم اس شخص کی عورت کے پاس جاؤ اگر وہ بدکاری کا اقرار کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے اقرار کر لیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور وہ سنگسار کر دی گئی۔ (الشروط، باب الشروط التی لا تحل فی الحدود:۲۷۲۵)

چاندی کا گلاس گم ہو گیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سہم کا ایک شخص حضرت تمیم داری اور عدی بن بداء رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کو نکلا۔ پھر وہ ایسی سرزمین میں فوت ہو گیا کہ وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب تمیم اور عدی رضی اللہ عنہما ان کا ترکہ لائے تو چاندی کا ایک گلاس جس میں سنہری نقش تھے گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو قسم دی (کہ وہ تمھارے پاس نہیں ہے) اور انہوں نے قسم کھا لی۔ اس کے بعد وہ گلاس مکہ میں جن کے پاس سے ملا انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ پھر دو شخص میت کے ورثاء میں سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ ہماری شہادت بہ نسبت ان دونوں کی شہادت کے زیادہ قابل قبول ہے ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ پیالہ ہمارے (مرنے والے) عزیز کا ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ.....الخ ﴾

''اے مسلمانو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو وصیت کے وقت دو انصاف والے تم

میں سے یا تمہارے غیروں میں سے گواہ ہونے چاہییں .... آخر تک۔''

(المائدۃ:۱۰۶، الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ......﴾، رقم: ۲۷۸۰)

نبی ﷺ نے صحابی کو جہاد کی بجائے بیوی کے ساتھ حج پر روانہ فرمادیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور نہ کوئی عورت بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے سفر کرے۔ تو ایک شخص کھڑا ہوگیا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ فلاں فلاں جہاد میں شریک ہونے کے لیے میرا نام لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے جارہی ہے تو میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ »

''تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج ادا کرو۔''

(الجہاد، باب مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فخرجت امرأته حاجّة......: ۳۰۰۶)

خیانت کی وجہ سے جہنم ملی:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامان پر ایک شخص متعین تھا، اس کا نام ''کرکرہ'' تھا وہ مرگیا تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے پھر لوگ اس کی وجہ معلوم کرنے لگے تو انہوں نے (اس کے مال میں مال غنیمت کی) ایک چادر پائی جس کو اس نے خیانت کرکے لے لیا تھا۔

(الجہاد، باب القلیل من الغلول: ۳۰۷۴)

پہلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پہلے نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور وہ اس سے زفاف کرنا چاہتا ہو اور ابھی تک اس نے زفاف نہ کیا ہو اور نہ وہ شخص جس نے ابھی گھر بنایا ہو اور اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور نہ وہ شخص جس نے بکریاں اور اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔ الغرض انہوں نے جہاد کیا۔ وہ اسی بستی کے قریب نماز عصر کے وقت یا اس کے قریب پہنچے، تو انہوں نے سورج سے کہا« اِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَ اَنَا مَأْمُورٌ » کہ تو بھی (اللہ کا) محکوم ہے اور میں (بھی اس کا) محکوم

ہوں۔ پھر دعا کی: «اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا» اے اللہ! اس کو ہمارے سامنے (غروب ہونے سے) روکے رکھ۔ چنانچہ سورج روک لیا گیا حتی کہ اللہ نے ان کو فتح دی، پھر انہوں نے مال غنیمت کو جمع کیا۔ آسمان سے آگ آئی تاکہ اس مال کو کھا جائے مگر اس نے نہ کھایا اس نبی نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے (کسی نے مال غنیمت میں سے) چوری کی ہے۔ لہٰذا ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ تو ایک شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گیا تو نبی نے کہا "وہ چوری کرنے والا تمہیں میں سے ہے لہٰذا تمہارے قبیلے کے سب لوگ مجھ سے بیعت کریں۔ نبی نے فرمایا کہ چوری تم ہی نے کی ہے پھر وہ گائے کے سر جیسا سونے کا سر لے آئے اور نبی کے سامنے اس کو رکھ دیا۔ تب آگ آئی اور اس نے کھا لیا۔ (مال غنیمت مجاہدین کے لئے حلال نہیں تھا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰی ضَعْفَنَا وَ عَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا»

"پھر اللہ نے ہماری کمزوری اور ہماری عاجزی دیکھی، اس لیے ہمارے لیے مال غنیمت حلال کر دیا۔" (فرض الخمس، باب قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم: ٣١٢٤)

ہیجڑے کا گھر میں داخل ہونا ممنوع کر دیا:

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک ہیجڑا بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا: اے عبداللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ طائف فتح کرا دے تو غیلان کی بیٹی کو لے لینا کیونکہ (وہ اس قدر موٹی ہے کہ) جب وہ سامنے آتی ہے تو (اس کے پیٹ میں) چار بل پڑتے ہیں اور پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ۔ (یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا)

«لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ»

"یہ ہیجڑے آئندہ تمہارے پاس (اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا!) ہرگز نہ آنے پائیں۔"

(المغازی، باب غزوۃ الطائف: ٤٣٢٤)

چند کبیرہ گناہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَ هُوَ خَلَقَكَ»

''یہ کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس (اللہ) نے تجھے پیدا کیا ہے۔''

میں نے پوچھا اس کے بعد پھر کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ»

اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ اس کو کھلانا پڑے گا۔ (یہیں سے فیملی پلاننگ کا رد ہوتا ہے) میں نے پوچھا پھر اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ فرمایا:

«اَنْ تَزْنِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ»

''اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا۔''

(التفسیر، سورۃ البقرۃ، باب قوله تعالىٰ: ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا......﴾ رقم: ٤٤٧٧)

اصل فتنہ شرک ہے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ یہ جو آج کل فتنے اور لڑائی ہو رہی ہے، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ تو کیا جانے کہ فتنہ کسے کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکوں سے لڑتے تھے اور مشرکوں کے پاس کوئی مسلمان جاتا تو فتنہ میں پڑ جاتا اور وہ تمہاری طرح ملک (بادشاہت) کے لئے نہ لڑتے تھے (بلکہ محض دین پر لڑتے تھے)۔

(الفتن، باب قول النبي ﷺ الفتنة من قبل المشرق: ٧٠٩٥)

رشتہ داری توڑنے والے کو اللہ توڑ دیتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ داری مجسم ہوکر) کھڑی ہوگئی اور اپنے پروردگار کا دامن تھام لیا۔ اللہ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اس کو توڑ دوں گا؟ اس نے کہا ''جی ہاں'' (ایسا ہی کیجیے) اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کی تائید میں یہ آیت پڑھو:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ۝﴾ (محمد:٢٢)

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمھیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔'' اس (آیت) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(التفسیر، سورہ محمد، باب ﴿وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ......﴾ ۴۸۳۰)

نوحہ نہ کرنے پر بیعت کی:

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور یہ آیت

﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ......﴾

''وہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں گی اور چوری اور بدکاری نہ کریں گی ......''

یہ آیت تلاوت کی اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے بیعت کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میرا تعاون کیا تھا، میں اس کا بدلہ دے لوں (پھر بیعت کروں گی)؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اسے کچھ نہ فرمایا: پھر وہ گئی اور (نوحہ کر کے) لوٹ آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لے لی (وہ عورت خود ام عطیہ تھیں)

(التفسیر، سورہ ممتحنۃ، باب ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ: ۴۸۹۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض کے دوران طلاق دے دی:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ حائضہ تھی (میرے والد) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں کہو کہ اس سے رجوع کر لیں پھر اسے پاک ہونے تک اپنے پاس رکھیں۔ پھر جب اسے ایام حیض آئیں اور وہ پاک ہو جائے اس وقت چاہیں اسے رکھیں اور چاہیں تو اس سے ہم بستری سے پہلے طلاق دے دیں۔ یہ ہے وقت عدت جس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ......﴾ ''عورتوں کو ان کی عدت کے لیے وقت طلاق دی جائے۔''

(التفسیر سورہ الطلاق، باب :۴۹۰۸)

کسی کے ماں باپ کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ»

”سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔“

لوگوں نے عرض کی کہ بھلا اپنے ماں باپ کو گالی کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَاهُ وَ يَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ»

ہاں وہ اس طرح کہ کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے اور وہ شخص (جس کو گالی دی گئی ہو جواب میں) اس (گالی دینے والے) کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کے بدلے میں اس کی ماں کو گالی دے۔ (یہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کی ایک صورت ہی تو ہے)

(الادب باب لا يسب الرجل والديه: ۵۹۷۳)

کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے:

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا اور ایک شخص نے اس کی بہت تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ»

”تیری خرابی ہو تو نے (اس کی تعریف کر کے) اس کی گردن اڑا دی۔“

اور یہی جملہ آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا: (پھر فرمایا)

«اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ كَذَا وَ كَذَا......»

”اگر تم میں سے کوئی شخص خوامخواہ کسی کی تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں، اگر چہ اس کے گمان میں وہ شخص واقعی ہی ایسا ہی ہے اور اس (کے اچھے یا برے ہونے) کو اللہ ہی جانتا ہے اور یوں بھی نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔“

(الادب، باب ما يكره من التمادح)

غلط نذر پوری کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص کو

کھڑے ہوئے دیکھ کر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ (دن بھر) کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ میں آئے گا اور نہ (کسی سے) بات کرے گا بلکہ (اسی حالت میں) روزہ پورا کرے گا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس سے کہدو کہ بیٹھ جائے اور سایہ میں آجائے اور بات چیت کرے اور (اسی طرح سے) روزہ پورا کرے۔

گھر میں کتے کی وجہ سے نیکیاں تباہ:

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کتا رکھتا ہے جو نہ تو کھیتی کی حفاظت کے لیے ہے اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لیے ہے: «نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ » تو اس کے اعمال (نیکیوں) کا قیراط (احد پہاڑ کے برابر نیکیاں) کم ہو جاتا ہے۔ راوی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے خود نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: «اِیْ وَ رَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ» ہاں اس مسجد کے رب کی قسم!“

ایک روایت میں «كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ صَيْدٍ » کے لفظ ہیں یعنی جانوروں کی حفاظت کے لیے اور (حلال جانوروں کے) شکار کے لیے رکھا ہوا کتا رکھنا جائز ہے۔“

(الحرث والمزارعة ، باب اقتناء الكلب للحرث: ۲۳۲۲، ۲۳۲۳)

تین برے کام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« ثَلٰثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ »

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی طرف نہ تو (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

① جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی موجود ہے لیکن وہ مسافر کو نہ دے۔

② جو شخص کسی خلیفہ سے بیعت دنیاوی مفاد کے پیش نظر کرتا ہے اگر وہ اسے کچھ دے تو راضی ہو جائے اگر نہ دے تو ناراض ہو جائے۔

③ جو شخص عصر کے بعد اپنا سامان تجارت کے لیے رکھے ہوئے ہو اور کہے اللہ کی قسم مجھے تو اس کے

اتنے اتنے پیسے ملتے ہیں، خریدار اس کی بات کو سچ مان لیتا ہے (حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝﴾ (آل عمران:۷۷)

"جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) قیامت کے دن دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔" (المساقات ، باب اثم من منع ابن السبیل من الماء:۲۳۵۸)

صدقات میں خیانت کرنے والا قیامت میں ذلیل:

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسد قبیلے کے ایک شخص کو عامل بنا دیا اسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا فلاں فلاں چیز تمہاری ہے اور فلاں فلاں چیز مجھے تحفے میں ملی ہے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ گیا ہوتا پھر میں دیکھتا کہ اسے تحائف ملتے ہیں یا نہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَأْخُذُ مِنْهُ شَیْئًا اِلَّا جَاءَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَحْمِلُهٗ عَلٰی رَقَبَتِهٖ .... »

"مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس (زکاۃ وصدقات کے مال) سے جو چیز لے گا اسے قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا۔ اگر اونٹ یا گائے یا بکری لی ہوگی تو وہ اپنی مخصوص آواز کو نکالتے ہوں گے۔"

پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے حتی کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کو دیکھا، آپ ﷺ نے تین بار فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ »

''اے اللہ کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے؟''
(الاحکام، باب محاسبۃ الامام عُمَّالَهٗ، ۷۱۹۷)

گناہ گاروں کی نحوست سے نیک لوگ تباہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی حدود میں کوتاہی کرنے والوں کی مثال اس قوم کی طرح ہے جنھوں نے کشتی میں قرعہ اندازی کی کچھ لوگ اوپر والی منزل میں ہو گئے اور کچھ نچلی منزل میں نیچے والے لوگ پانی لینے کے لیے اوپر والے لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں اس سے نیچے والوں کو (آتے جاتے) تکلیف ہوتی ہے جس کی وجہ سے نیچے والے ایک شخص نے کلہاڑا لیا اور کشتی کے نیچے سے سوراخ نکالنے لگا اوپر والے اس کے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ تمہیں میرے آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر میرا گزارہ بھی نہیں ہے (اس لیے میں نیچے سے پانی نکالتا ہوں)

نبی ﷺ نے فرمایا:

« فَإِنْ أَخَذُوا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَ نَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَ إِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَ أَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ »

''کہ اگر اوپر والے اس کے ہاتھوں کو روک لیں گے تو اسے بھی نجات دیں گے اور خود بھی نجات سے ہمکنار ہوں گے اگر اسے روک نہ سکے تو اسے بھی ہلاکت میں ڈال دیں گے اور خود بھی ہلاک ہو جائیں گے۔'' (الشهادات، باب القرعة في المشكلات: ٢٦٨٦)

سات تباہ کن کبیرہ گناہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات سید ولد آدم ﷺ نے فرمایا:

« اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ »

سات تباہ کن گناہوں سے بچ کر رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ گناہ کون سے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

① اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

② جادو کرنا۔

③ ناحق کسی کو قتل کر ڈالنا۔

④ سود کھانا۔

⑤ یتیم کا مال (ظلم سے) کھانا۔

⑥ کفار سے مقابلے کے دن بھاگ کھڑا ہونا۔

⑦ مومن خواتین جو پاک دامن ہوں ان پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

(الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ......﴾ رقم: ۲۷۶٦)

دوسروں کو تبلیغ اور خود عمل نہ کرنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا اس کی آنتیں جہنم میں جا کر پیٹ سے باہر نکل آئیں گی پھر وہ اپنی آنتوں کے اردگرد اس طرح گھومے گا جیسے گدھا چکی کے اردگرد گھومتا ہے جہنمی لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں! کیا تو (دنیا میں) نیکی کا حکم اور برائیوں سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ تو وہ کہے گا ہاں ٹھیک ہے میں تمھیں تو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا، لیکن خود میں نیکی نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائیوں سے منع کرتا تھا، لیکن خود میں برائی کیا کرتا تھا۔

(الفتن، باب الفتنة الّتی تموج...... ۷۰۹۸)

خودکشی کا انجام جہنم:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، گذشتہ دور کے ایک شخص کو زخم لگ گیا اس نے بے صبری سے کام لیا اور چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے نہ بند ہونے والا خون جاری ہو گیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی تو اللہ ذوالجلال نے فرمایا:

« بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ »

''کہ میرے بندے نے اپنی جان کو مار ڈالنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے اس لیے میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔'' (احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل......۳٤٦٣)

اپنی نسبت کسی غیر قوم کی طرف کرنے والا جہنمی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اپنی نسبت اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف کرتا ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس طرح جو شخص اپنی نسبت کسی غیر قوم کی طرف کرتا ہے تو

« فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ »

''وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' (المغازی، باب غزوۃ طائف: ٤٣٢٦)

تکبر سے اپنا کپڑا لٹکانے والا زمین دوز ہو گیا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص اکڑ اکڑ کر اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔

« وَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ »

''وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔'' (اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء: ٥٧٩٠)

اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فضول سوال کرنے سے منع کر دیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لوگ بطور مذاق سوال کیا کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں میرے باپ کا کیا نام ہے کسی شخص کی اونٹنی گم ہو جاتی تھی تو وہ کہتا تھا کہ میری اونٹنی کہاں گئی ہے؟

تو اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ ﴾ (المائدۃ: ١٠١)

''اے ایمان والو! تم ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تمہیں بری لگیں اگر تم ایسی باتیں قرآن کے نزول کے وقت پوچھو گے تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے

(تمہیں سابقہ غلطی) معاف فرمادی ہے (آئندہ احتیاط رکھنا) اور اللہ پاک بخشنے والا حوصلہ والا ہے۔" (التفسیر المائدۃ، باب قولہ ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ......٤٦٢٢)

غیر اللہ کے نام پر اونٹنیاں چھوڑنے والا جہنم میں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا تو اس کے شعلے ایک دوسرے کو کھائے جا رہے تھے:

«وَ رَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ»

"کہ میں نے جہنم میں عمرو کو دیکھا وہ اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے غیر اللہ کے نام پر اونٹنیاں چھوڑی تھیں۔"

(التفسیر المائدۃ، باب ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ ......﴾ ٤٦٢٣)

اسلام میں خصی ہونا ممنوع ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جوان آدمی ہوں اور مجھے بدکاری کا خدشہ ہے اور میرے پاس شادی کرنے کی ہمت بھی نہیں ہے آپ ﷺ میری بات سن کر خاموش ہو گئے میں نے دوبارہ آپ ﷺ سے عرض کی تب بھی آپ ﷺ خاموش رہے میں نے تیسری بار کہا تب بھی آپ ﷺ خاموش رہے میں نے چوتھی بار ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ»

"اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (تقدیر کا) قلم تیرا مقدر لکھ کر اب خشک ہو چکا ہے (یعنی اب کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اب تم خصی ہو جاؤ یا اس خیال کو ترک کر دو (اب وہی ہوگا جو لکھا جا چکا ہے)

(النکاح، باب ما یکرہ من التبتل......٥٠٧٦)

جاہلیت کے زمانہ کے نکاح:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چار قسم کے نکاح ہوا کرتے تھے:

① جو نکاح آج لوگوں میں مروج ہے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی زیر سرپرستی، بیٹی وغیرہ کے نکاح کا پیغام بھیجتا تھا پھر وہ اس کا حق مہر مقرر کرتا اور نکاح کر دیتا تھا۔

② ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا تھا کہ جب تو اپنے حیض سے پاک ہو جائے تو تو فلاں شخص کو پیغام بھیج کر بلا لینا اور اس سے ہمبستری کرانا اس دوران خاوند اپنی بیوی سے علیحدہ رہتا حتی کہ اس شخص کا حمل واضح ہو جاتا جب اس کا حمل ظاہر ہو جاتا اگر وہ چاہتا تھا تو تب خاوند اپنی بیوی سے میل ملاپ کیا کرتا تھا۔ اس سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اولاد عمدہ ہو اس نکاح کو نکاح الاستبضاع کا نام دیتے تھے۔

③ دس سے کم افراد جمع ہو کر ایک عورت سے جماع کرتے جب وہ حاملہ ہو جاتی اور پھر وضع حمل ہوتا تو کچھ دن بعد عورت ان تمام افراد کو بلا بھیجتی ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا (کیونکہ یہ ان کے معاشرے کی رسم تھی جو معیوب نہیں تھی) جب تمام افراد جمع ہو جاتے تھے تو وہ ان سے کہتی کہ تم جانتے ہو جو تم پہلے کر چکے ہو اب میرا بیٹا پیدا ہو چکا ہے وہ جس کا چاہتی اس کا نام لے کر کہتی تھی اے فلان! یہ تیرا بیٹا ہے پھر وہ بچہ اس مرد کا سمجھا جاتا تھا وہ شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

④ ایک عورت پر بہت سے لوگ واقع ہوتے تھے وہ کسی کو منع نہیں کرتی تھی اور وہ طوائف، رنڈیاں، بدکار ہوتی تھیں وہ اپنے دروازوں پر علامت کے طور پر جھنڈیاں گاڑ دیتی تھیں۔ جو چاہتا ان کے پاس چلا جایا کرتا۔ جب کوئی رنڈی حاملہ ہو جاتی اور حمل وضع ہو جاتا تو ان تمام (بدکاری کرنے والوں) کو بلا لیا جاتا پھر ایک قیافہ شناس کو لایا جاتا قیافہ شناس جس کے ساتھ بچے کو مشابہ پاتا تو اس کا لڑکا سمجھا جاتا تھا اور مرد بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

« فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمِ »

”جب محمد ﷺ سچا دین لے کر دنیا میں بھیجے گئے تب آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام نکاح ختم کر دیے صرف لوگوں میں موجودہ مروج نکاح کو باقی رکھا۔“

(النكاح، باب من قال لا نكاح الا بولى: ۵۱۲۷)

بدکاری کی سزا رجم:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلم قبیلے کا (ماعز نامی) شخص نبی ﷺ کے پاس مسجد نبوی میں آ گیا اس نے کہا کہ مجھ سے بدکاری سرزد ہو گئی ہے (میرا فیصلہ کیجیے) آپ ﷺ نے اپنا چہرہ اس سے پھیر لیا لیکن وہ دوسری طرف سے آ گیا الغرض اس نے اپنے متعلق چار گواہیاں دیں آپ ﷺ نے اس سے

پوچھا: «هَلْ بِكَ جُنُونٌ» کیا تیرا دماغی توازن درست ہے کیا تو نے شادی بھی کی ہے؟ اس نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے اسے عیدگاہ میں لے جا کر رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

«فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ»

"کہ جب اسے پتھروں سے تکلیف ہوئی تو بھاگ دوڑا بالآخر اسے حرہ میں جا کر پکڑ لیا گیا اور اسے مار ڈالا گیا۔"

آپ ﷺ نے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

(الحدود، باب الرجم، بالمصلی، ٦٨٢٠)

بچے کے متعلق بدگمانی کرنا درست نہیں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میرے ہاں ایک کالے رنگ کا بچہ ہوا ہے (مجھے شبہ ہے کہ وہ حرامی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے اونٹ بھی ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے کہا سرخ رنگ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں کوئی مٹیالے رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب اونٹ سرخ رنگ ہیں تو مٹیالے رنگ کا) کہاں سے آ گیا؟ تو اس نے کہا شاید اسے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَلَعَلَّ اِبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ»

"شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو؟"

(الطلاق، باب اذا عَرَّضَ بنفی الولد، ٥٣٠٥)

گیارہ عورتوں نے اپنے خاوندوں کا حال سنایا:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یمن کی) گیارہ عورتوں نے ایک جگہ جمع ہو کر باہم عہد پیمان کیا کہ اپنے اپنے خاوند کا حال بیان کرو اور کچھ نہ چھپاؤ۔

① ......پہلی عورت بولی: میرا خاوند اونٹ کا گوشت ہے (جو) پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ راستہ آسان ہے کہ چوٹی پر چڑھ جائے نہ وہ گوشت ہی ایسا فربہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت اٹھائی جائے۔

② ...... دوسری نے کہا کہ میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک کروں؟ میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کرسکوں گی، اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے چھپے عیب سب بیان کرسکتی ہوں۔

③ ...... تیسری بولی کہ میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے۔ اگر کوئی بات کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو لٹکی چھوڑی جاؤں۔

④ ...... چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح (معتدل ہے) نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا نہ زیادہ خوف نہ زیادہ غم۔

⑤ ...... پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتے کی مثال ہے اور جب باہر جائے تو شیر اور (ایسا شریف المزاج) کہ جو چیز چھوڑ گیا اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں۔

⑥ چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر (ایسا پیٹو) ہے کہ اگر کھائے تو سب کھا جائے اور اگر پیے تو سب چٹ کر جائے اور جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے۔ میرے پیٹ کی طرف کبھی ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا۔ نہ کبھی دکھ سکھ دریافت کرتا ہے۔

⑦ ...... ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر نامرد یا شریر یا احمق ہے، ہر عیب اس کی ذات میں موجود ہے (اگر بات کرے تو) سر پھوڑ دے یا زخمی کردے یا دونوں ہی کر گزرے۔

⑧ ...... آٹھویں نے کہا کہ میرے شوہر کا چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش کا چھونا یعنی (نازک بدن ہے) اس کی خوشبو زعفران سی ہے۔

⑨ ...... نویں بولی: میرا شوہر اونچی عمارت والا (شریف) لمبے پر تلے والا اور بہت سخی ہے، اس کا گھر مجلس مشاورت کے قریب ہے (ذی رائے شخص ہے)

⑩ ...... دسویں نے کہا کہ میرے شوہر کا نام مالک ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں اس کے گھر پر بہت سارے اونٹ ہوتے ہیں اور چراگاہ میں (چرنے کو) کم جاتے ہیں اور جب باجے کی آواز سنتے ہیں تو وہ یقین کرلیتے ہیں کہ اب وہ (مہمانوں کی خاطر) ذبح ہونے والے ہیں۔

⑪ ...... گیارہویں نے کہا کہ میرا شوہر ابوزرع تھا اور اس کا کیا کہنا کہ میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کردیا اور میرے بازوؤں کو چربی سے پر کردیا اور مجھے اس قدر خوش رکھا کہ میں خود پر ناز کرنے لگی، خوب کھلا کر موٹا کیا میں بھی اپنے آپ کو بڑی خوب موٹی سمجھنے لگی۔ میری طرف میرا خاندان اس نے ایسا پایا جو بمشکل چند بکریوں والا تھا (میں غریب تھی) پھر اسے خوشحال خاندان میں لایا کہ جو

گھوڑوں کی آواز والے اور کجاوہ کی آواز والے (یعنی ان کے یہاں گھوڑے اونٹ سب) تھے میں بولتی تو میری عیب چینی کوئی نہ کرتا اور سوتی تو صبح کر دیتی اور پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی۔ ابوزرع کی ماں یعنی میری ساس، تو وہ بھی بہت لائق عورت تھی کہ اس کے گھڑے بڑے بڑے اور اس کا گھر کشادہ، ابوزرع کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا اس کا بستر تلوار کی میان کی طرح کہ چار مہینے کی بکری کا ایک بازو اس کا پیٹ بھر دے۔ ابوزرع کی بیٹی، تو وہ بھی سبحان اللہ! اپنے والدین کی فرمانبردار (موٹی) فربہ ایسی ہے کہ اپنی چادر کو بھر دے (صورت وسیرت ایسی کہ) اپنی پڑوسن کے لئے غیظ وغضب کا باعث۔ ابوزرع کی باندی تو وہ بھی قابل تعریف، ہماری باتوں کو مشہور نہیں کرتی۔ گھر کا بھید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے۔ کھانا تک نہیں چراتی، گھر میں کوڑا کرکٹ نہیں چھوڑتی۔ ہمیشہ جھاڑ پھونک کر صاف ستھرا رکھتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ابوزرع باہر نکلا ایسے وقت جب کہ دودھ بھری مشکوں کا مکھن نکالا جا رہا تھا باہر نکل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت جس کے ساتھ چیتے کے سے دو بچے ہیں جو اس کے زیر بغل دو اناروں (پستانوں) سے کھیل رہے ہیں۔ اسے دیکھ کر اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد پھر میں نے ایک شریف شخص سے نکاح کیا جو تیز گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور ہاتھ میں خطی نیزہ رکھتا ہے۔ اس نے بھی بہت سی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے مویشیوں میں سے ایک ایک جوڑا ہر مویشی کا دیا اور کہا کہ اے ام زرع خود کھا اور اپنے عزیز واقارب کو بھی کھلا (یعنی احسان کرنے کی اجازت دی) ام زرع کہتی ہے کہ اگر میں یہ سب کچھ جو اس نے مجھے دیا اکٹھا بھی کروں تو ابوزرع کے ایک چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ تمام قصہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُنْتُ لَكِ كَأَبِيْ ذَرْعٍ لِأُمِّ ذَرْعٍ» (النکاح، باب حسن المعاشرۃ مع الاھل، رقم:۵۱۸۹)

"میں بھی تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لئے تھا۔"

خودکشی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا......»

”جو شخص اپنے کو پہاڑ سے گرا کر قتل کر ڈالتا ہے تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اپنے آپ کو گراتا (اور مارتا) رہے گا اسی طرح جو شخص زہر پی کر (خودکشی کر لیتا) ہے تو اس کے ہاتھ میں زہر تھما دیا جائے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ زہر پیتا رہے گا اور جو شخص اپنے کو لوہے سے مار ڈالتا ہے تو وہ لوہا جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔“
(الطب ، باب شرب السم......۵۷۷۸)

خون اور کتے کی قیمت، رنڈی کی کمائی، سود خور، نشتر لگانے لگوانے والی اور فوٹو گرافر:

حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں:

« نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَ كَسَبِ الْبَغِيِّ »

” کہ نبی ﷺ نے خون اور کتے کی قیمت سے اور بدکارہ کی مزدوری سے منع فرمایا تھا اور سود کھانے کھلانے والے پر اور گودوانے والی اور گودنے والی عورت پر اور فوٹو گرافر پر لعنت کی تھی۔“ (اللباس، باب من لعن المصور ۵۹۶۲)

کوئی کسی کو گناہوں اور کفر کی طرف منسوب نہ کرے:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی کو گناہوں کی تہمت نہ لگائے:

« وَ لَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ »

”اور کوئی کسی پر کفر کی تہمت بھی نہ لگائے کیونکہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہوگا تو وہ تہمت اسی کی طرف پلٹ آئے گی۔“ (الادب ، باب ما ینھی من السباب واللعن: ۶۰۴۵)

روزہ دار غلط کاموں اور باتوں سے پرہیز کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ

طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ »

”جو شخص فضول گفتگو اور غلط اعمال اور جہالت کے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے رکھے (لہٰذا روزے میں پورا احتیاط لازم ہے)

(الصوم، باب من لم يدع قول الزور......۱۹۰۳)

بدگمانی جاسوسی چڑھتی کی بیع حسد، بغض ممنوع ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَ لَا تَحَسَّسُوْا وَ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا تَنَاجَشُوْا وَ لَا تَحَاسَدُوْا ...... »

”تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی انتہائی جھوٹی بات ہے اور تم لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگو اور نہ جاسوسی کرو چڑھتی کی بیع نہ کرو اور حسد بغض بائیکاٹ نہ کرو۔“

﴿ وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ﴾

”بلکہ تم اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔“

(الادب، باب ما ينهى عن التحاسد و التدابر: ٦٠٦٤)

فضائل اذکار

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَیِّتِ»

"اللہ کا ذکر کرنے والا زندہ شخص کی طرح اور ذکر نہ کرنے والا مردہ شخص کی طرح ہوتا ہے۔" (الدعوات، باب فضل ذكر الله...... ٦٤٠٧)

سید الاستغفار کی فضیلت:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام استغفار کے کلمات کا سردار یہ دعا ہے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا سْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ»

"اے اللہ تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں حتی الوسع تیرے عہد اور وعدے پر ہوں میں اپنے کیے (عمل) کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں اقرار کرتا ہوں کہ تیرے مجھ پر انعامات ہیں اور اپنے گناہوں کا بھی اقراری ہوں اس لیے تو مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو تو ہی بخشتا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا، کہ جب کوئی شخص شام کو یہ کلمات کہے گا (اور صبح سے پہلے) مر گیا تو جنت میں جائے گا اس طرح جب صبح کو یہ کلمات پڑھے اور شام تک فوت ہو گیا تو جنت میں داخل ہو گا۔

(الدعوات باب فضل سيد الاستغفار: ٦٣٠٦)

دس غلام آزاد کرنے کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص
« لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ »
''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے ملک اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''
جو شخص یہ دعا دن میں سو بار پڑھے گا تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا اجر اور سو نیکیاں ملتی ہیں اور سو برائیاں مٹ جاتی ہیں اور اس پورے دن میں شیطان سے محفوظ ہو جائے گا اور قیامت سے اس شخص سے افضل صرف وہی ہوگا جو اس سے بڑھ کر یہ وظیفہ پڑھے گا۔(الدعوات، باب فضل التهليل ٦٤٠٣)

جتنے گناہ ہوں گے سب معاف ہو جائیں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
« كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ »
''دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر تو آسان ہیں لیکن (قیامت والے) ترازو میں بوجھل اور رب تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں وہ کلمات یہ ہیں:
« سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ »
''اللہ کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتا ہوں اللہ عظمت والے کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔''(الدعوات، باب قول الله تعالىٰ ﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ...... ﴾ ٧٥٦٣)
ایک روایت میں ہے کہ جو شخص دن میں سو بار کہے گا:
«سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ»
''میں اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بھی بیان کرتا ہوں۔''
«حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَ اِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ »

''اس کے گناہ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح (بے شمار) ہوں تو وہ سب معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (الدعوات، باب فضل التسبیح: ٦٤٠٥)

جنت کا داخلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں:

«مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

''جو شخص انھیں یاد کر لے گا (یعنی ان کے معانی و مفہوم پر عقیدہ رکھے گا) تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' (الشروط، باب ما یجوز من الاشتراط...... ٢٧٣٦)

بچہ شیطانی اثرات سے محفوظ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس جائے اور کہے:

« بِسْمِ اللّٰهِ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا »

''میں اللہ کے نام سے یہ عمل کرتا ہوں (اے اللہ) ہم سے شیطان کو دور کر دے اور جو تو نے ہمیں رزق عطا فرمایا ہے اس سے شیطان کو دور رکھنا۔''

۔ اگر اس ملاقات میں بچہ مقدر میں ہوگا تو: «لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا» تو شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا (یعنی اولاد بے عیب اور نقائص سے پاک پیدا ہوگی)

(الدعوات، باب ما یقول اذا اتی اهله: ٦٣٨٨)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش نصیب ہوگی:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کلمات پڑھے گا تو اسے میری سفارش ضرور حاصل ہوگی:

« اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِالَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ »

''اے اللہ اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد کو وسیلہ (جنت کا اعلیٰ مقام)

اور فضیلت عطا فرما دے اور اسے اس مقام محمود پر بھیج دینا جس کا تو نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔" (الاذان، باب الدعاء عند النداء: ٦١٤)

"ربنا لک الحمد" کی فضیلت:

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا:

« رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ »

آپ ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: بولنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا میں تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا« رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّ ثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ »

میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو اترتے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کوشش کر رہا تھا کہ وہی ان مبارک کلمات کو دوسرے سے پہلے لکھ لے۔"

(الاذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد کا ذیلی باب: ٧٩٩)

درود کے بعد کی دعا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے

« اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ »

"اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور دجال کے فساد سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی خرابی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ ﷺ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ »

"جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو جب وہ بات کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔"

نوٹ: (قرض سے نجات کے لیے یہ دعا بہترین نسخہ ہے۔)

(الاذان، باب الدعاء قبل السلام:۸۳۲)

درود کے بعد کی دوسری دعا جس سے گناہ مٹ جائیں:

امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمایئے جسے میں اپنی نماز میں پڑھوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ (دعا) پڑھا کرو

« اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ ظُلۡمًا کَثِیۡرًا وَلَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ فَاغۡفِرۡلِیۡ مَغۡفِرَۃً مِّنۡ عِنۡدِكَ وَارۡحَمۡنِیۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ »

"اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں لہٰذا تو مجھے اپنی رحمت سے معاف کر دے اور مجھ پر مہربانی کر بے شک تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔"

نوٹ: (گناہوں کی معافی کے لیے یہ دعا التحیات میں پڑھنا بہت مفید ثابت ہو گی۔)

(الاذان باب الدعاء قبل السلام، ۸۳٤)

نماز کے بعد تسبیحات:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ غریب لوگ آئے اور انہوں نے کہا:

«ذَھَبَ اَھۡلُ الدُّثُوۡرِ مِنَ الۡاَمۡوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الۡعُلٰی وَالنَّعِیۡمِ الۡمُقِیۡمِ»

زیادہ دولت مند لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش (یعنی جنت) حاصل کر رہے ہیں، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں (غرض جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ اس میں شریک ہیں لیکن) ان کے پاس مال و دولت ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں (وہ نیکیاں ہی نیکیاں لے گئے لیکن ہم پیچھے رہ گئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَا اُحَدِّثُكُمۡ بِمَا اِنۡ اَخَذۡتُمۡ بِهٖ اَدۡرَكۡتُمۡ مَنۡ سَبَقَكُمۡ وَلَمۡ یُدۡرِكۡكُمۡ اَحَدٌ بَعۡدَكُمۡ»

کیا میں تم سے ایک ایسی بات نہ بیان کروں کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو جو لوگ تم سے (نیکیوں میں) آگے نکل گئے ہوں گے تم ان کو پا لو گے لیکن تمہیں تمہارے سے کم درجہ والا نہیں پا سکے گا اور تم ان تمام لوگوں میں سے بہتر ہو جاؤ گے سوائے اس کے جو تم جیسا عمل کرے گا۔ تم ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہم سے بعض نے کہا کہ ہم ۳۳ مرتبہ تسبیح پڑھیں گے اور ۳۳ مرتبہ تحمید اور ۳۴ مرتبہ تکبیر پڑھیں گے تو میں نے پھر آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر یہ سب ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ (الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، ۸۴۳)

لاحول ولا قوۃ عظیم ورد ہے:

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی تو راستے میں لوگ بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے پکار پکار کر اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ کہنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا

« اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَ لَا غَائِبًا »

اپنے نفسوں پر نرمی کرو اور آہستہ ذکر کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے کو اور جو بہت نزدیک ہے تم تو اسے پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے (اور اس وقت) میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے سنا پھر فرمایا:

« اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ »

اے عبداللہ بن قیس (یہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری کا اصل نام ہے) میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! (کہ اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟"

میں نے عرض کی کہ ضرور یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تو آپ ﷺ نے (فرمایا وہ کلمہ) لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔

(الدعوات، باب قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ: ٦٤٠٩)

اسلام کی آسانیاں اور خوبیاں

اسلام سچا دین ہے وہ انسانوں کی ضروریات اور مجبوریاں جانتا ہے وہ آسانیاں دیتا ہے اور پلیدی سے نفرت اور پاکیزگی کی دعوت دیتا ہے اور مفید چیزوں کی ترغیب اور نقصان دہ کاموں سے منع کرتا ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

پہلے روزہ دار پر پابندیاں تھیں بعد میں اٹھالیں:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر باقی رات میں کچھ نہ کھاتا اور نہ (اگلے) دن میں حتی کہ پھر شام ہو جاتی اور سیدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز کھانے کو ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں ہاں میں جاتی ہوں کوئی چیز لے کر آتی ہوں۔ صورت حال یہ تھی کہ حضرت قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ تمام دن محنت کرتے رہے تھے اس لیے۔ ان پر نیند غالب آگئی (اور وہ سو گئے پھر) جب ان کی بیوی (کھانا لے کر) آئیں اور ان کو (سوتا ہوا) دیکھا تو کہنے لگیں کہ تمہاری خرابی آگئی۔ دوسرے دن جب دوپہر کا وقت ہوا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ نبی ﷺ سے ذکر کیا گیا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَاءِ كُمْ ...... ﴾

تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔ صحابہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اسی آیت کے یہ الفاظ بھی نازل ہوئے تھے:

﴿ وَ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ﴾

”کھاؤ اور پیو حتی کہ تم کو سفید دھاگہ (یعنی فجر کی سفیدی) رات کی سیاہ دھاری سے نمایاں نظر آنے لگے پھر رات تک روزہ پورا کرو۔“

(الصوم۔ باب قول اللہ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ......﴾ رقم: ۱۹۱۵)

بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا:

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا ایک چھوٹا بچہ لے کر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

(الوضوء باب بول الصبیان ......رقم: ۲۲۳)

نبی ﷺ کی مسجد میں پیشاب کرنے والے سے خوش اخلاقی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آ کر پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لینا چاہا (یعنی مارنا چاہا) لیکن ان سے نبی ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو:

«فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ »

''اس لیے کہ تم لوگ آسانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو اور سختی کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔''

(الوضوء۔باب صب الماء علی البول......رقم: ۲۲۰)

آپ ﷺ نے حج تمتع کا حکم دیا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا جب کہ آپ ﷺ اپنے ساتھ قربانی لے گئے تھے اور سب صحابہ نے حج افراد کا احرام باندھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام سے باہر کھول لو اور بال کتروا ڈالو پھر ٹھہرے رہو حتی کہ جب آٹھویں تاریخ ہو تو تم لوگ صبح کو احرام باندھ لینا اور جس احرام کے ساتھ تم آئے ہو اس کو تمتع بنا لینا۔ تو صحابہ نے عرض کی کہ ہم اس کو تمتع بنا لیں حالانکہ ہم حج کی نیت کر چکے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِفْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ فَلَوْ لَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُم...... »

”جو کچھ میں تم کو حکم دے رہا ہوں وہی کرو اگر میں بھی قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جس طرح تم کو حکم دیتا ہوں۔“

لیکن اب میں احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ قربانی نہ کرلوں چنانچہ صحابہ نے آپ ﷺ کی بات مان لی۔ (الحج۔ باب التمتع والقران......رقم:۱۵۶۸)

سفر میں مغرب وعشاء جمع کرنا:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ سے چلے یہاں تک کہ جب گھاٹی میں پہنچے تو (سواری سے) اتر کر پیشاب کیا پھر وضوء کیا، مگر وضو مبالغے والا نہ کیا، تو میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ نماز کا وقت قریب آگیا ہے تو آپ ﷺ اترے اور اچھا وضو کیا پھر نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنے مقام پر بٹھا دیا پھر عشاء کی نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ نے (نماز) پڑھی اور دونوں کے درمیان میں کوئی (نفل) نماز نہ پڑھی۔

(الوضوء، باب اسباغ الوضوء: ۱۳۹)

استنجاء کرتے وقت ہڈی گوبر استعمال نہ کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ قضاء حاجت کے لیے نکلے تھے اور آپ ﷺ (کی عادت تھی کہ) ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، تو میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پتھر تلاش کردو میں اس سے پاکی حاصل کرلوں۔ یا اسی کی مثل (کوئی اور لفظ) فرمایا اور ہڈی میرے پاس نہ لانا اور نہ گوبر۔ چنانچہ میں اپنے کپڑے کے دامن میں پتھر (رکھ کر) آپ ﷺ کے پاس لے گیا اور ان کو میں نے آپ ﷺ کے پہلو میں رکھ دیا اور میں آپ ﷺ کے پاس سے ہٹ آیا جب آپ ﷺ قضائے حاجت کر چکے تو پتھر استعمال کیے۔

(الوضوء باب الاستنجاء بالحجارة: ۱۵۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پاخانہ کے لیے تشریف لے گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں تین پتھر آپ ﷺ کے پاس لے آؤں۔ دو پتھر تو میں نے پائے اور تیسرے کو تلاش کیا مگر نہ پایا، تو میں (خشک) گوبر آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے دونوں پتھر لیے اور گوبر پھینک دیا اور فرمایا

کہ «هٰذَا رِكْسٌ» یہ پلید ہے۔ (الوضوء باب لا يستنجى بروث: ۱۵۶)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو تیمم کی تعلیم دی:

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو یاد نہیں کہ ہم اور آپ سفر میں تھے اور جنبی ہو گئے تو آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں (مٹی میں) الٹ پلٹ گیا اور نماز پڑھ لی، پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اتنا ہی کافی تھا۔ (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونک دیا پھر ان سے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا۔ (التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما: ۳۳۸)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر میں نکلا تو ایک رات کو اپنی کسی ضرورت سے میں آپ کے پاس آیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور میرے (جسم) پر ایک کپڑا تھا، میں نے اس کو لپیٹ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا اے جابر! رات کو کیسے آنا ہوا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ضرورت بتائی پھر جب میں فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ کپڑا لپیٹنے کا انداز جو میں نے دیکھا کیسا انداز تھا؟ میں نے کہا ایک کپڑا تھا۔ اس لیے میں نے اس طرح لپیٹ لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ»

''اگر کپڑا بڑا ہو تو اسے لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کی تہبند باندھ لیا کرو۔

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، وہ بچوں کی طرح اپنی چادروں کو اپنے شانوں پر باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا جاتا تھا کہ جب تک مرد سیدھے نہ بیٹھ جائیں اپنے سروں کو نہ اٹھانا۔ (کیونکہ مردوں کے پاس ایک کپڑا ہونے کی وجہ سے بے پردگی کا ڈر ہوتا تھا) (الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقًا: ۳۶۱)

ایک شخص دوسرے کو وضو کرا سکتا ہے اور موزوں پر مسح جائز ہے:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اے مغیرہ! پانی کا برتن اٹھا لو تو میں نے اٹھا لیا۔ تو آپ ﷺ چلے۔ حتیٰ کہ مجھ سے اوجھل ہو گئے اور آپ ﷺ نے قضاء حاجت کی اور (اس وقت) آپ ﷺ (کے جسم اطہر) پر جبہ شامیہ تھا۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس کی آستین سے نکالنے لگے لیکن وہ تنگ ہونے کے باعث نہ نکل سکا اس لیے آپ ﷺ اپنے ہاتھ کو اس کے نیچے سے نکالا، پھر میں نے آپ کے اعضائے وضوء پر پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے نماز والا وضو فرمایا اور آپ نے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

(الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الجبة الشامیة،:۳۶۳)

اسلام پاکیزگی کا دین ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں (جو حجۃ الوداع سے پہلے کیا گیا تھا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں سب کے امیر تھے) قربانی کے دن منادی کرنے والوں کے ساتھ بھیجا تا کہ ہم منیٰ میں یہ اعلان کریں:

«اَنْ لَّا یَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ»

''آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے) پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ سورت برأت کا اعلان کریں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن ہمارے ساتھ منیٰ کے لوگوں میں اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ (ہو کر) طواف کرے۔ (التفسیر، التوبة، باب وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ...... ٤٦٥٦)

تکلیف دہ نذر نہ پوری کی جائے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چلا کر لے جایا جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ اس نے پیدل جانے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِیْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِیٌّ»

''اللہ تعالیٰ اس کی جان کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے۔ پھر اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار

ہو کر چلے۔'' (جزاء الصيد، باب من نذر المَشْيَ الى الكعبة ١٨٦٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور مجھ سے کہا کہ میں اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔ (جزء الصيد، باب من نذر المشى الى الكعبة:١٨٦٦)

حق مہر میں قرآن کی سورتیں:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے (نکاح کے لیے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آپ پیش کیا (لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا تو) ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ! اس کا مجھ سے نکاح کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرے پاس (حق مہر میں دینے کے لیے) کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر ڈھونڈو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے، وہ جا کر لے آؤ وہ واپس آیا اور کہا، اللہ کی قسم! یارسول اللہ! مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی لیکن یہ تہبند ہے آدھا اس کو دے دوں گا، سیدنا سہل فرماتے ہیں کہ اس کے پاس اوپر لینے کے لئے چادر بھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تیری تہبند کو کیا کریں اگر تو پہنے گا تو عورت پر اس میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی اور اگر عورت پہنے گی تو تجھ پر کوئی چیز نہیں ہوگی۔ وہ بیچارہ (مایوس ہو کر) بیٹھ گیا۔ بڑی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا (جانے لگا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (جاتے) دیکھ کر خود بلایا اور فرمایا تجھے قرآن کی کون کون سی سورتیں یاد ہیں؟ اس نے کئی سورتیں گن کر کہا کہ فلاں فلاں سورت یاد ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ» قرآن مجید (جو تمہیں یاد ہے اس) کے عوض ہم نے آپ کو اس عورت کا مالک بنا دیا۔ (یعنی ان سورتوں کی تعلیم تم اس عورت کو دو گے اور یہی تمہارا حق مہر ہے)۔ (النكاح، باب عرض المرأة نفسها..... ٥١٢٠)

فضائل مومن

جو شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اس کا خون مال عزت سب کچھ محفوظ ہو جاتا ہے اگر اس نے کلمہ سچے دل سے نہیں پڑھا تب بھی وہ مسلمان سمجھا جائے گا اس کی نیت کا معاملہ اللہ پر ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آج وہ مخلص نہیں کل اللہ تعالیٰ اسے اخلاص کی دولت عطا فرما دے۔ اور جو صحیح معنی میں مومن بن جاتا ہے اس کا مقام اللہ کے ہاں دنیا کائنات کی ہر چیز سے بلند و بالا ہوتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن پاک ہوتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (مدینہ کی کسی گلی میں مجھے) رسول اللہ ﷺ مل گئے اور میں جنبی تھا، آپ ﷺ بیٹھ گئے تو میں آپ ﷺ سے کنی کترا کر نکل گیا اور جا کر غسل کیا، پھر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تم کہاں (چلے گئے) تھے۔ میں نے کہا کہ میں جنبی تھا اور ناپاکی کی حالت میں میں نے آپ کے پاس بیٹھنا بُرا جانا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤمِنَ لَا يَنْجُسُ »

''سبحان اللہ! مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔''

(الغسل، باب الجنب یخرج و یمشی فی السوق وغیرہ: ۲۸۵)

کلمہ گو کو منافق کہنے سے منع فرما دیا:

سیدنا محمود بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ان انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا:

'' اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور میں اپنی قوم کا امام ہوں۔ جس وقت بارش ہوتی ہے تو وہ وادی جو میرے اور ان کے درمیان میں ہے بہنے لگتی ہے تو میں

ان کی مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے نہیں جاسکتا۔ تو یارسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو جائے نماز بنالوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انشاء اللہ (ایسا ہی) کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ (دوسرے دن) سورج چڑھے تشریف لائے۔ اور (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور (ابھی) بیٹھے بھی نہیں تھے کہ فرمایا: تم اپنے گھر میں کس مقام پر چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ تو میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ (وہاں نماز پڑھانے کے لیے) کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہا۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا لی۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی، اس کے بعد سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ جانے لگے لیکن ہم نے آپ ﷺ کو خزیرہ (گوشت اور آٹا ملا کر بنایا ہوا کھانا) کھانے کے لیے روک لیا جو آپ ﷺ کے لیے ہم نے تیار کیا تھا۔ پھر محلے والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دخیشن یا یہ کہا کہ ابن دخشن کہاں ہے؟ تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُلْ ذَاكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ»

"ایسا نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی محبت و رضاء حاصل کرنے کے لیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہے؟"

اس شخص نے عرض کیا:

«اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ»

"بہتر تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔"

بظاہر تو ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے ساتھ دیکھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ»

"اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ حرام کر دی ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذریعے اللہ

تعالیٰ کی رضا مندی کا طالب ہے۔" (الصلاۃ، باب المساجد، فی البیوت: ٤٢٥)

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ گو کو قتل کر ڈالا نبی ﷺ بہت ناراض ہوئے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا، صبح کے وقت ہم نے اس قوم پر حملہ کیا اور ان کو شکست فاش دی، میں اور ایک انصاری کفار کے ایک شخص سے پنجہ آزما تھے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: لا الہٰ الا اللہ۔ انصاری رک گیا لیکن میں نے اسے نیزے کا وار کر کے مار ڈالا۔ جب ہم مدینہ آئے اور نبی ﷺ کو معلوم تو آپ ﷺ نے کہا:

« يَا أُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ »

"اے اسامہ! کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا؟ میں نے عرض کی کہ وہ تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھ رہا تھا (سچے دل سے نہیں پڑھ رہا تھا) تو آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے (کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے مار ڈالا؟) حتی کہ میں نے یہ خواہش کی:

« اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ »

" کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا (بلکہ اس کے بعد لاتا تاکہ میرا یہ گناہ معاف ہو جاتا)(الدیات، باب وَ مَنْ اَحْيَاهَا...... ٦٨٧٢)

کلمہ گو کو قتل نہ کیا جائے:

سیدنا مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ جو کہ بنی زہرہ کے حلیف اور غزوہ بدر میں شریک تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں (جنگ میں) ایک کافر سے ملوں اور ہم دونوں ایک دوسرے سے لڑائی کرنے لگ جائیں۔ اور کافر میرے ہاتھ پر تلوار مار کر کاٹ ڈالے، (جب میں اس پر غلبہ پالوں تو) وہ ایک درخت کی پناہ لے کر کہے کہ میں اللہ کا تابع فرمان (مسلمان) ہوگیا تو کیا میں اس کے یوں کہنے کے بعد اسے قتل نہ کر ڈالوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں اسے قتل نہ کرو۔ میں نے کہا:

« يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَطَعَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ...... »

"یارسول اللہ! اس نے تو میرا ایک ہاتھ (بھی) کاٹ ڈالا اور کاٹنے کے بعد کہنے لگا کہ

میں مسلمان ہو گیا۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَ إِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ »

''اس کو قتل نہ کرو ورنہ اسے وہ درجہ حاصل ہو جائے گا جو تجھے اس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تیرا وہ حال ہو جائے گا جو اسلام کا کلمہ پڑھنے سے پہلے اس (کافر) کا تھا۔''

مسلمانوں کی عزت بہت بلند ہے؟

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر) فرمایا: یہ کونسا دن ہے؟ تو ہم چپ رہے۔ہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ اس کے (اصلی) نام کے سوا کوئی اور (نام اس کا) رکھیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے خیال کیا کہ شاید کہ آپ ﷺ اس کا نام بدلنا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی ہاں (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا،سنو!:

« فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا »

تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں آپس میں ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن میں ،تمہارے اس مہینے میں،تمہارے اس شہر میں حرام (سمجھے جاتے) ہیں،پھر فرمایا:

« لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ مِنْهُ »

''(جو لوگ یہاں) حاضر (ہیں وہ) ان کو یہ خبر پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں اس لیے کہ شاید مجھ سے سننے والا شخص ایسے شخص کو یہ حدیث پہنچائے جو اس سے کہیں زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔''(العلم۔ باب قول النبی ﷺ رب مبلغ...... رقم:٦٧)

سلام کہنے والا مسلمان ہوتا ہے اسے قتل نہ کیا جائے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (عامر بن اضبط نامی) ایک شخص اپنی بکریوں میں کھڑا تھا اور وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے تو انھیں دیکھ کر اس نے کہا: «اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ» لیکن انھوں نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی بکریاں اپنے قبضے میں لے لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ...... ﴾

”اور جو شخص تمھیں سلام کہے تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں (کافر) ہے (تم ایسا کرکے) دنیا کا سامان چاہتے ہو۔“

(التفسیر سورۃ النساء، باب ﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ ...... ۴۵۹۱)

فضائل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو وسوسے معاف ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ»

''اللہ پاک نے میری امت کے وساوس معاف فرما دیے (کہ برائی کا خیال آنے پر گناہ نہیں ملتا) جب تک وہ برائی کر نہ چکے یا بری بات زبان سے کہہ نہ دے۔''

(العتق، باب الخطاء و النسیان......٢٥٢٨)

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کثرت سے جنت میں داخل ہوگی:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے ابن آدم! وہ کہیں گے:

«لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ»

''میں حاضر ہوں اور مستعد ہوں، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔''

پھر اللہ فرمائے گا:« اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ » کہ دوزخ کا لشکر نکال (یعنی دوزخی لوگوں کو نکال باہر کر) وہ پوچھیں گے کہ کتنے لوگوں کو نکالوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت (مارے خوف کے) بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کیفیت کا ذکر اس طرح فرمایا:

﴿ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴾ (الحج:٢)

ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ جیسے وہ مست بے ہوش ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ

ہو گا۔ بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا (جس کی وجہ سے یہ کیفیت ہوگی) صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہزار میں سے ایک (جنتی) ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَبْشِرُوا فَاِنَّ مِنكُمْ رَجُلًا وَ مِنْ يَّأْجُوجَ وَ مَأْجُوجَ اَلْفًا»

''خوش ہو جاؤ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ہزار آدمی ہوں گے۔''

پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم تمام جنتی لوگوں کی ایک چوتھائی ہو گے۔ ہم نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنتی لوگوں کے تہائی حصہ ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنتی لوگوں کے نصف کے برابر ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم (تمام دنیا کے) لوگوں میں ایسے ہو جیسے سفید بیل کی کھال میں ایک کالا بال یا کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔ (یعنی ان کے مقابلے میں تمہاری تعداد معمولی ہے)

اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت میں سے کئی لوگ بائیں (دوزخ کی) طرف کھینچ لیے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں، یہ تو میرے ساتھی ہیں، تو کہا جائے گا «اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ» کہ یہ لوگ جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو اسلام سے پھر گئے تھے تو اس وقت میں وہی کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا

﴿ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ ...... الحكيم ﴾

''اور میں جب تک ان میں رہا ان پر گواہ رہا (ان کا حال دیکھتا رہا) ......تو زبردست ہے، حکمت والا ہے۔'' (المائدہ: ۱۱۷، ۱۱۸)

(التفسير سورة الحج، باب قوله ﴿ وَ تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى:٤٧٤١)

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عمل کم اور مزدوری زیادہ ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: تمہاری بقاء (کی مدت) ان امتوں کی نسبت جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں، ایسی ہی ہے جیسے نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک تورات والوں کو توریت دی گئی اور انہوں نے کام کیا، حتیٰ کہ دن آدھا ہو گیا، وہ تھک گئے

اور انہیں ایک ایک قیراط دے دیا گیا۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی اور انہوں نے عصر کی نماز تک کام کیا، پھر وہ تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دے دیا گیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں کو قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط دیے گئے تو دونوں اہل کتاب نے کہا کہ اے ہمارے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا حالانکہ ہم نے کام زیادہ کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری مزدوری میں کوئی کمی کی؟ وہ بولے نہیں تو اللہ نے فرمایا:

« فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ »

''یہ تو میری رحمت ہے جسے میں چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (تمہیں اعتراض کا حق نہیں ہے)

(مواقيت الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر……٥٥٧)

فضائل حرمین

حرمین سے مراد مکہ اور مدینہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی فضیلت سے نوازا ہے مکہ حضرت ابراہیم کا آباد کردہ شہر ہے اور مدینہ محمد عربی ﷺ کا شہر ہے اور نبی ﷺ کی ولادت مکہ میں اور وفات مدینہ میں ہوئی اور یہ دونوں قرآن کے نازل ہونے کے مرکز ہیں یہاں دین اسلام کی بہت قربانیاں پیش ہوئیں۔مکہ اور مدینہ کے چند فضائل درج ذیل ہیں۔

مدینہ سے غلط لوگ نکل جایا کرتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے اسلام کی بیعت کی پھر اسے بخار چڑھ گیا تو اس نے نبی ﷺ سے کہا میری بیعت واپس کرو، آپ ﷺ نے انکار کیا لیکن وہ دوبارہ آ گیا پھر تیسری بار آیا لیکن آپ ہر بار انکار فرماتے تھے پھر وہ مدینہ سے باہر نکل گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تُنْفِيْخَبَثَهَا وَ تَنْصَعُ طَيِّبَهَا»

"مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو (لوہے کے) زنگ کو نکال باہر کرتی ہے اور (لوہے کو) خالص کر دیتی ہے۔" (فضائل المدينة ، باب المدينة تنفي الخبث: ۱۸۸۳)

مکہ میں جنگ کرنا حرام ہے:

سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا تھا، جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا تھا اور اس کو میرے دل نے یاد رکھا اور جب آپ ﷺ نے وہ خطبہ ارشاد فرمایا تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا:

«اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَ لَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ......»

"مکہ (میں جنگ و جدل وغیرہ) کو اللہ پاک نے نہ کہ لوگوں نے حرام کیا ہے اس لیے جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ تو اس کو جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ (یہ جائز ہے کہ) وہاں کوئی درخت کاٹے پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں لڑنے کو بطور جواز بیان کرے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دے دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی بھر وہاں جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ پھر آج اس کی حرمت) ویسی ہی ہو گئی ہے جیسے کل تھی پھر فرمایا:

«وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ»

"حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو (یہ باتیں) پہنچا دے۔"

(المغازی، باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح کا ذیلی باب: ٤٢٩٥)

مکہ مکرمہ کی حرمت کا اعلان رحمت دو عالم ﷺ کرتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ سے فیل (ہاتھیوں کے لشکر) کو یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ قتل کو روک لیا اور رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو ان (کفارِ مکہ) پر غالب کر دیا۔ سنو! مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا۔ سنو! وہ میرے لیے بھی ایک گھڑی بھر حلال ہوا تھا، (اب) وہ پہلے کی طرح حرام ہے اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس میں گری ہوئی چیز سوائے اعلان کرنے والے کے کوئی نہ اٹھائے (یعنی جو اس کے اصل مالک کو ڈھونڈے اور اس کے حوالے کرے) اور جس کسی کا کوئی (عزیز) قتل کیا جائے تو اسے (ان) دو صورتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا اس کو دیت دلائی جائے یا قصاص لے کر دیا جائے اتنے میں ایک شخص اہل یمن میں سے آ گیا اور اس نے کہا (یا رسول اللہ ﷺ!) اذخر (گھاس) کے سوا (اور چیزوں کے کاٹنے کی ممانعت فرمایئے اور اذخر کی ممانعت نہ فرمایئے) اس لیے کہ اس کو ہم اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کیا کرتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا (ہاں) اذخر کے سوا (دوسری اشیاء کاٹنے کی ممانعت ہے) (الدیات، باب من قتل له قتیل ...... ٦٨٨٠)

مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي »

"مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان جو زمین ہے وہ میری زبان کے ذریعے حرم ٹھہرائی گئی ہے۔"

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی حارثہ کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ حرم سے باہر ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِدھر اُدھر دیکھا اور فرمایا نہیں! تم حرم کے اندر ہی ہو۔

(فضائل المدينة، باب حرم المدينة ۱۸۶۹)

فضائل قرآن

قرآن ایک عظیم کتاب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف تشریف لے گئے اور (اس وقت) شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کی درمیان رکاوٹ پڑ چکی تھی اور ان پر شعلے پھینکے جاتے تھے۔ شیاطین اپنی قوم کے پاس لوٹ آئے۔ قوم نے کہا تمہیں کیا ہوا ہے؟ (اب کی مرتبہ کوئی خبر نہیں لائے) تو شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے اور اب ہم پر شعلے برسائے جاتے ہیں۔ قوم نے کہا کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کسی عظیم واقعہ نے رکاوٹ ڈال دی ہے۔ لہذا روئے زمین پر مشرق و مغرب میں سفر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے؟۔ چنانچہ وہ لوگ اس تلاش میں نکلے تو جو شیاطین (ان میں سے) تہامہ کی طرف آئے تھے ان کا گزر نبی ﷺ کے پاس سے ہوا اور آپ ﷺ (اس وقت مقام) نخلہ میں تھے اور آپ ﷺ عکاظ کے بازار جا رہے تھے آپ ﷺ (اس وقت) اپنے اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن کو سنا تو اس کو سننے لگے کہنے لگے:

«هٰذَا الَّذِیْ حَالَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ»

''یہی قرآن ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے۔''

جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے۔

اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور (اب) ہم ہرگز اپنے رب کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ پر (سورۃ جن کی) یہ آیات نازل فرمائیں:

عَجَبًا ﴿o﴾ (سورۃ جن:۱)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے (قرآن) سنا تو انھوں نے کہا بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔''

اس سورت میں آپ ﷺ سے جنوں کی گفتگو بیان کی گئی ہے۔ (التفسیر سورۃ الجن، باب ۴۹۲۱)

سورہ بقرہ فرشتے سننے کے لئے اترے:

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے قریب بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا جب وہ خاموش ہوگئے تو گھوڑا ٹھہر گیا، انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر بدکنے لگا وہ خاموش ہوگئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا وہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، پھر وہ رک گئے (اور تلاوت چھوڑ دی) کیونکہ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب (لیٹا ہوا) تھا انہیں اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اسے کہیں کچل نہ ڈالے۔ جب اسے وہاں سے ہٹا لیا اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو آسمان کے نیچے کوئی چیز تھی (جس کی وجہ سے انھیں) آسمان دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے صبح کو نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حضیر! تو پڑھتا رہتا، اے ابن حضیر! تو پڑھتا رہتا۔ وہ بولے کہ یارسول اللہ! یحییٰ گھوڑے کے قریب لیٹا ہوا تھا، مجھے خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ دے اسی لیے میں نے قراءت چھوڑی اور یحییٰ کی طرف چلا گیا پھر میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو ایک عجیب سی چھتری نما بادل جس میں بہت سے چراغ روشن تھے۔ مجھے دکھائی دی، پھر میں باہر نکل آیا پھر وہ میری نظر سے غائب ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: «وَ تَدْرِیْ مَا ذَاكَ» آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا؟ میں نے کہا ''جی نہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے تیری آواز سن کر تیرے پاس آگئے تھے،

« وَ لَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتَ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْهَا لَا تَتَوَارٰی مِنْهُمْ »

''اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت دوسرے لوگ بھی انہیں (کھلم کھلا) دیکھ لیتے اور وہ ان کی نظر سے غائب نہ ہوتے۔'' (فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ، والملائکۃ......۵۰۱۸)

قرآن پڑھنے کے آداب

قرآن کو آرام سے پڑھا جائے:

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج رات کو مفصل (کی تمام سورتیں) ایک رکعت میں پڑھی ہیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

« هٰذَا كَهَذِّ الشِّعْرِ »

''تو نے اس قدر جلد پڑھا جیسے شعر جلد پڑھا جاتا ہے؟''

میں ان سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی ﷺ ایک ساتھ پڑھ لیا کرتے تھے پھر انہوں نے بیس مفصل کی سورتیں ذکر کیں (کہ ان میں سے) دو سورتیں ہر رکعت میں (رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے)

(الاذان، باب الجمع بین السور تین...... ۷۷۵)

قرآن پڑھنے کا دنیاوی فائدہ

صحابہ رضی اللہ عنہم نے فاتحہ سے دم کیا تو مریض صحت یاب ہو گیا:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ کسی سفر میں گئے انھوں نے عرب کے کسی قبیلہ میں جا کر پڑاؤ کیا اور ان سے مہمان نوازی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا پھر اتفاق سے اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر کسی نے کہا کہ تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جاؤ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! اللہ کی قسم! جھاڑ پھونک تو کرتا ہوں۔ مگر اللہ کی قسم ہم نے تم سے مہمانی طلب کی لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی نہ کی اس لیے میں دم نہیں کروں گا۔ ہاں اگر تم ہمارے لیے کچھ اجرت مقرر کرو (تو پھر دم کروں گا جب) ان لوگوں نے کچھ بکریوں پر صحابہ رضا مند کر لیا تو میں گیا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو فوراً ہی وہ شخص تندرست ہو گیا۔ گویا اس کے بندھن کھول دیئے گئے ہیں۔ اور وہ اٹھ کر چلنے لگا ایسا معلوم ہوا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ (حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی وہ اجرت جس پر ان کو راضی کیا تھا دے دی تو بعض لوگوں نے کہا کہ (اس کو) تقسیم کر لو مگر جنہوں نے دم کیا تھا انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو۔ حتی کہ ہم نبی ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کریں۔ پھر دیکھیں کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا اور جو کچھ ملا ہے وہ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔

(الاجارة، باب ما یعطی فی الرقیة......۲۲۷۶)

آیات اور سورتوں کے فضائل

شیطان آیۃ الکرسی کا فائدہ بتا کر سچی بات کر گیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فطرانے کی حفاظت کا حکم کیا ہوا تھا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور وہ اس میں سے لینے لگا تو میں نے اس کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ واللہ! میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا:

« دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَ عَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیْ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ »

''مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور مجھ پر میری اولاد کا بڑا بوجھ ہے اور مجھے سخت ضرورت ہے۔''

میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ »

''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمہارے قیدی نے آج رات کو کیا کیا؟''

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس نے اپنی سخت ضرورت اور اولاد کا ذکر کیا تو میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ میں دوسری رات اس کا منتظر رہا وہ پھر آیا اور غلہ سے مٹھیاں بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں اب کی بار تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا وہ کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج ہوں اور مجھ پر میری اولاد کا بڑا بوجھ ہے۔ آئندہ میں کبھی نہ آؤں گا۔ میں نے اس پر رحم کھایا اور اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اس نے سخت ضرورت اور اولاد کا ذکر کیا تو میں نے اس پر رحم کھا کر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہوشیار رہو۔ اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ پھر بھی آئے گا۔ میں نے تیسری رات اس کا انتظار کیا وہ اپنے وقت پر آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو میں تجھے ضرور رسول

اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا کیونکہ یہ تیسری بار ہے تو ہر بار کہتا ہے کہ میں اب نہیں آؤں گا لیکن پھر بھی آجاتا ہے اس نے کہا اب کی بار مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں چند کلمات ایسے سکھلاؤں گا جن سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا میں نے کہا وہ کونسے کلمات ہیں؟ کہنے لگا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ......الخ﴾ « فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَ لَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ »

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگہبان (فرشتہ) تمہارے پاس رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس سے یہ تحفہ لے کر چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے قیدی کا گزشتہ رات کیا بنا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ اس نے کہا کہ میں تمہیں چند کلمات ایسے سکھلاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کہ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے) جاؤ تو تم آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اور اس نے مجھ سے کہا کہ (اس کے پڑھ لینے سے) صبح تک اللہ کی طرف سے ایک نگہبان تمہارے پاس رہے گا اور شیطان تمہارے پاس نہ آئے گا (کیونکہ صحابہ نیکی پر بڑے حریص تھے اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیۃ الکرسی کا تحفہ لے کر اسے چھوڑ دیا تھا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: سنو!

« اَمَا اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ »

''اس نے اس مرتبہ تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت جھوٹا تھا۔''

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ (الوکالۃ، باب اذا وکل رجلاً...... ۲۳۱۱)

سورۃ فاتحہ عظیم سورت ہے:

سیدنا ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، میں نماز پڑھ کر گیا اور عرض کی یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا (اس وجہ سے دیر ہوگئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ نے نہیں فرمایا:

﴿اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَا كُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ﴾

''تم اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جبکہ رسول تم کو حیات بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔(الانفال: ۲٤)

پھر مجھ سے فرمایا:« اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ »مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کی ایک ایسی سورت نہ بتاؤں جو (اجر وثواب میں) ساری سورتوں سے بڑھ کر ہے؟ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب (مسجد سے) باہر آنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ میں تم کو ایک ایسی سورت بتلاؤں گا جو قرآن کی تمام سورتوں سے بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ »

''وہ سورۃ الحمدللہ رب العلمین ہے اس میں سات آیتیں ہیں جو (ہر رکعت میں) بار بار دہرائی جاتی ہیں اور یہی سورۃ وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔''

(التفسیر، سورۃ الفاتحہ، باب ما جاء فی فاتحۃ الکتاب: ٤٤٧٤)

قل ھو اللہ احد تہائی قرآن ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

« اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَاَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِيْ لَيْلَةٍ »

''کہ تم اس سے عاجز ہو کہ ہر رات تہائی قرآن پڑھا کرو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون کرسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ»

''سورہ اخلاص تہائی قرآن (کے برابر) ہے۔''

(فضائل القرآن، باب فضائل قل ھو اللہ احد......رقم: ٥٠١٥)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کو تہجد میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝﴾ بار بار پڑھتے ہوئے سنا، وہ صبح کو رسول اللہ کے پاس آیا اور اس کا ذکر کیا اور یہ شخص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝﴾ کو (بوجہ قلت الفاظ کے ثواب میں) قلیل جانتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ»

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔(فضائل القرآن ، باب فضل قل ھو اللہ احد......،۵۰۱۳)

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کی محبت جنت کی ضمانت:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ وہ شخص جب نماز پڑھاتا تھا تو فاتحہ کے بعد کسی سورت کی قراءت کرنے کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پر قرآت مکمل کرتا تھا جب یہ لوگ واپس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا تھا؟ لوگوں نے ان سے پوچھا تو اس نے کہا:

«لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَ اَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَهَا»

''میں اس لئے اس کو زیادہ پڑھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور میں اس کے پڑھنے کو محبوب جانتا ہوں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ»

''اس سے کہہ دو کہ اللہ بھی اس کو محبوب رکھتا ہے۔''

(التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ امتہ...... ۷۳۷۵)

فضائل انبیاء

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام (ایک دن) بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑا عالم تو میں ہی ہوں۔ اللہ ان پر ناراض ہوا کہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف کیوں نہ کی؟ پھر اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے، وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اے میرے رب! میری ان سے کس طرح ملاقات ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ مچھلی کو زنبیل میں رکھو (اور مجمع البحرین کی طرف چل پڑو)، پھر (جس مقام پر) اس مچھلی کو غائب پاؤ تو سمجھ لینا) کہ وہ بندہ وہیں ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور اپنے ساتھ اپنے خادم حضرت یوشع بن نون کو بھی لے لیا۔ اور ان دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں لی۔ حتی کہ وہ ایک پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں نے اپنے سر (زمین پر) رکھ لیے اور سو گئے تو (یہیں) مچھلی زنبیل سے نکل گئی اور دریا میں راستہ بنا کر چلی گئی اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے داخل ہونے کی جگہ پر پانی کو روک لیا یعنی سوراخ بنا دیا جب وہ بیدار ہوئے تو یوشع بن نون (جن کو مچھلی کا سمندر میں داخل ہونا معلوم ہو گیا تھا) وہ موسیٰ کو بتانا بھول گئے پھر دونوں بقیہ رات اور ایک دن چلتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ (یعنی مچھلی والا کھانا) اس سفر سے ہم بہت تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب تک کہ اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے، جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت تک ان کو تھکان نہیں ہوئی تھی۔ تب خادم نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تب (مچھلی نکل گئی تھی) لیکن شیطان نے مجھے بھلا دیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تو جگہ تھی جسے ہم تلاش کر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔ پھر جب اس پتھر تک پہنچ گئے (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک آدمی کپڑا لپیٹے سویا ہوا تھا (اور وہی خضر علیہ السلام تھے) موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک

میں سلام کہاں سے آیا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں (یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں) میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ خضر علیہ السلام نے کہا بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں اس امید پر تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو (راہ) ہدایت تمہیں سکھائی گئی ہے، مجھے بھی سکھا دو گے؟ انہوں نے کہا لیکن تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہیں کر سکو گے پھر فرمایا:

«اِنِّیْ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِیْهِ لَا تَعْلَمُهٗ اَنْتَ وَ اَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ»

''اے موسیٰ علیہ السلام! میں اللہ کے علم میں سے ایک ایسے علم پر (مطلع) ہوں جو خاص اللہ نے مجھے عطا کیا ہے تم اسے نہیں جانتے اور تم ایک ایسے علم پر (مطلع) ہو جو اللہ نے خاص تمہیں تعلیم دیا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔''

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا﴾ (الکهف)

''ان شاء اللہ تم مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔''

(خضر علیہ السلام راضی ہو گئے) پھر وہ دونوں دریا کے کنارے چلے جا رہے تھے (اور) ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی۔ اتنے میں ایک کشتی ان کے پاس (سے ہو کر) گزری تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھا لو۔ انھوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور انہیں کرایہ کے بغیر ہی سوار کر لیا۔ پھر (اسی اثناء میں) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ایک یا دو چونچیں دریا میں ماریں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: کہ اے موسیٰ!

«مَا عِلْمُكَ وَ عِلْمِیْ وَ عِلْمُ الْخَلَائِقِ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَهٗ»

میرے اور تمہارے اور دوسری مخلوق کے علم نے اللہ کے علم سے صرف اس چڑیا کی چونچ کے بقدر کم کیا ہے۔ پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ اکھیڑ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرایہ (لیے) سوار کیا لیکن آپ نے ان کی کشتی توڑ ڈالی تا کہ اس پر سوار لوگ غرق ہو جائیں؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں بھول گیا تھا اس لیے مجھے معاف کیجئے اور میرے معاملے میں مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہوگئی۔ پھر وہ دونوں (کشتی سے اتر کر) چلے تو ایک لڑکا ملا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اس کا سر اوپر سے پکڑ لیا اور اس کو مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بے گناہ جان کو بے وجہ تم نے قتل کر دیا؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا، کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہ کر سکو گے؟ ابن (عیینہ راوی حدیث) نے کہا ہے کہ (پہلی بار کی نسبت) اس بار میں زیادہ تاکید تھی۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس پہنچے۔ وہاں کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا مانگا لیکن ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے (صاف) انکار کر دیا۔ انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو کہ گرنے ہی والی تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس کو سہارا دیا اور اس کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ (اب پھر) موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے۔ خضر علیہ السلام بولے کہ (بس اس مرحلے پر) ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا (اس قدر بیان فرما کر) فرمایا «رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى» کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم کرے ہم یہ چاہتے تھے کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کے مزید حالات ہمارے لیے بیان کیے جاتے۔

(العلم، باب ما یستحب للعالم اذا سئل......۱۲۲)

موسیٰ علیہ السلام کو ننگے ہو کر نہ نہانے پر بنی اسرائیل کا طعنہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے ہو کر غسل کیا کرتے تھے، اور اس حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا کرتے تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا واللہ! موسیٰ علیہ السلام کو ہمارے ساتھ غسل کرنے سے یہ بات مانع ہے کہ ان کے خصیوں میں کوئی مرض ہے۔ اتفاق سے ایک دن موسیٰ علیہ السلام (علیحدگی میں) غسل کرنے لگے اور اپنا لباس پتھر پر رکھ دیا وہ پتھر ان کا لباس لے کر بھاگا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے:

«یَا حَجَرُ ثَوْبِیْ یَا حَجَرُ ثَوْبِیْ یَا حَجَر»

"اے پتھر! میرے کپڑے دے دے اے پتھر میرے کپڑے دے دے۔"

حتی کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا اور کہا کہ واللہ! موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی بیماری نہیں ہے

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

« وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ »

''اللہ کی قسم (موسیٰ علیہ السلام کی) مار سے (اس) پتھر پر چھ یا سات نشان (اب تک باقی) ہیں۔''

(الغسل، باب من اغتسل عریانا...... ۲۷۸)

موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کو تھپڑ رسید کر دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا جب وہ روح قبض کرنے کے لیے آیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ایک ایسا طمانچہ مارا جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی اور وہ اپنے رب کے پاس واپس گیا اور عرض کی کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ دوبارہ سے عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر جا اور ان سے کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیں، جس قدر بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے، اتنے ہی سال کی زندگی انہیں عطا کر دی جائے گی۔ (چنانچہ فرشتہ آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو پیغام باری سنایا) تو انہوں نے فرمایا: اے رب! (جب وہ سب برس گزر جائیں) گے تو پھر کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آئے گی۔ انہوں نے فرمایا تو پھر ابھی ہی موت آ جائے پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر پھینکنے کی مقدار بیت المقدس کے قریب کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرما کر مزید فرمایا

« فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ »

''اگر میں اس مقام پر ہوتا تو تمہیں موسیٰ علیہ السلام کی قبر راستے کی جانب سرخ ٹیلے کے پاس دکھا دیتا۔'' (الجنائز، باب من احب الدفن)

موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع پسندی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دو آدمیوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ ایک ان میں سے مسلمان تھا اور دوسرا یہودی۔ مسلمان نے کہا

« وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ »

''اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان پر منتخب کیا ہے''

یہودی نے کہا: «وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعٰلَمِیْنَ »اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان کے لوگوں پر منتخب کیا ہے مسلمان نے یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ وہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس مسلمان کا واقعہ بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلوایا اور اس سے بھی واقعہ پوچھا، اس نے (کل واقعہ) بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَکَانَ...... »

”تم لوگ مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے ان کے ساتھ میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا اور مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے تھے مگر انہیں مجھ سے پہلے ہوش آ گیا یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (بے ہوش ہونے سے) مستثنیٰ کر لیا ہے۔“

(الخصومات، باب ما یذکر فی الاشخاص......٢٤١١)

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ نہا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں تو ایوب علیہ السلام ان کو اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے تو انہیں اللہ پاک نے آواز دی:

«یَا اَیُّوْبُ اَلَمْ اَکُنْ اَغْنَیْتُكَ عَمَّا تَرٰی »

”اے ایوب: کیا میں نے تمہیں اس (سونے کی ٹڈیوں) سے جو تم دیکھ رہے ہو بے نیاز نہیں کر دیا؟“

انہوں نے کہا ہاں! تیری بزرگی کی قسم (تو نے مجھے بے شک بے نیاز کر دیا ہے) لیکن میں تیری برکت (کے حصول) سے بے پرواہ و بے نیاز نہیں ہو سکتا۔(الغسل، باب من اغتسل عریانًا......٢٧٩)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ پر اعتماد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جا رہا تھا تب ان کی آخری گفتگو یہ تھی:

« حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ »

''مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔''

(التفسير۔ باب قوله الذين قال لهم الناس...... رقم: ٤٥٦٣)

ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (ساری عمر) جھوٹ نہیں بولا سوائے تین دفعہ کے۔ دو جھوٹ تو خالص اللہ کے لیے تھے ایک تو ان کا (بطور توریہ) یہ کہنا کہ ''میں بیمار ہوں'' دوسرا یہ کہنا کہ ''میں نے یہ بت نہیں توڑے، بلکہ اس بڑے بت نے توڑے ہیں اور تیسرا یہ کہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ (ان کی بیوی) دونوں (ایک سفر میں) جا رہے تھے کہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے تو اس (بادشاہ) سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص آیا ہے اور اس کے ساتھ ایک بہت ہی خوبصورت عورت ہے تو اس (بادشاہ) نے ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا: (کہ یہ تمہاری کیا لگتی ہے) تو انہوں نے کہا: میری بہن ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس آئے اور فرمایا اے سارہ اس زمین پر تیرے اور میرے سوا کوئی بھی مومن نہیں ہے اور بادشاہ نے مجھ سے تیرے بارے میں پوچھا ہے اور میں نے اسے کہا کہ سارہ میری ہمشیرہ ہے اس لیے میری بات کو بادشاہ کے پاس جا کر غلط ثابت نہ کرنا جب حضرت سارہ بادشاہ کے پاس گئیں تو اس نے بدنیتی سے انھیں پکڑنا چاہا تو (حضرت سارہ کی بددعا سے) اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا، بادشاہ نے حضرت سارہ سے کہا: «اُدْعِي اللّٰهَ لِي وَ لَا أَضُرُّكِ» کہ میرے لیے دعا کرو (میں تندرست ہو جاؤں) تو میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا اس نے پھر سے ان پر دست درازی کی تو ان کی دعا سے

پھر وہی کیفیت طاری ہوگئی اس نے پھر سے کہا کہ میرے لیے دعا کرو میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا انھوں نے دعا کی تو وہ تندرست ہوگیا اب اس نے اپنے دربانوں سے کہا کہ تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ کسی جن کو لے کر آئے ہو پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو خدمت کیلیے ہاجرہ دے دو، حضرت سارہ ہاجرہ کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ کیا ہوا؟ تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

« رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ »

''اللہ نے کافر یا (فرمایا فاجر کی تدبیر کو ناکام بنا دیا اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ بھی ساتھ دے دی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

« فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ »

''اے عرب کے لوگو! یہ ہے تمہاری (پاک دامن) ماں۔''

(احادیث الانبیاء: باب قول الله تعالیٰ ﴿ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ﴾......۳۳۵۸)

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل کو عرب کے جنگل میں چھوڑ دیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں میں سے سب سے پہلے ام اسماعیل سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کمر بند باندھا تھا، ان کی غرض یہ تھی کہ سارہ رضی اللہ عنہا ان کا سراغ نہ پائیں، پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو (مکہ میں) لے آئے اور ہاجرہ رضی اللہ عنہا (اس وقت) اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور انہیں بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا جو اس مقام پر تھا جہاں آب زم زم ہے مسجد کی بلند جانب میں اور ان دنوں مکہ میں کوئی انسان نہ رہتا تھا اور نہ وہاں پانی تھا، پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہاں بٹھایا اور چمڑے کا ایک تھیلا کھجوروں کا (بھرا ہوا) اور پانی سے بھرا ہوا ایک چھوٹا مشکیزہ دیا، جب واپس جانے لگے تو ام اسماعیل ان کے پیچھے چلیں اور کہنے لگیں کہ ابراہیم ہمیں اس جنگل میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو کہ جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی اور چیز؟ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بار بار پکار کر یہی کہا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے انہیں مڑ کر نہیں دیکھا تو ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایسا کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں، انہوں نے جواب دیا «اِذَنْ لَا ...... يُضَيِّعُنَا اللّٰهُ» پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ

آئیں اور ابراہیم علیہ السلام چل دیئے حتیٰ کہ جب پہاڑی (ثنیہ) پر پہنچے جہاں سے وہ (ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو) دکھائی نہ دے سکتے تھے تو انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کیا پھر ان کلمات کے ساتھ دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ:

﴿ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝﴾ (ابراهيم: ٣٧)

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو بیابان و ویران وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں پھر تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔ تاکہ یہ شکر گزاری کرتے رہیں۔''

اور ام اسماعیل سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتیں اور خود مشک سے پانی پیتی رہیں، حتیٰ کہ جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو انہیں خود کو بھی پیاس لگی اور ان کے بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کو بھی اور وہ بچے کو دیکھ رہی تھیں کہ وہ (پیاس کی وجہ سے) بلبلا رہا تھا اور تڑپ رہا تھا تو وہ وہاں سے ہٹ گئیں تاکہ بچے کا یہ حال نہ دیکھیں اور ان کے سامنے صفا پہاڑ قریب ہی تھا وہ اس پر چڑھ گئیں پھر وادی میں دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آ جائے (اور اس سے مدد لی جا سکے) لیکن کوئی نظر نہ آیا پھر وہ وہاں سے اتریں اور اپنا کرتا اسمیٹ کر نالے کے نشیب میں اس طرح دوڑیں جیسے کوئی مصیبت زدہ دوڑتا ہے یہاں تک کہ نالے کو پار کر کے مروہ پہاڑی پر پہنچیں اور اس پر چڑھ کر دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر اسی طرح (صفا مروہ کے درمیان) سات دفعہ چکر لگایا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی وجہ سے لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں پھر جب ہاجرہ (آخری چکر میں) مروہ پر چڑھیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ ہی سے کہنے لگیں کہ چپ رہ، پھر وہی آواز دوبارہ سنی تو کہنے لگیں کہ (اے اللہ کے بندے! تو جو کوئی بھی ہے) میں نے تیری آواز سن لی ہے، کیا تو کوئی ہماری مدد کر سکتا ہے؟ پھر دیکھا کہ آب زم زم (چشمہ والی جگہ) کے قریب فرشتہ (جبریل علیہ السلام) ہے جو اپنی ایڑی یا فرمایا اپنا پر مار کر زمین کھود رہا ہے حتیٰ کہ اس جگہ سے پانی نکلنے لگا۔ (حضرت ہاجرہ دوڑی دوڑی آئیں اور) اپنے ہاتھ سے اس کے گرد حوض سا بنانے لگیں اور پانی چلو سے بھر بھر کر اپنی مشک میں ڈالنے لگیں، جوں جوں وہ پانی لیتیں تو وہ چشمہ اور پانی زیادہ ہو جاتا تھا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمَ عَيْنًا مَعِينًا »

اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے، اگر وہ زم زم کو اس کے حال پر چھوڑ دیتیں اور (حوض نہ بناتیں) یا یوں فرمایا کہ اگر وہ چلو بھر بھر کر (مشک بھرنے کے لیے) پانی نہ لیتیں تو زم زم ایک جاری چشمہ بن جاتا۔ (پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے خود بھی پانی پیا اور بچے کو بھی دودھ پلایا فرشتے نے انہیں کہا:

« لَا تَخَافِي الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَ أَبُوهُ وَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُهُ »

کہ ضائع ہونے کا خوف نہ کرو، یہاں اللہ کا گھر ہے جسے یہ بچہ اور اس کے والد (مل کر) بنائیں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور اس وقت بیت اللہ (کا مقام) ٹیلے کی طرح زمین سے اونچا تھا اور جب برسات کا پانی آتا تو وہ دائیں بائیں سے نکل جاتا۔ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ایک مدت اسی طرح گزاری حتی کہ جرہم قبیلے کے کچھ آدمی ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسماعیل علیہ السلام پر گزرے جو کداء کے راستے سے آرہے تھے، وہ مکہ کے نشیب میں اترے، انہوں نے ایک پرندے کو وہاں گھومتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ بے شک یہ پرندہ ضرور پانی کے گرد گھوم رہا ہے اور ہم اس میدان سے اچھی طرح واقف ہیں پہلے یہاں پانی نہیں ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا کہ ذرا دیکھ کر آؤ جب انھوں نے آکر دیکھا کہ پانی موجود ہے، وہ لوٹ کر گئے اور انہیں بتایا کہ وہاں پانی موجود ہے پھر وہ سب یہاں آئے اور پانی کے پاس ہی ام اسماعیل بیٹھی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تم ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دیتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا (وہ ہماری ہی ملکیت رہے گا)، انہوں نے کہا ٹھیک ہے (جرہم کے) لوگوں نے (وہاں رہنے کی) اس وقت اجازت مانگی جب خود اسماعیل علیہ السلام کی والدہ یہ چاہتی تھیں کہ یہاں انسان آباد ہوں۔ پھر وہ لوگ وہیں آباد ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بلا لیا، وہ بھی وہیں ان کے پاس آگئے۔ حتی کہ جب وہاں کئی گھرانے آباد ہو گئے اتنے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے اور انہوں نے عربی ان سے سیکھی اور جوان ہو کر ان کی نگاہ میں بہت اچھے نکلے (جرہم قبیلے کے) لوگ ان سے محبت کرنے لگے اور انھوں نے اپنے خاندان کی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی۔ بعد میں جب ام اسماعیل

فوت ہو گئیں ، اور حضرت ابراہیم، اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد اپنے اہل و عیال کی خبر لینے کو آئے جن کو وہ چھوڑ کر گئے تھے لیکن اس وقت اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر پر نہ تھے تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کی بیوی سے ان کے بارے میں دریافت کیا، اس نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہاری گزران کیسی ہوتی ہے اور معاش کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ بہت بری اور بڑی تنگی والی گزران ہے اور خوب شکوہ کیا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تیرا شوہر آئے تو انہیں میری طرف سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام گھر میں آئے اور (اپنے باپ کی) خوشبو محسوس کی تو (بیوی سے) کہا کہ کیا آج تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! ایک بوڑھا آدمی فلاں شکل کا آیا تھا اس نے تیرے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری گزارن کیسی ہوتی ہے؟ تو میں نے کہا کہ بڑی تکلیف اور تنگی سے گزارہ ہوتا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا انہوں نے تجھے کوئی نصیحت بھی کی تھی؟ اس نے کہا ہاں! اس نے مجھے کہا تھا کہ میں تجھے ان کی طرف سے سلام کہہ دوں اور وہ آپ کے نام یہ پیغام بھی دے گئے کہ تم اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تجھے طلاق دے دوں، اس لیے تو اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جا اور اسے طلاق دے دی، اور (جرہم قبیلہ میں سے) کسی دوسری عورت سے شادی کر لی۔ پھر جتنی دیر اللہ کو منظور تھا ابراہیم علیہ السلام (اپنے ملک میں) رہے پھر دوبارہ آئے تو اسماعیل علیہ السلام (پھر بھی اتفاق سے) گھر میں نہ ملے۔ پھر وہ ان کی (دوسری) بیوی کے پاس گئے اور اس سے اسماعیل علیہ السلام کا پوچھا تو اس نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اور اس سے اس کے گزران اور رہن سہن کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے ہم بہت خیر و خوبی کے ساتھ اور خوش رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت، پھر پوچھا کہ تم پیتے کیا ہو؟ اس نے کہا پانی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ»

''اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما دے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان دنوں مکہ میں اناج کا نام تک نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی

برکت کی دعا کرتے۔ (اور) فرمایا: (یہ خاصیت اللہ نے مکہ ہی میں رکھی ہے) اگر دوسرے ملک والے صرف گوشت اور پانی پر گزارہ کریں تو بیمار ہو جائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو حفاظت سے رکھے (یہ بہت عمدہ ہے) پھر جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو بیوی سے کہا کہ کیا تمہارے پاس آج کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! ایک خوبصورت سے بزرگ آئے تھے اور (بیوی نے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہت تعریف کی، (پھر کہا کہ) تمہارا پوچھتے تھے تو میں نے بتا دیا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہاری گزران کیسی ہوتی ہے؟ میں نے بتایا کہ بہت اچھی، اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ انہوں نے تمہیں کوئی نصیحت بھی کی تھی؟ اس نے کہا ہاں! وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اپنے دروازے کی چوکھٹ کو حفاظت سے رکھنا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور دروازے کی چوکھٹ تم ہی ہو، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اپنی زوجیت میں رہنے دوں۔ پھر جب تک اللہ کو منظور تھا ابراہیم (اپنے ملک میں) ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد جب آئے تو اسماعیل علیہ السلام اس وقت چاہ زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اپنے تیر درست کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے جو سلوک کیا کرتا ہے وہ سلوک کیا۔ پھر فرمایا کہ اے اسماعیل علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے وہ بجا لائیں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا آپ میری مدد کرو گے؟ انہوں نے کہا میں ضرور مدد کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

«فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هٰهُنَا بَيْتًا»

”اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ پر ایک گھر بناؤں۔“

اور ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اس وقت دونوں (باپ بیٹے) نے اس گھر کی دیواریں بلند کیں۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے جاتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے، جب دیواریں اونچی ہو گئیں (زمین پر کھڑے ہو کر تعمیر نہ ہو سکتی تھی) تو اسماعیل علیہ السلام ایک پتھر (جسے آج ہم مقام ابراہیم کہتے ہیں) لے آئے اور اس کو رکھ دیا پھر ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر دیوار تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لا کر دیتے تھے اور دونوں کہہ رہے تھے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ (البقرہ ۱۲۷)

''اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ کوشش) قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

(احادیث الانبیاء، باب یَزِفُّوْنَ...... ۳۳٦٤)

گرگٹ بد بخت جانور ہے:

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا:

« کَانَ یَنْفُخُ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ »

'' (کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نمرود میں ڈالا گیا تو آگ کو مزید بھڑکانے کے لیے) گرگٹ پھوکیں مارتی تھی۔''

(احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا......﴾، رقم: ۳۳۵۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام

بچے کو بھیڑیا لے گیا اور سلیمان نے درست فیصلہ کیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی، اب پتنگے اور جانور اس میں گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ (بنی اسرائیل میں) دو عورتیں تھیں ہر ایک کے پاس بچہ تھا، بھیڑیا آیا اور ایک کا بچہ اٹھا کر لے گیا تو اس کے ساتھ والی کہنے لگی کہ تیرا بچہ بھیڑیا لے گیا ہے (یہ میرا بچہ ہے) دوسری کہنے لگی کہ (نہیں بلکہ بھیڑیا تو) تیرا بچہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا (کیونکہ بچہ اسی کے قبضہ میں تھا اور دوسری کوئی گواہ نہ لاسکی) پھر دونوں سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ چھری لاؤ، میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دیتا ہوں۔ یہ سن کر چھوٹی عورت کہنے لگی:

«لَا تَفْعَلْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا»

''اللہ تجھ پر رحم کرے ایسا نہ کرو کیونکہ وہ اسی کا بچہ ہے۔''

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ بچہ چھوٹی عورت کو دلا دیا۔ (وہ پہچان گئے کہ یہی بچے کی اصل ماں

ہے اور دوسری جھوٹی ہے) (احادیث الانبیاء، باب قول الله ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ……﴾، رقم:٣٤٢٧)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی کو چوری کرتے دیکھا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکھا تھا، انھوں نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کر رہا ہے؟ تو اس نے کہا:

« كَلَّا وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ »

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں نے ہرگز (چوری نہیں کی)۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

« اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ كَذَّبْتُ عَيْنَيَّ »

''کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں (کہ میری آنکھ نے صحیح نہیں دیکھا ہوگا) (احادیث الانبیاء ـ باب قوله الله تعالىٰ ﴿واذكر فى الكتاب مريم ……﴾ رقم:٣٤٤٤)

ارکان اسلام

اسلام کی ابتدائی دعوت میں نظام زکاۃ کا نفاذ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم وہاں کے لوگوں کو اس امر کے اقرار پر رغبت دلانا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو انہیں بتا دینا کہ اللہ نے رات اور دن میں پانچ نمازیں ان پر فرض کی ہیں پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو انہیں بتا دینا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (زکوۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے فقیروں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔(الجنائز۔ باب وجوب الزکوۃ...... رقم: ۱۳۹۵)

کلمے کے تقاضے پورے کرنے والا جنت میں جائے گا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! تو انہوں نے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ! (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ! تین مرتبہ (ایسا ہی ہوا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ»

جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ تو اللہ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر دوں تا کہ وہ (بھی) خوش ہو جائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت (جب تم ان کو بتاؤ گے) تو لوگ (اسی پر) بھروسہ کر لیں گے (اور عمل نہیں کریں گے) اور معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت (علم کو چھپانے کے) گناہ کے خوف سے بیان کی تھی۔ (العلم، باب من خص بالعلم قومًا...... ۱۲۸)

نماز، روزہ، زکوٰۃ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر اس کا گھٹنا باندھ دیا۔ پھر اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ اور اس وقت نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے، تو ہم نے کہا کہ یہ سفید رنگ والے جو تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے ہیں انہی کا نام محمد ﷺ ہے) اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے عبدالمطلب کے بیٹے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (آپ کہیں اور) میں سن رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں آپ ﷺ سے چند باتیں پوچھوں گا اور (پوچھنے میں) آپ ﷺ سے سخت کلامی بھی کروں گا تو آپ ﷺ اپنے دل میں ناراض نہ ہونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہو پوچھ لو۔ وہ کہنے لگا کہ میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلے والے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (سچ بتایئے) کہ کیا اللہ نے آپ ﷺ کو تمام (لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ہاں (بے شک اللہ نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتایئے) کیا رمضان کے روزے رکھنے کا اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ہاں۔ پھر اس نے کہا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتایئے) کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ یہ صدقہ ہمارے مالداروں سے لیں اور اسے ہمارے مستحقین میں تقسیم کریں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں: اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا «اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ......» کہ میں اس (شریعت) پر ایمان لایا ہوں، جسے آپ ﷺ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا بھیجا ہوا (نمائندہ) ہوں اور میں ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ہوں میرا تعلق (قبیلہ) بنی سعد بن بکر سے ہے۔ (العلم، باب القراءة والعرض على المحدث۔ ٦٣)

وصال کا روزہ ممنوع ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال (بلا سحری افطاری والے) کے روزوں سے منع فرمایا تو ایک صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ تو وصال کرتے ہیں (یعنی

بلا سحری افطاری کے روزے رکھتے ہیں ہم ایسا کیوں نہ کریں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَ اَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَ يَسْقِيْنِيْ»

تم میں سے کون شخص میرے جیسا ہو سکتا ہے؟ میں رات کو سوتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلا پلا دیتا ہے مگر جب وہ لوگ باز نہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن وصال کیا (یعنی کچھ نہ کھایا پیا) دوسرے دن پھر وصال کیا (یعنی کچھ نہ کھایا پیا) کئی دن کا روزہ رکھا۔ اس کے بعد (عید کا) چاند نظر آ گیا تو آپ ﷺ نے بطور ناراضگی کے فرمایا: اگر اب بھی چاند نہ نظر آتا تو میں اور زیادہ روزے بطور وصال تم سے رکھواتا۔ اور ایک دوسری روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَاكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ»

''تم اسی قدر اعمال اپنے ذمہ لو جن کے بجا لانے کی تمہیں طاقت ہو۔''

(الصوم، باب التنكيل لمن اكثر الوصال: ١٩٦٦-١٩٦٥)

اہمیت نماز

اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک نماز ہے نماز بہت اہم عبادت ہے اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ نماز نہ پڑھنے والے جہنم میں جائیں گے۔ چنانچہ اللہ کریم نے فرمایا:

- ﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾
"تم نماز قائم کرتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو)" (البقرة:۴۳)

- ﴿ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾ (البقرة:۲۳۸)
"تم نمازوں کا خیال رکھو (بالخصوص عصر کی نماز کا خیال رکھو) اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہوا کرو (یعنی نماز میں کسی قسم کی باتیں نہ کرو)"

- ﴿ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ﴾ (طٰهٰ:۱۴)
"اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی نماز کی پابندی کرو۔"

- ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾
"بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے منع کرتی ہے۔"

- ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ ﴾ (الاعلیٰ:۱۵)
"یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جو (شرک، کفر وغیرہ پلیدیوں سے) پاک رہا اور اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔"

- ﴿ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ ﴾ (المدثر:۴۰-۴۳)
"دائیں ہاتھ والے جنتوں میں ہوں گے وہ مجرموں سے (جہنم میں سے) پوچھیں گے کہ

کونسی چیز تمھیں جہنم میں لے آئی ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔''

نماز استحاضہ کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوتی:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور فرمانے لگیں کہ یارسول اللہ! میں اکثر مستحاضہ رہتی ہوں پھر بہت (دنوں تک) پاک نہیں ہو پاتی، کیا اس دوران میں نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْاَيَّامِ الَّتِيْ تَحِيْضِيْنَ فِيْهَا»

نہیں! یہ ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے۔ جب تمہارے حیض کا وقت آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب گزر جائے تو خون اپنے (جسم) سے دھو ڈالو۔ اس کے بعد نماز پڑھو۔ پھر ہر نماز کے لیے وضو کیا کرو۔ حتی کہ پھر حیض کا وقت آ جائے تو پھر نماز ترک کر دیا (معلوم ہوا کہ استحاضہ کے دنوں میں عورت نماز ترک نہ کرے۔) (الحیض: باب اذا حاضت فی شھر ثلاث حیض: ۳۲۵)

نماز کے اہتمام کے لیے اذان کا آغاز:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ میں (ہجرت کر) آئے تھے تو نماز کے وقت کا اندازہ کر کے نماز کے لیے جمع ہو جایا کرتے تھے (اس وقت تک) نماز کے لیے (باقاعدہ) منادی نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں گفتگو کی (کہ کوئی اعلان ضرور ہونا چاہیے) تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ناقوس بنا لو (نماز کے اوقات میں بجایا جائے) اور بعض نے کہا نہیں بلکہ یہود کے بگل کی طرح ایک بگل بنا لو (اس سے لوگوں کو بلا لیا کرو)، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ»

''کیوں نہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا جائے کہ وہ نماز کے لیے منادی کر دیا کرے۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

«يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ»

''بلال اٹھو اور نماز کے لیے منادی کر دو۔'' (الاذان: باب بدء الاذان: ۶۰۴)

نماز میں آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے حالانکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں جواب بھی دے دیا کرتے تھے۔ پھر جب ہم نجاشی (بادشاہ حبش) کے پاس سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو نماز میں سلام کیا، تو آپ ﷺ نے ہمیں جواب نہ دیا اور نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: "اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغُلًا" نماز میں اللہ کے ساتھ مشغولیت ہوتی ہے۔ (اس لیے نماز میں اور کسی طرف مشغول نہ ہونا چاہیے۔)

(العمل فی الصلاۃ، باب ما ینھی من الکلام فی الصلاۃ: ۱۱۹۹)

صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری سنبھال کر رکھی لیکن نماز کو نہ چھوڑا:

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (خوارج سے) جنگ کی حالت میں نماز پڑھی دوران کی سواری کی لگام ان کے ہاتھ میں تھی۔ سواری شوخی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی اور وہ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ اس حالت میں ایک خارجی حضرت ابو برزہ کو برا بھلا کہہ رہا تھا، جب انھوں نے سلام پھیرا تو فرمانے لگے کہ میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ جہاد کیے تھے اور میں نے آپ ﷺ کی میانہ روی اور سہولت پسندی دیکھی تھی میں اپنی سواری سنبھالے رہا مجھے یہ، اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے چھوڑ دیتا اور وہ اپنے اصطبل میں چلی جاتی (جو یہاں سے بہت دور ہے) پھر مجھے تکلیف ہوتی۔

(العمل فی الصلاۃ، باب اذا انفلتت الدابۃ فی الصلاۃ: ۱۲۱۱)

آپ ﷺ نے سلام کا جواب نماز میں نہ دیا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام کے لیے بھیجا، چنانچہ میں گیا اور اس کام کو مکمل کر کے واپس ہوا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا تو میرے دل کو (اس قدر رنج) ہوا کہ جس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس لیے ناراض ہو گئے کہ میں نے آپ ﷺ کے پاس آنے میں تاخیر کر دی ہے۔ میں نے پھر دوبارہ آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن پھر بھی

آپ ﷺ نے جواب نہ دیا تو اب کی بار میرے دل میں پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ رنج ہوا پھر میں نے (نماز مکمل ہونے پر) آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے مجھے جواب دیا اور فرمایا: مجھے تمہارے سلام کا جواب دینے سے یہ امر مانع تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تھے۔ قبلہ کی طرف منہ (بھی) نہ تھا۔ (اس حدیث سے نماز کی اہمیت واضح ہے کہ آپ ﷺ سواری پر بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔) (العمل فی الصلاۃ، باب لا یرد السلام فی الصلاۃ: ۱۲۱۷)

نماز کے اہتمام کے پیش نظر منبر پر نماز ادا کر کے دکھائی گئی:

سیدنا سھل بن سعد سے پوچھا گیا کہ ممبر (نبوی ﷺ) کس لکڑی سے بنایا گیا تھا؟ فرمایا اس بات کا جاننے والا لوگوں میں مجھ سے زیادہ (اب) کوئی زندہ نہیں رہا وہ جھاؤ کے درخت کا بنا ہوا تھا۔ اسے ایک عورت کے غلام نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بنایا تھا۔ اور جب منبر بنا کر رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے قرأت کی اور رکوع فرمایا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے رکوع کیا، پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ اس کے بعد پیچھے ہٹے۔ زمین پر سجدہ کیا۔ (منبر پر چڑھ کر نماز پڑھانا تا کہ لوگوں کو نماز کی تعلیم دیں یہ نماز کی اہمیت کی دلیل ہے) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں نے ایسا اس لیے کیا تا کہ تم میری اقتداء کرو اور میرا (طریقہ) نماز سیکھ لو۔

(الجمعة، باب الخطبة على المنبر: ۹۱۷)

جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہو جانے پر عمر رضی اللہ عنہ کا افسوس:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (غزوہ) خندق میں سورج غروب ہونے کے بعد اپنی قیام گاہ سے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَ اَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ»

''واللہ! میں نے بھی عصر کی نماز (ابھی تک) نہیں پڑھی۔''

پھر آپ ﷺ (مقام) بطحان کی طرف چلے گئے اور نماز کے لیے وضو فرمایا اور ہم سب نے

(بھی) نماز کے لیے وضو کیا پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز آفتاب غروب ہو جانے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔(المغازی، باب غزوۃ الاحزاب:۴۱۱۲)

نبی ﷺ نے مرض الموت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی، مبتلا ہوئے۔نماز کا وقت ہو گیا اور اذان ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:(میں مسجد میں جانے کی ہمت نہیں رکھتا اس لیے) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہیں تو جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو (شدت غم سے) وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ اس لیے کسی اور کو حکم فرمائیں لیکن دوبارہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ابو بکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔لیکن آپ سے پھر وہی عرض کی گئی۔تیسری بار آپ ﷺ نے پھر وہی حکم فرمایا اور فرمایا! تم تو یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتوں کی طرح ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (جب نماز کھڑی ہو گئی تو) نبی ﷺ نے اپنے آپ ﷺ میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نکلے گویا کہ میں (اب بھی) آپ کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں کہ (بسبب ضعف) مرض کے زمین پر گھسٹتے ہوئے جا رہے ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا چاہا تو نبی ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپ ﷺ کو لا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔ نبی ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ابو بکر کی بائیں جانب بیٹھے تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔(الاذان، باب حد المريض ان يشهد الجماعة، ٦٦٤)

مرض الموت میں آپ ﷺ کو نماز کی فکر اور غشی کا دورہ:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو (میں وضو اور غسل کروں گا)“

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے غسل فرمایا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں اللہ کے رسول! وہ تو آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔ (پانی رکھ دیا گیا) آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں: اللہ کے رسول! وہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔ آپ اٹھے اور غسل کیا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر پھر بھی بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کی نہیں! اے اللہ کے رسول! وہ آپ کے منتظر ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے نبی ﷺ کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کر رہے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (پیغام) بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ قاصد ان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک نرم دل انسان تھے انھوں نے فرمایا: اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ تب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی کے بقیہ دنوں میں نماز پڑھائی۔ (بیماری کی شدت کے باوجود نماز کی فکر تھی) (الاذان، باب انما جعل الامام لیؤتم به :٦٨٧)

مجبوری میں نماز چوکڑی لگا کر پڑھی جائے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سے روایت ہے کہ جب (ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نماز میں بیٹھتے تو چوکڑی لگا کر بیٹھا کرتے تھے، ایک بار میں بھی اسی طرح بیٹھ گیا، میں ان دنوں کمسن تھا تو (میرے والد گرامی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے منع کیا اور فرمایا:

«اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَ تُثْنِيَ الْيُسْرٰى»

"نماز کا طریقہ یہی ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں کھڑا کر لو اور بایاں دُہرا کر لو میں نے عرض کیا آپ بھی تو چوکڑی لگاتے ہیں تو وہ بولے کہ میرے پاؤں (کمزور ہو گئے ہیں) اور میرا وزن نہیں اٹھا سکتے۔ (اس لیے چوکڑی لگاتا ہوں)

(الاذان، باب سنة الجلوس فی التشهد:٨٢٧)

نماز میں خواتین بھی شریک ہوا کرتی تھیں:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیر لیتے تو عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور (چل دیا کرتی) تھیں اور آپ ﷺ اپنے کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر جایا کرتے تھے (یعنی وہیں بیٹھے رہتے تھے) امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے ورنہ پورا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کہ آپ ﷺ محض اس لیے ٹھہر جاتے تھے تاکہ عورتیں چلی جائیں اور مرد نماز سے فارغ ہو کر انہیں (مسجد میں) نہ دیکھیں۔(الاذان، باب التسلیم:۸۳۷)

نماز خوف اور جنگ کی حالت میں بھی معاف نہیں ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا تو ہم دشمن کے سامنے کھڑے تھے ہم نے ان لوگوں کے مقابل صف بندی کی پھر رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے لگے تو ہم میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا دشمن کے سامنے رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ ایک رکوع کیا اور دو سجدے کیے۔ اس کے بعد وہ لوگ (جو آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک تھے) اس گروہ کی جگہ پر چلے گئے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اب دوسرا گروہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کیے، اس کے بعد سلام پھیر دیا۔ پھر ان میں ہر شخص نے اکیلے اکیلے ایک ایک رکوع اور دو سجدے ادا کیے۔

(صلاة الخوف، باب صلاة الخوف:٩٤٢)

سیدنا سھل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ ذات الرقاع میں حاضر تھے، صلوٰۃ خوف کا بیان کیا کہ ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے لیے صف باندھی اور ایک گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ ﷺ کھڑے رہے اور وہ (مقتدی) اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور دشمن کے مدمقابل ہو گئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا، آپ ﷺ نے انہیں دوسری رکعت جو آپ ﷺ کی باقی رہ گئی تھی پڑھائی، پھر بیٹھے رہے اور انہوں نے اپنی اپنی نماز پوری کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

(المغازی، باب غزوة ذات الرقاع، ٤١٣١)

بنو قریظہ میں پہنچنے سے پہلے صحابہ نے نماز پڑھ لی:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوہ احزاب سے واپس ہوئے (اور بنو قریظہ پر چڑھائی کی) تو ہم سے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز بنی قریظہ میں پہنچ کر ادا کرے۔ بعض لوگوں کو عصر کا وقت راستہ ہی میں ہو گیا اس لیے انھوں نے کہا کہ (عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے) ہم تو نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کا منع کرنے کا مطلب یہ نہ تھا کہ نماز عصر کا وقت ہی نکل جائے۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ لی اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ (آپ ﷺ کے فرمان کے پیش نظر) ہم تو بنو قریظہ میں ہی جا کر نماز ادا کریں گے۔ پھر یہ بات نبی ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے کسی پر ناراضگی نہ فرمائی۔

(صلاة الخوف، باب صلاة الطالب والمطلوب......٩٤٦)

تہجد کے تارک کو شیطان کا گرم گرم تحفہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ برابر صبح تک سوتا رہتا ہے نماز (تہجد) کے لیے نہیں اٹھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهِ»

''شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔''

(التهجد، باب اذا نام ولم يصل بال الشيطان في اذنه : ١١٤٤)

جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو نماز اور نماز کے اوقات کی تعلیم دی:

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جبکہ وہ عراق میں تھے اور ایک دن نماز میں تاخیر ہو گئی تھی، کہا کہ اے مغیرہ (تم نے) یہ کیا کیا؟ تم نہیں جانتے کہ (ایک دن) جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے (بھی ان کی اقتداء میں) پڑھی پھر (دوسری) نماز پڑھی تو رسول اللہ نے بھی پڑھی۔ پھر (تیسری) نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، پھر چوتھی نماز پڑھی پھر (پانچویں) نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی پھر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اسی طرح اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے۔

(مواقيت الصلاة، باب مواقيت الصلاة و فضلها : ٥٢١)

وقت پر نماز ادا کرنا، والدین کی اطاعت کرنا اور جہاد افضل عمل ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِهَا»

''وقت پر نماز ادا کرنا۔''

میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ»

''اس کے بعد والدین کی اطاعت کرنا۔''

میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسی قدر بیان فرمایا تھا لیکن اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پوچھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیان فرماتے۔ (مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة، لوقتها: ٥٢٧)

ظہر کی نماز گرمی میں دیر سے پڑھی جائے لیکن پڑھی ضرور جائے:

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: (وقت کو) ٹھنڈا ہونے دو پھر اس نے چاہا کہ اذان دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ»

''گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے (ہوتی) ہے لہذا جب گرمی کی شدت ہو جائے تو (ظہر کی) نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔'' (مواقيت الصلاة، باب الابراد بالظهر: ٥٣٥)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز دیر سے ادا فرمائی لوگ مسجد میں رہے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات عشاء کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کر

دی اور یہ (واقعہ) اشاعت اسلام سے پہلے (کا ہے) آپ ﷺ گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ سید
عمر رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ سے آکر) کہا:

﴿ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ ﴾

''عورتیں اور بچے سو رہے ہیں۔''

تب آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

﴿ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ ﴾

''زمین والوں میں سے سوا تمہارے کوئی اس وقت اس نماز کا منتظر نہیں ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی جو کشتی میں میرے ساتھ آئے تھے ہم بقیع بطحان کی وادی میں ٹھہرے ہوئے تھے اور نبی ﷺ کے پاس عشاء کے وقت باری باری جاتے تھے۔ (ایک دن) میں اور میرے ساتھی نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو مصروفیت تھی لہٰذا (عشاء کی) نماز آپ ﷺ نے لیٹ کر دی حتیٰ کہ آدھی رات ہو گئی۔ اس کے بعد نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر جب آپ ﷺ نماز پوری کر چکے تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے فرمایا اس وقت میں تمہارے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتا یا اس طرح فرمایا: اس وقت تمھارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ معلوم نہیں آپ ﷺ نے (ان دو جملوں میں سے) کیا فرمایا تھا؟ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہم خوش ہو کر گھر کو لوٹے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (عشاء کی نماز) شفق کے غائب ہو جانے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک کسی وقت پڑھ لیتے تھے۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نکلے گویا کہ میں آپ ﷺ کی طرف اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا ہے اور آپ ﷺ اپنا ہاتھ اپنے سر مبارک پر رکھے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا هٰكَذَا ﴾

''اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ سمجھتا تو یقیناً انہیں حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت پڑھا کریں۔'' (مواقیت الصلاۃ، باب فضل العشاء: ۵۷۱، ۵۶۹، ۵۶۷، ۵۶۶)

تین ممنوع کام:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے، فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں سنی تھیں، وہ مجھے بھلی لگیں (وہ باتیں یہ ہیں) کوئی عورت اپنے شوہر یا محرم کے بغیر دو دن کا سفر نہ کرے اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں روزہ نہ رکھنا اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کے طلوع ہونے سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور فرمایا:

«وَ لَا تَشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ ۔ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى وَ مَسْجِدِيْ هٰذَا»

”مسجد حرام (کعبہ) اور میری مسجد، نبوی اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔۔ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف (ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے۔“

(فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ:۱۱۹۷)

بدعات

عمر رضی اللہ عنہ قرآن کی تعبیرات کے عالم تھے:

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے قرآن میں ایک ایسی آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو، اگر ہم یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو اس دن کو (جس دن وہ نازل ہوئی ہم بطور) عید مناتے۔ امیر المومنین نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی بولا یہ آیت

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدہ:۳)

''آج میں (اللہ) نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا:

« اِنِّیْ لَاَعْلَمُ حَيْثُ اُنْزِلَتْ وَ اَيْنَ اُنْزِلَتْ وَ اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَاِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ »

''بے شک ہمیں وہ دن اور مقام یاد ہے جس میں یہ آیت نبی ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ آپ ﷺ (اس دن) عرفہ میں مقیم تھے، اور ہم بھی عرفہ میں تھے اور جمعہ کا دن تھا۔'' (یعنی عرفہ کا دن اور جمعہ بذات خود عید ہیں) (الایمان، باب زیادۃ الایمان و نقصانہ:٤٥)

ظلم اور مظالم کی مذمت

سب سے بڑا ظلم:

اللہ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝﴾ (لقمان:١٣)

"اور جب حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے اے بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

﴿ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝﴾ (المائدة:٧٢)

"بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝﴾ (النساء:٤٠)

"بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر (کسی کی کوئی) نیکی ہوگی تو اسی کو دوگنا کر دے گا اور اپنی طرف سے اجر عظیم عطا کرے گا۔"

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔"

(یونس:٤٤)

اللہ تعالیٰ بندوں کے کیے ہوئے ظلم پسند نہیں کرتا:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴾ (الفرقان: ۱۹)

''جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا تو ہم اسے بڑا عذاب (جہنم کا عذاب) چکھائیں گے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ...... ﴾ (النساء: ۲۹)

''اے ایمان والو، تم ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔''

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴾ (النساء: ۱۰)

''بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ظلم سے کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔''

قیامت میں ظلم کا قصاص ہوگا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مومن جہنم کی آگ سے گزر جائیں گے تو انھیں جنت وجہنم کے درمیان پل پر روک لیا جائے گا وہ ایک دوسرے سے ان زیادتیوں کا قصاص لیں گے جو دنیا میں کر چکے تھے جب وہ اس سے پاک صاف ہو جائیں گے تب انھیں جنت میں داخلے کی اجازت ملے گی۔

«فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَسْكَنِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا»

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنتی آدمی اپنے جنت کے مکان سے اتنا واقف ہوگا کہ اتنا دنیا کے گھر سے بھی واقف نہیں تھا۔''

(الرقاق، باب القصاص يوم القيمة: ٤٥٣٥)

مسلمان کسی پر ظلم نہ کرے بلکہ اس کو ظلم سے بچائے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَ لَا يُسْلِمُهُ وَ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ »

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر خود ظلم کرے اور نہ ہی اسے کسی ظالم کے حوالے کرے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش میں ہوتا ہے تو اللہ بھی اس کی ضروریات پوری کرتا چلا جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانی کو دور کردیتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم وَ لَا يُسْلِمُهُ: ٢٤٤٢)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا »

"اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! مظلوم کی تو ہم مدد کریں لیکن ظالم کی مدد کیوں کریں؟ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ »

"ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روک لینا اس کی مدد کرنا ہے۔"

(المظالم، باب اَعِنْ اخاك ظالما او مظلوما...... ٢٤٤٣)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا:

1. بیمار کو پوچھنے کے لیے جانا۔
2. جنازہ پڑھنے جانا۔
3. چھینکنے والے کا جواب دینا۔
4. سلام کا جواب دینا۔
5. مظلوم کی مدد کرنا۔
6. دعوت قبول کرنا یا بلانے والے کو جواب دینا۔

۷ قسم ڈالنے والے کی قسم کو پورا کرنا۔(المظالم، باب نصر المظلوم: ٢٤٤٥)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

« اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا »

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مثل ہے کہ ہر اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی چلی جاتی ہے۔'' (یعنی مومن دوسرے مومن کو کمزور نہ کرے بلکہ اس کا تعاون کر کے مضبوط کرے)(المظالم، باب نصر المظلوم، ٢٤٤٦)

ظلم قابل گرفت گناہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ »

''ظلم قیامت کے دن کئی ظلموں (یا کئی اندھیروں) کی شکل اختیار کر جائے گا۔'' (المظالم باب الظلم ظلمات یوم القیامة: ٢٤٤٧)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت یہ نصیحت بھی کی تھی:

« اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ »

''مظلوم کی بد دعا سے بچ کر رہنا (یعنی کسی پر ظلم نہ کرنا کہیں مظلوم تجھے بد دعا نہ دے دے کیونکہ) مظلوم کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا (یعنی مظلوم کی بد دعا قبول ہوتی ہے)(المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم۔٢٤٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے (مسلمان) بھائی پر اس کی عزت کے معاملے میں یا کسی اور معاملے میں زیادتی کی ہو تو وہ دنیا میں ہی اس سے معافی مانگ لے کیونکہ قیامت کے دن بندے کے پاس نہ تو دینار ہوگا نہ درہم (بلکہ وہاں تو قصاص میں اعمال کام آئیں گے) جس ظالم کے پاس نیک عمل ہوں گے تو اس کی زیادتی کے مطابق اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دیئے جائیں گے اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔

(المظالم باب من كانت له مظلمة......٢٤٤٩)

مظلوم اگر ظالم کو معاف کردے تو اجر پائے:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴾ (النساء:١٤٩)

''اگر تم بھلائی کو ظاہر کرو یا چھپائے رکھو یا کوئی برائی معاف کردو تو بے شک اللہ (بھی اس کو) معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔''

﴿ وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (الشوریٰ:٤٠)

''برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے اور جو معاف کردے گا اور اصلاح کرلے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔''

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کئی لوگوں سے (زمین کا) جھگڑا تھا جب اس بات کا علم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہوا تو انھوں نے فرمایا:

«يَا اَبَا سَلَمَةَ اِجْتَنِبِ الْاَرْضِ»

''اے ابوسلمہ زمین سے بچ کر رہو'' کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

«مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ»

''جو شخص ایک بالشت بھر زمین پر ناجائز قبضہ کر لے گا تو ساتوں زمینوں تک اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔''

(المظالم، باب اثم من ظلم شیئًا من الارض۔٢٤٥٣، ٢٤٥٤)

ایک روایت میں ہے کہ ساتوں زمینوں تک اسے دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی ﷺ نے اپنے دروازے کے پاس جھگڑے کی آوازیں سنیں آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے (جب انھوں نے آپ ﷺ سے فیصلہ کرانا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں میرے پاس جھگڑنے والے لوگ آتے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ ہوشیار و چالاک ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچ بول رہا ہے (حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے) میں تو

اس کے بیان کے مطابق فیصلہ دے دیتا ہوں سن لو!

« فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا »

''جس کے حق میں میں نے کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر ڈالا تو وہ جہنم کا ٹکڑا ہوگا اب چاہے تو وہ چیز لے لے چاہے تو چھوڑ دے۔''

کسی جانور پر ظلم بھی جہنم کا اور احسان کرنا جنت کا باعث ہوتا ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَ لَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ »

''ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی تھی اس نے بلی کو باندھ دیا پھر نہ تو اسے کھلایا پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا تھا کہ وہ زمین کی کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔''

(احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ٣٤٨٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا (واقعہ یوں ہوا کہ) ایک عورت کا گزر کنویں کے اوپر سے ہوا وہاں ایک کتا پیاس کے مارے تڑپ رہا تھا وہ مرنے کے قریب تھا اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اسے اپنے دوپٹے سے باندھا اس سے پانی کھینچ کر کتے کو پلایا:

«فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ»

''اسے اس وجہ سے بخش دیا گیا۔'' (بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم: ٣٣٢١)

لونڈی پر ہار چرانے کا الزام:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلے کی ایک حبشی لونڈی تھی انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ وہ بیان کرتی ہے کہ (ایک مرتبہ) اسی قبیلے کے لوگوں کی ایک لڑکی باہر نکلی اور اس نے سرخ چمڑے والا جوہری ہار پہنا ہوا تھا۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے اس کو خود اتارا یا وہ اس سے گر پڑا۔ ایک چیل وہاں سے گزری اور اس نے اسے گوشت سمجھا اور جھپٹ

کر لے گئی۔ ان لوگوں نے ہار کو تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکا تو اس کا الزام انھوں نے مجھ پر لگا دیا اور وہ لوگ میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کی بھی تلاشی لی۔ وہ کہتی ہے کہ اللہ کی قسم میں ان کے پاس کھڑی تھی کہ اچانک چیل آئی اور اس نے وہ ہار پھینک دیا۔ وہ کہتی ہے کہ وہ ہار ان کے آگے آن گرا۔ میں نے کہا کہ یہی ہے وہ ہار جس کا الزام تم نے مجھ پر لگایا تھا، تم نے بدگمانی کی حالانکہ میں اس سے بری تھی دیکھو وہ ہار یہ رہا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اسلام قبول کر لیا تو مسجد میں اس کے لیے ایک خیمہ یا ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا گیا تھا اور وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی اور میرے پاس وہ جب بھی آتی تو یہ ضرور کہتی:

وَ يَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا
اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ

''ہار والا دن ہمارے پروردگار کی عجیب قدرتوں میں سے ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی۔''

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اس سے کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے کہ جب کبھی تم میرے پاس آتی ہو تو یہ (شعر) ضرور کہتی ہو تو اس پر اس نے مجھ سے مذکورہ قصہ بیان کیا۔

(الصلاة، باب نوم المرأة في المسجد: ٤٣٩)

یہود نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا:

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر گئے اور ان دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کی صلح تھی۔ پھر وہ دونوں (کسی ضرورت سے) جدا ہو گئے تو جب محیصہ، عبداللہ بن سہل کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت تھے، کسی نے ان کو قتل کر ڈالا تھا، خیر محیصہ نے ان کو دفن کیا پھر مدینہ میں آئے۔ عبدالرحمٰن بن سہل (عبداللہ بن سہل) مقتول کے بھائی اور محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ جو مسعود کے بیٹے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ عبدالرحمٰن نے گفتگو شروع کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے کو بولنے دو، بڑے کو بولنے دو۔ عبدالرحمٰن تینوں میں کمسن تھے، یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ تم قسم کھاؤ کہ عبداللہ

کو فلاں شخص نے مارا ہے اور قاتل پر اپنا حق ثابت کرلو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم کیسے قسم کھائیں؟ جب کہ ہم نے تو آنکھ سے (قاتل کو) نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی کہ وہ تو کافر ہیں ہم ان کی قسموں پر کیسے اعتبار کریں؟ آخر یہود نے قسمیں کھالیں تو نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔

(الادب، باب اکرام الکبیر...... ٦١٤٢)

قیامت کی چھ علامتیں:

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ (اس وقت) چمڑے کے ایک خیمے میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: چھ باتیں قیامت سے پہلے ہوں گی (ان کو) یاد کرلو۔ ① میری موت ② پھر فتح بیت المقدس ③ پھر ایک بیماری جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون کی (بیماری پھیلتی ہے) ④ مال کا بکثرت ہونا حتی کہ اگر کسی شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی تب بھی وہ ناخوش رہے گا۔ ⑤ پھر ایک فتنہ ہوگا کہ عرب کا کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس میں وہ داخل نہ ہو ⑥ پھر ایک صلح تمہارے اور عیسائیوں کے درمیان ہو گی اور وہ بے وفائی کریں گے اور اسی (۸۰) جھنڈے لیے تم سے لڑنے آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ (یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج، (مجاہدو! آخری پیشین گوئی ابھی باقی ہے)

(الجزیة والموادعة، باب ما یحذر من الغدر: ٣١٧٦)

کسی جانور کو بے دردی سے مارنا سخت گناہ ہے:

سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ایک (طویل) روایت میں کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جنت میرے قریب ہوگئی تھی حتی کہ اگر میں چاہتا تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہارے پاس توڑ کر لے آتا اور دوزخ بھی میرے قریب ہوگئی تھی یہاں تک کہ میں کہنے لگا کہ اے میرے رب! کیا میں ان لوگوں کے ساتھ؟ یکایک ایک عورت پر میری نظر پڑی۔ مجھے خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ایک بلی پنجے مار رہی تھی میں نے کہا اس کو کیا ہوا؟ تو (فرشتوں) نے کہا:

«حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا لَا اَطْعَمَتْهَا وَلَا اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ»

''اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔ یہ (عورت) نہ اس

کوکھلاتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے (جیسے چوہے وغیرہ) کھالیتی (حتی کہ اسی حالت میں بلی مرگئی)

(الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلاۃ: ۷۴۵)

کفار کا صحابہ رضی اللہ عنہم پر ظلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت نازلہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر (رکوع سے) اٹھاتے تھے تو «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہتے تھے (اور) کچھ آدمیوں کے نام لے کر دعا کرتے تھے (اور) فرماتے تھے، اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو (کفار مکہ کے پنجہ ظلم سے) نجات دے۔

«اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ »

''اے اللہ اپنا عذاب (قبیلہ) مضر پر سخت کر دے اور ان کو ایسی قحط سالی میں مبتلا کر دے جیسے یوسف علیہ السلام (کے دور) کی قحط سالی تھی۔''

اس وقت اہل مشرق میں سے (قبیلہ) مضر کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے۔

(الاذان، باب یھوی بالتکبیر: ۸۰۴)

ایک روایت میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے متعلق پوچھا کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رکوع سے پہلے۔ ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا ہے کہ آپ نے کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکوع کے بعد (قنوت پڑھی تھی) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے، رسول اللہ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی تھی میں خیال کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو جو قاری (قرآن) کہلاتے تھے اور وہ ستر (۷۰) کے قریب تھے (نجد کے) مشرکوں کی طرف بھیجا تھا ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح کا معاہدہ تھا (مگر ان لوگوں نے بدعہدی کی اور ان قاریوں کو بے وجہ قتل کر دیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ان کے لیے بددعا کرتے رہے۔ (الوتر، باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ: ۱۰۰۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''رعل'' ''ذکوان'' قبیلوں پر بددعا کرتے رہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ قنوت مغرب اور فجر کی نماز

میں (پڑھی جاتی) تھی۔ (حوالہ مذکور برقم: ۱۰۰۳)

زکوٰۃ میں عمدہ مال وصول کر کے ظلم نہ کیا جائے:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے معاذ! تم انہیں یہ بھی بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو مالداروں سے لے کر غریبوں پر صرف کی جائے گی۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو پھر

« فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ »

"کہ تم ان کے عمدہ عمدہ مال (زکوٰۃ کی شکل میں) وصول نہ کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس (کی بددعا) اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا" یعنی فوراً قبول ہوتی ہے)

(المغازی، باب بعث ابی موسیٰ و معاذ...... ۴۳۴۱)

فتنے کے وقت مصلحت پسندی اور حکمت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم کعبے کی دیوار کی بابت پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ کا حصہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کی کہ پھر لوگوں نے اس کو کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچ کم پڑ گیا تھا (اس سبب سے انہوں نے کعبہ میں شامل نہیں کیا) میں نے عرض کی کہ دروازے کا کیا معاملہ ہے؟ اس قدر اونچا کیوں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہاری قوم نے اس لیے کیا تا کہ جس کو چاہیں کعبہ کے اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں پھر فرمایا:

« لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ »

"اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب تر نہ ہوتا اور مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دلوں کو برا معلوم ہو گا تو میں ضرور حطیم کو کعبہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا (یعنی چوکھٹ نیچی کر دیتا)۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تمہاری قوم کا دور، جاہلیت کے دور سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے (یعنی حطیم تو) اس کو اسی میں دوبارہ شامل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا، ایک شرقی دروازہ اور ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق تعمیر کر دیتا۔

راوی کہتا ہے کہ اس حدیث رسول ﷺ کی بنیاد پر حضرت ابن زبیر نے کعبے کو گرا (کر دوبارہ نبی ﷺ کی خواہش کے مطابق بنایا تھا لیکن بعد کے حکمرانوں نے اس بنیاد کو گرا دیا تھا)

(الحج، باب فضل مكة، رقم:١٥٨٦،١٥٨٤)

کفار کا نبی ﷺ کے خلاف معاہدہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی سے اگلے دن یعنی گیارہ ذوالحجہ کو فرمایا جبکہ آپ ﷺ منیٰ میں تھے۔ ہم کل ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ گے جہاں مشرکوں نے کفر پر باہم معاہدہ کیا تھا یعنی محصب میں اتریں گے اور یہ واقعہ (کفر پر معاہدہ) اس طرح ہوا تھا کہ قریش نے اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب (یا راوی نے کہا کہ) بنی مطلب کے خلاف یہ معاہدہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ نہ کریں گے۔ اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں گے حتی کہ بنی ہاشم نبی ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔ (الحج، باب نزول النبی ﷺ بمكة: ١٥٩٠)

کافر نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا:

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دور جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا، میں اس کے تقاضے کے لیے عاص کے پاس آیا کرتا تھا۔ عاص نے (مجھ سے ایک مرتبہ کہا)

«لَا أُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ»

''میں تمہیں تمہارا قرض نہیں دوں گا حتی کہ تم محمد ﷺ کے دین کا انکار کر دو۔''

میں نے کہا اگر اللہ تجھے موت دے اور مرنے کے بعد پھر تو زندہ کیا جائے۔ تب بھی میں محمد ﷺ (کی نبوت) کا انکار نہ کروں گا۔ عاص نے کہا کہ پھر تم مجھے چھوڑ دو حتی کہ میں مر جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں کیونکہ اس وقت مجھے مال بھی ملے گا اور اولاد بھی ملے گی۔ میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر

(سورۂ مریم ۷۷۔۷۸ کی) یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًاo اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاo ﴾

اے نبی ﷺ! کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (اگر میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو) ضرور مجھ کو مال اور اولاد ملے گی۔ وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے؟

(البیوع، باب ذکر القین: ۲۰۹۱)

یہودی نے لڑکی کا سر کچل دیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا (وہ موت کی کشمکش میں تھی)، اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے، کیا فلاں نے، حتی کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پس یہودی پکڑ لیا گیا اور اس نے اقرار جرم کیا۔ تب نبی ﷺ نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

اولاد کے درمیان انصاف نہ کرنا صریح ظلم ہے:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کہ میرے والد نے مجھے بطور تحفہ ایک غلام دیا تو (میری والدہ) عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوں گی حتی کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بنا لو چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ (کے بطن) سے ہے، تحفہ دیا ہے لیکن میری اہلیہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنا لوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے اپنے سب لڑکوں کو اسی قدر دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا جی نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ»

''اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان انصاف کرتے رہا کرو۔''

نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ پھر میرے والد محترم نے اپنا تحفہ واپس لے لیا۔ ایک روایت

میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:﴿لَا تُشْهِدْنِیْ عَلٰی جَوْرٍ﴾ کہ تم مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔"

ستر شہداء کی فضیلت جنہیں دھوکے سے قتل کر دیا گیا تھا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبیلہ بنی سلیم کے کچھ لوگوں کو قبیلہ بنی عامر کی طرف ستر آدمیوں کے ساتھ (بطور سفارت کے) بھیجا۔ جب وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تو میرے ماموں (حرام بن ملحان) نے ان سے کہا کہ پہلے میں جاتا ہوں، اگر وہ لوگ مجھے امن دے دیں حتی کہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دوں (تو بہتر) ورنہ تم مجھ سے قریب رہنا (وقت پر میری مدد کرنا) چنانچہ وہ آگے بڑھے تو کافروں نے انہیں امان دی جبکہ وہ نبی ﷺ کا پیغام انہیں پہنچا رہے تھے، اچانک انہوں نے اپنے آدمی کی طرف اشارہ کیا اور اس نے انہیں نیزہ مارا اور آر پار کر دیا تو انہوں نے کہا:

﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ﴾

"اللہ اکبر! قسم ہے رب کعبہ کی میں تو کامیاب ہو گیا۔"

اس کے بعد وہ لوگ ان کے باقی ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو قتل کر دیا، مگر ایک لنگڑے صحابی (بچ رہے) جو پہاڑ پر چڑھ گئے تھے تو جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو خبر دی

﴿اِنَّهُمْ قَدْ لَقُوْا رَبَّهُمْ فَرَضِیَ عَنْهُمْ وَ اَرْضَاهُمْ﴾

"وہ لوگ (جن کو بطور سفارت کے بھیجا گیا تھا) سب اپنے پروردگار سے مل گئے وہ ان سے راضی ہے اور وہ سب اس سے خوش ہیں۔"

(اولین دور میں) ہم قرآن میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ (پھر منسوخ ہو گئیں۔)

(المغازی، باب غزوۃ الرجیع......،رقم:۴۰۹۱)

ایک شخص نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹا دوسرے نے کھینچا تو دانت باہر نکل آئے:

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو (غزوہ تبوک میں) اجرت پر رکھا تھا اس نے ایک شخص سے لڑائی کی ان میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ منہ میں لے کر چبانا شروع کر دیا۔ دوسرے نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اس کو دانتوں کی دیت یا قصاص نہ دلایا اور فرمایا:

« اَيَدْفَعُ يَدَهُ اِلَيْكَ فَتَقْضَمُ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ »

''کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا کہ تو اس کو چباتا رہتا، جس طرح اونٹ گھاس کو چباتا ہے۔'' (الاجارة، باب الاجير في الغزو: ٢٢٦٥)

ایک چیونٹی نے کسی نبی ﷺ کو کاٹ لیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹ لیا تھا چیونٹیوں کو بل سے نکال کر جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کی طرف وحی کی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، تم نے (اس کے عوض) ایک ایسی جماعت کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کیا کرتی تھی۔

یتیم لڑکیوں سے انصاف کا حکم:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى ﴾

''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے''

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اے میرے بھانجے! اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم عورت اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کے مال میں شریک ہو تو اس کے ولی کو اس کی مالداری اور خوبصورتی پسند آئے اور اس سے نکاح کرنا چاہے اور اس کو مہر انصاف کے ساتھ (جتنا اس کو دوسرے لوگ دیں) نہ دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ کہ جب تک ان کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو یہ حکم دیا گیا کہ تم ان یتیم عورتوں کے سوا اور جو عورتیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے نکاح کر لو۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چند آدمیوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی ﷺ سے ان عورتوں کے بارے میں فتویٰ لینا چاہا تو اللہ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ...... ﴾ (النسا: ١٢٧)

''آپ ﷺ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں۔''

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دوسری آیت میں جو یہ فرمایا:

﴿ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴾

”یعنی وہ یتیم عورتیں جن کا مال اور جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو“

تو اللہ کا یہ حکم ہوا کہ جو عورتیں یتیم ہیں اور ان کی طرف بوجہ قلت مال اور کم خوبصورتی کے رغبت نہیں کرتے تھے، اگر ان کے پاس کثیر مال ہو تو ان سے نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں کہ ان کے مال اور مہر میں انصاف کرو۔ (التفسیر، النساء، باب وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی: ٤٥٧٤)

تربیت اولاد اہم فریضہ ہے

آپ ﷺ نے حضرت حسن کے منہ سے کھجور نکلوا دی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے پاس کھجوریں کٹتے ہی آنے لگتیں۔ کبھی یہ شخص اپنی کھجوریں لیے آرہا ہے کبھی وہ اپنی کھجوریں لیے آرہا ہے۔ حتی کہ کھجوروں کے انبار آپ ﷺ کے سامنے لگ جاتے تھے۔ (ایک دن) حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ان کھجوروں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک نے ایک کھجور کا دانہ لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا تو رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑ گئی تو (فوراً) وہ کھجور ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا:

« اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا یَاْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ »

''کیا تم نہیں جانتے کہ آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھایا کرتے۔''

(الزكاة باب اخذ صدقة التمر عند صرام......١٤٨٥)

بچوں سے پیار ومحبت کرنا سنت نبوی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی رحمت ﷺ نے حضرت حسن کا بوسہ لیا اور حضرت اقرع بن حابس وہیں موجود تھے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی بھی ان کا بوسہ نہیں لیا نبی مکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

« مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ»

''جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔'' (الادب، باب رحمة الولد......٥٩٩٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا آپ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ ہم تو بچوں کا بوسہ نہیں لیتے۔ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِذَا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ »

''اگر اللہ نے تیرے دل سے رحم کو نکال لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟'' (حواله مذكور ......٥٩٩٨)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک ران پر مجھے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے تھے اور ہمیں اپنے ساتھ ملا لیتے اور فرماتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا »

''اے اللہ میں ان سے شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر رحمت کر دینا۔''

(الادب ، باب وضع الصبی علی الفخذ......۶۰۰۳)

بچوں کو دینی تربیت دینا، سیرتِ نبوی اور اسوہ صحابہ ہے:

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کی صبح کو انصار کے محلوں میں پیغام بھیجا کہ جس نے آج صبح روزہ نہیں رکھا تھا وہ روزہ رکھ لے اور جس نے روزہ صبح رکھ لیا تو وہ اپنا روزہ جاری رکھے۔ حضرت ربیع فرماتی ہیں:

« فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدُ وَ نُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَ نَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ »

''اس کے بعد ہم دس محرم کا خود بھی روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور کپاس کی گڑیاں ان کے لیے بنا لیتے تھے، جب بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم وہ گڑیاں ان کو دے کر ان کا دل بہلاتے تھے حتی کہ افطاری کا وقت ہو جایا کرتا تھا۔''

(الصوم، باب صوم الصبیان: ۱۹۲۰)

حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابھی بچہ تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا (کھانا کھاتے وقت) میرا ہاتھ پورے پیالے میں گھومتا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

« غُلَامُ سَمِّ اللّٰهِ وَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ »

''بیٹا بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''

اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر کھانا کھایا کرتا تھا۔

(الاطعمة، باب التسمية على الطعام: ۵۳۷۶)

بچوں کو بری صحبت سے بچانا چاہیے:

حضرت ابو موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَ نَافِخِ الْكِيْرِ...... »

"نیک اور اچھے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے کی طرح اور برے دوست کی مثال بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہے کستوری اٹھانے والے سے دوستی ہوگی وہ یا تو تجھے کستوری تحفے میں دے دے گا یا تو اسے خرید لے گا ورنہ کم از کم اس سے تجھے خوشبو تو آئے گی۔ اور بھٹی میں پھونکنے (والے سے دوستی ہوگی تو وہ) یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا کم از کم اس سے تجھے دھواں اور بد بو تو ضرور آئے گی۔"

(الذبائح والصيد: باب المسك: ٥٥٣٤)

(یعنی اچھے دوست سے کچھ نہ کچھ اچھائی حاصل ہوتی ہے اور برے دوست سے کچھ نہ کچھ نقصان ضرور پہنچتا ہے۔)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں خاندان والے میرے دوست نہیں ہیں بلکہ میرے دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک مومن لوگ ہیں۔

بچوں کی تربیت کے لیے تجربہ کار عورت سے نکاح:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ مجھ سے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے شادی کی ہے میں نے کہا، ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کنواری سے یا رنڈی بیوہ سے؟ میں نے عرض کی رنڈی بیوہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی وہ تجھ سے دل لگی کرتی اور تو اس سے دل لگی کرتا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد گرامی احد میں شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے نو بیٹیاں (ایک روایت میں چھ بیٹیوں کا ذکر ہے) چھوڑیں تو مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ ان جیسی ایک اور غیر تجربہ کار عورت کو گھر میں لے آؤں بلکہ میں نے اس (تجربہ کار) عورت سے نکاح کیا جو ان کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی اور تربیت کرے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بالکل درست کیا۔ (الوكالة، باب اذا وَكَّلَ رَجُلًا...... ٢٣٠٩)

بچوں کے اخراجات کا مالک اور رازق اللہ ہی ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَ هُوَ خَلَقَكَ»

"تو اس کے ساتھ شریک بناتا پھرے، حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔"

میں نے کہا پھر کونسا گناہ بڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّاْكُلَ مَعَكَ »

''کہ تو اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر ڈالے کہ کہیں وہ تیرے ساتھ نہ کھانے لگے۔''

(الادب،باب قتل الولد خشية......٦٠٠١)

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ﴾ (الانعام:١٥١)

''آپ انھیں کہیں آؤ میں تمھیں وہ چیزیں پڑھ کر سناتا ہوں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کی ہیں تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین سے احسان کرتے رہو (ان سے بدسلوکی نہ کرو) اور بھوکوں مرنے کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو کیونکہ تمھیں اور تمہاری اولاد کو رزق ہم ہی دیتے ہیں۔''

﴿ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾ (العنكبوت:٦٠)

''بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزہ اٹھائے نہیں پھرتے ان سب کو اور تمھیں بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

(مذکورہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ سب کا خالق اور رزق رساں اللہ تعالیٰ ہے جو لوگ وسائل کی کمی کا ڈھنڈورا پیٹ کر لوگوں کو کافروں کے دیے ہوئے منصوبے (خاندانی منصوبہ بندی) کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی بجائے اپنے کو یا سرپرستوں کو رازق سمجھ بیٹھتے ہیں اور یہ شرک ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے پڑھیں ہماری کتاب ہماری اولادیں نافرمان کیوں؟ (ابو یاسر)

برالوالدین

انسان کے لیے والدین کا زندہ ہونا بہت بڑی برکت اور اللہ کا احسان ہوتا ہے والدین کی قدر جا کر پوچھو ان سے جن کے والدین فوت ہو گئے ہیں ان کا نہ کوئی کمانے والا نہ سنبھالنے والا ان کے لیے دنیا ویران ہے اس لیے اللہ پاک اپنے بندوں کو ان سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ﴾ (النساء:٣٦)

”اور اللہ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور والدین سے اچھا سلوک کرنا (اسی طرح) قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، قریب کے پڑوسی دور کے پڑوسی (یا اجنبی پردیسی) پہلو میں بیٹھے ساتھی مسافر اور اپنے مملوک (غلام لونڈیوں) کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا (اللہ کریم کا حکم ہے)۔“

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ﴾ (العنکبوت: ٨)

”ہم نے انسان کو اس کے والدین سے اچھے برتاؤ کرنے کی تاکید کی۔“

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل:٢٣-٢٤)

”آپ ﷺ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں (اور وہ تیرے مزاج کے خلاف کوئی کام کر بیٹھیں تو) انھیں اف تک نہ کہنا اور انھیں ہرگز نہ ڈانٹنا اور ان کو اچھی بات کہا کر اور ان کے آگے عاجزی کا بازو جھکا کر رکھنا اور (ان کے لیے یہ دعا) کیا کر «رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا» کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انھوں نے مجھے بچپن میں پیار و محبت سے پالا تھا۔“

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ﴾ (لقمان:١٤)

”اور ہم نے انسان کو والدین سے اچھے برتاؤ کرنے کی تاکید کی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تھا تھک کر (مدت حمل) اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوتا ہے (یہ تاکید بھی کی) کہ تو میرا اور اپنے والدین کا حق مان۔“

احادیث کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: «اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ» کہ کونسا عمل سب سے زیادہ اللہ کے ہاں محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا میں نے کہا پھر کونسا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، والدین سے نیک برتاؤ کرنا، میں نے کہا اس کے بعد کونسا عمل ہے آپ ﷺ نے فرمایا، جہاد فی سبیل اللہ۔(الجهاد باب فضل الجهاد والسير:٢٧٨٢)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کائنات ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں، اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر بھی تیری ماں اس نے کہا، اس کے بعد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی تیری ماں اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تیرا باپ ہے۔

(الادب، باب مناحق الناس، بحسن الصحبة:٥٩٧١)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ» کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ) یہ کسی دوسرے کے والد کو گالی دے پھر وہ اس کے والد کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ شخص اس کی ماں کو گالی نکالے۔

(الادب، باب لا یسب الرجل والدین :۵۹۷۳)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں کا نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، ہاں یا رسول اللہ بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ......»

''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا......''

(الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر :۵۹۷۶)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَ مَنْعًا وَّ هَاتِ وَ وَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَ قَالَ وَ كَثْرَةَ السُّوَالِ وَ اِضَاعَةَ الْمَالِ»

''اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور منع وھات (دینے میں بخل اور لینے میں حرص کرنا) اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کردیا ہے اور قیل قال (بے ثبوت باتیں) اور کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔'' (الادب، باب مذکور :۵۹۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا، ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ'' پھر جاؤ ان کی خدمت کرکے جہاد کرو۔ (جب والدین کا ایک بیٹا ہو اور وہ بوڑھے ہوں انھیں خدمت کی حاجت ہو تو جہاد سے بہتر یہ ہے کہ انسان والدین کی خدمت کرے ورنہ جہاد افضل ہے)

(الجہاد، باب الجہاد باذن الابوین :۳۰۰۴)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ »

''رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔''

(الادب، باب اثم القاطع :۵۹۸۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهٖ وَ اَنْ يُّنْسَأَ لَهُ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ»

''جو چاہے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو وہ رشتہ داری کو ملائے۔''

(الادب، باب من بُسِطَ لَهُ فِي الرزق...... ٥٩٨٥)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا »

'' رشتہ داری ملانے والا وہ نہیں ہوتا جس سے رشتہ داری ملائی جائے اور اس کے بدلے میں رشتہ داری ملائے بلکہ رشتہ داری ملانے والا تو وہ ہوتا ہے کہ رشتہ دار اس سے تعلق کاٹیں اور یہ جوڑتا چلا جائے۔'' (الاد، باب ليس الواصل بالمكافيء: ٥٩٩١)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری والدہ (قیلہ بنت عبد العزی) میرے پاس (مدینے میں) آئی اور وہ (میری صلہ رحمی کی) خواہشمند تھی (یا یہ مقصد ہے کہ وہ اسلام سے روگردانی کرنے والی تھی) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی (کافر) ماں سے اچھا برتاؤ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں (اس سے بھی اچھا برتاؤ کرو)

ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی:

﴿ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝﴾ (الممتحنہ:٨)

'' اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جنھوں نے تم سے لڑائی نہیں کی اور نہ ہی تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا تھا بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (الادب باب صلة الوالد المشرك: ٥٩٧٨)

حضرت ابو شریح فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

« وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ...... »

''اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کون شخص یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ »

''جس کی شرارتوں سے اس کے ہمسائے محفوظ نہ ہوں۔''

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ ...... »

''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے ہمسائے کا احترام کرے۔''

(الادب، باب اثم من لا یأمن جارہ بوائقه:٦٠١٦)

ماں کی نافرمانی کرنے والا ولی آزمائش میں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام، دوسرے (بچے کا واقعہ یوں ہے) بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو جواب دوں؟ (لہٰذا جواب نہ دیا ایسا تین بار ہوا) اس کی ماں نے کہا:

«اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ »

''یا اللہ! یہ اس وقت تک نہ مرے جب تک بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ پڑے)۔''

پھر ایسا ہوا کہ جریج اپنے عبادت خانہ میں تھا کہ ایک (فاحشہ) عورت آئی اور جریج سے بدکاری کرانا چاہی، لیکن جریج نہ مانا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی، اس سے منہ کالا کیا اور ایک حرامی لڑکا جنا۔ لوگوں نے پوچھا یہ لڑکا کہاں سے لائی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ جریج کا ہے لوگ یہ سن کر بہت غصے ہوئے کہ ایسا عابد ہو کر بدکاری کرتا ہے۔ انہوں نے آ کر اس کے عبادت خانہ کو توڑ ڈالا۔ اسے نیچے اتار دیا اور گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی، پھر اس بچے کے پاس آیا (جو پیدا ہوا تھا) اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا چرواہا۔ اب لوگوں نے (شرمندہ ہو کر) کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں اس نے کہا نہیں مٹی سے بنا دو۔

اس طرح بنی اسرائیل کی ایک خاتون اپنے بچے کو دودھ پلارہی تھی۔ اتنے میں وہاں سے ایک خوبصورت شکل ولباس والا شخص گزرا تو عورت نے کہا:

«اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِی مِثْلَهٗ»

''اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنادینا۔''

تو بچے نے پستان چھوڑا اور سوار شخص کی طرف منہ کرکے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر وہ دودھ چوسنے لگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کی نقل اتارتے ہوئے انگلی کو چوس رہے ہیں پھر ایک لونڈی کا گزر ہوا (جسے لوگ مار رہے تھے) تو ماں نے کہا:

« اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِی مِثْلَ هٰذِهٖ »

اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا بچے نے یہ سن کر پستان چھوڑ دیا اور کہنے لگا:

« اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِثْلَھَا »

''اے اللہ مجھے اسی جیسا ہی بنانا۔''

ماں نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے کہا:

« اَلرَّاکِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَ هٰذِهِ الْاَمَةُ یَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ زَنَیْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ »

''سوار آدمی جابر متکبر شخص تھا جبکہ لونڈی کے متعلق لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے چوری اور بدکاری کی ہے حالانکہ اس نے چوری اور بدکاری نہیں کی۔'' (احادیث الانبیاء، باب قوله تعالیٰ ﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ...... ٣٤٣٦)

غار والوں کا واقعہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (ایک ساتھ کام کے لیے) چلے حتی کہ وہ رات کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے (اتفاقاً) ایک پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پتھر سے ہمیں کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی نجات کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ تم

اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا تھا اور نہ لونڈی غلاموں کو۔ ایک دن اتفاق سے کسی کام میں مجھ کو دیر ہوگئی حتی کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سو چکے تھے لہٰذا میں نے ان کے لیے شام کا دودھ دوھا اور برتن ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس آیا تو میں نے ان کو سوتا ہوا پایا تو مجھے یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ میں ان سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں۔ اس لیے میں ٹھہر گیا اور (دودھ کا بھرا ہوا) پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ حتی کہ صبح ہوگئی تب وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ صبح کے وقت پیا۔

«فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا»

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کی وجہ سے جس پریشانی میں ہم ہیں اس سے ہمیں نجات دے۔ چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا۔ مگر وہ ابھی اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے برے کام کی خواہش کی مگر وہ نہ مانی حتی کہ ایک سال جب قحط پڑا تو اس کو کچھ ضرورت پیش آئی تو وہ میرے پاس آئی اور میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھے اپنی ذات پر برائی کا موقع دے گی۔ اس نے اس (شرط کو مجبوراً مان لیا) حتی کہ جب مجھے اس پر کنٹرول حاصل ہوگیا تو وہ کہنے لگی کہ میں تیرے لیے اس بات کو جائز نہیں سمجھتی کہ تو مہر (پردہ بکارت) کو ناحق توڑے اے اللہ پاک میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ہم بستری کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہوگیا حالانکہ وہ تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی اور میں نے جس قدر اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی واپس نہ لیں۔ اے اللہ! میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ وہ پتھر مزید ہٹ گیا۔ مگر اب بھی وہ اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔ اب تیسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور انہیں ان کی مزدوری دے دی تھی۔ سوائے ایک شخص کے کہ اس نے اپنی مزدوری نہ لی اور (ناراض ہو کر) چلا گیا۔ تو میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ حتی کہ بہت مال اس سے حاصل ہوگیا۔ وہ کافی عرصے کے بعد میرے پاس

آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے اس سے کہا کہ جس قدر اونٹ اور گائیں، بکریاں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری کے ہیں۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور ان کو ہانک کر لے گیا، ایک چیز بھی ان میں سے نہ چھوڑی۔ اے اللہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کردے۔ چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس سے باہر نکل (کر اپنے کام کو چل دیے)

(احادیث الانبیاء: باب حدیث الغار: ٣٤٦٥)

حبِ رسول ﷺ

اللہ کے نبی ﷺ کی محبت ایمان کا جزو ہے اس کے بغیر انسان ایماندار نہیں ہو سکتا، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُونَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهِ وَ وَلَدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ »

”تم میں سے کوئی تب تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے ہاں اس کے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارا (محبوب) نہ ہو جاؤں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے محبت کیا کرتے تھے۔“

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے جو لوگ نہ آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرتے ہیں نہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتے ہیں، وہ عشق رسول کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ وہ غلط نہج پر چل رہے ہیں۔

(الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان :۱۵)

آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو فلاں تیر چلاؤ:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں پر گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسماعیل کے بیٹو! تیر چلاؤ کیونکہ تمہارے دادا تیر انداز تھے (آپ ﷺ نے ایک گروہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) میں اس جماعت کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسری جماعت والوں نے ہاتھ روک لیے (تیر چلانا بند کر دیے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تیر کیوں نہیں چلا رہے؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کیسے تیراندازی کریں آپ تو ان کے ساتھ ہو گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔

(الجهاد، باب التحريض على الرمي......۲۸۹۹)

صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوٹھا خود پیا:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ (پانی) لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا۔ اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو تمام لوگوں میں چھوٹا تھا اور معمر بوڑھے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے بچے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے کہا

« وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِىْ مِنْكَ اَحَدًا »

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا اپنے سوا کسی کو نہ دوں گا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسی کو دے دیا۔'' (المظالم، باب اذا اذان له او احلَّهُ...... ۲٤٥١)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مغلوب ہوگئی صحابہ کو اس پر رنج ہوا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جس کا نام عضباء تھا، کوئی اونٹنی اس کے آگے نہ بڑھ سکتی تھی۔ ایک اعرابی نوجوان اونٹ پر سوار آیا اور وہ اس سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو یہ بات بہت شاق گزری جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ »

''اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا بھر کی جو چیز بلند ہو اس کو پست (بھی) کر دے۔''

(الجهاد، باب ناقة النبی ﷺ: ۲۸۷۱)

اللہ کے چند نافرمان

اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کا انجام برا ہوتا ہے ان کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چند اللہ کے دشمنوں کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

ابوجہل کو دو کم سن لڑکوں نے قتل کیا:

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن مجاہدین کی صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنی دائیں بائیں جانب نظر کی تو مجھے انصار کے دو کمسن لڑکے دکھائی دیے تو میں نے تمنا کی کہ کاش! میں ان (انصار) میں سے طاقتور (شہسواروں) کے درمیان ہوتا۔ خیر مجھے ان میں سے ایک نے دبایا اور کہا:

« يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ »

''اے چچا! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟''

میں نے کہا ہاں لیکن تمھیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے:

« وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا »

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو پھر میرا جسم اس کے جسم سے الگ نہیں ہوگا حتیٰ کہ ہم میں سے پہلے جس کی موت مقدر میں ہوگی وہ مر جائے تو میں نے اس بات سے تعجب کیا پھر مجھے دوسرے نے دبایا اور اسی قسم کی گفتگو کی۔ پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر لگا رہا ہے۔ میں نے کہا دیکھو وہ رہا وہ شخص جس کے متعلق تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور اسے مارا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو جا کر بتایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر دی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی تلواروں کو

دیکھا تو فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے مگر اس کا اسباب معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا اور وہ دونوں لڑکے معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح کے بیٹے تھے۔

(فرض الخمس، باب من لم يُخَمِّسُ الاسلاب: ۳۱۴۱)

ایک روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدر کے دن) فرمایا: کون ابوجہل کی خبر لائے گا؟ تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے تو اسے (اس حال میں) پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا کہ وہ مرنے کے قریب تھا، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ اور اس کی داڑھی پکڑ لی تو اس نے کہا: «وَ هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ» بھلا مجھ سے بڑھ کر وہ کون شخص ہے جسے تم نے قتل کیا یا یوں کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کون ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟

(المغازی، باب قتل ابی جهل: ۳۹۶۲)

کفار مکہ کے سردار بدر کے کنویں میں:

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے ایک گندے اور ناپاک کنویں میں پھینکنے کا حکم فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی قوم پر غلبہ پاتے تو تین راتیں اسی مقام پر ٹھہرے رہتے تھے جب بدر میں (رہتے ہوئے) تیسرا دن تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر پالان کسی گئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام جا رہے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور کفار قریش کو ان کے اپنے نام اور ان کے باپوں کے نام سے پکارنے لگے۔ ”اے فلاں کے بیٹے فلاں! اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا اب تمہیں یہ اچھا معلوم ہو رہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے“ سنو!

«فَاِنَّا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا»

ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا ہم نے پا لیا، کیا تم سے بھی تمہارے رب نے (عذاب اور شکست کا) جو وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پا لیا ہے؟ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا»

”یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان جسموں سے باتیں کرتے ہیں جن میں روح (موجود) نہیں ہے؟“

تو رسول اللہ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ بِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ»

''اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان (کافروں) سے زیادہ نہیں سن رہے۔''

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے اور ان کو ذلت و رسوائی اور حسرت اور ندامت کا احساس دلانے کے لیے اس وقت زندہ کر دیا تھا۔

(المغازی، باب قتل ابی جهل: ۳۹۷۲)

کعب بن اشرف کا قتل:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے، اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بڑی تکلیف دی ہے۔ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے مار ڈالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ ﷺ پر کوئی جھوٹ موٹ بات بناؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص (یعنی محمد ﷺ) نے ہم سے صدقہ مانگ مانگ کر ہمیں ستا رکھا ہے، میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب نے کہا کہ ابھی تو ابتداء ہے۔ اللہ کی قسم! آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہوگی۔ وہ بولے کہ خیر اب تو ہم اس کا اتباع کر چکے، اب ایک دم چھوڑ نا تو اچھا نہیں لگتا، ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خیر میں آپ کے پاس ایک یا دو وسق قرض لینے آیا ہوں، کعب بن اشرف نے کہا کہ قرض دوں گا مگر آپ میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔

انہوں نے فرمایا کہ تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے گروی رکھ دیں؟ کیونکہ تو عربوں میں بے انتہا خوبصورت ہے۔ کعب نے کہا تو پھر اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو۔ وہ کہنے لگے بھلا ہم انہیں کیسے گروی رکھیں؟ جو ان سے لڑے گا تو وہ یہ طعنہ دے گا کہ تو ایک وسق یا دو وسق کے عوض گروی رکھا گیا تھا اور یہ ہمارے لیے عار ہے، لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے۔ پھر انہوں نے کعب سے دوبارہ

ملنے کا وعدہ کیا اور پھر وہ رات کے وقت کعب کے پاس آئے اور اپنے ساتھ کعب کے دودھ شریک بھائی حضرت نائلہ کو لے آئے، کعب نے انہیں قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر ان کے پاس آنے لگا۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں جارہے ہو؟ کعب نے جواب دیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلا رہے ہیں (ڈرنے کی کوئی بات نہیں) بیوی نے کہا کہ مجھے اس آواز سے خون کی بو آرہی ہے۔ کعب نے کہا (ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ آنے والے) یہ صرف میرے دوست محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہیں اور معزز آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو فوراً آمادہ ہو جاتا ہے۔ ادھر سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے (ابو عمر کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ) ابو عبس بن جبیر اور حارث بن اوس اور عباد بن بشر (رضی اللہ عنہم) تھے (عمرو) فرماتے ہیں کہ جن دو آدمیوں کو وہ ساتھ لائے تھے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو گے کہ میں نے اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم جلدی سے اسے مار ڈالنا۔ (ایک دفعہ راوی عمرو نے) کہا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔ الغرض جب کعب ان کے پاس چادر سے سر لپیٹے ہوئے آیا اور خوشبو میں خوب مہک رہا تھا۔ تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آج کی خوشبو سے اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے پاس عرب کی عورتوں میں سب سے زیادہ معطر رہنے والی اور سارے عرب کی باکمال عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سنگھایا۔ انہوں نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ مجھے پھر (دوبارہ سونگھنے کی) اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ چنانچہ جب سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے سر سے مضبوط پکڑ لیا تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مار ڈالو۔ اور انہوں نے کعب بن اشرف کو مار ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی آکر خوشخبری سنائی۔

(المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف:٤٠٣٧)

ابورافع یہودی کا قتل:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصار کو ابو رافع یہودی کے قتل کرنے کے لیے بھیجا اور ان پر سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا

دیتا تھا اور آپ ﷺ کو تکلیف دینے پر کمر بستہ رہتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی سپورٹ کیا کرتا تھا اور وہ اپنے اس قلعے میں جو حجاز میں تھا، رہتا تھا۔ جب یہ مذکورہ صحابہ اس کے قریب پہنچے، اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشیوں کو شام کے وقت واپس لا چکے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھو، میں جاتا ہوں، اور دربان سے مل ملا کر قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں، پھر وہ قلعہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے، پھر اپنے آپ کو کپڑے میں اس طرح چھپایا، جیسے کوئی قضائے حاجت کے لئے بیٹھتا ہے۔ قلعہ والے اندر جا چکے تھے۔ دربان نے عبداللہ کو آواز دی اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ، کیونکہ میں دروازہ بند کرتا ہوں، میں اندر چلا گیا۔ جب سب آ چکے، دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھونٹی پر لٹکا دیں۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے چابیاں لے کر دروازہ کھولا، ابو رافع کے پاس داستان گوئیاں ہوا کرتی تھیں اور وہ اپنے بالا خانے پر رہتا تھا۔ جب اس کے پاس سے کہانی گو لوگ چلے گئے تو میں بالا خانے پر چڑھا، میں جب کوئی دروازہ کھولتا تو اندر کی جانب سے بند کر لیتا اور (اپنے دل میں کہتا کہ) اگر لوگ مجھ سے واقف بھی ہو جائیں گے تو مجھ تک ابو رافع کے مارنے سے پہلے نہ آ سکیں گے، جب میں اس کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے مکان میں اپنے بچوں میں سو رہا تھا۔ مجھے اس کا ٹھکانہ معلوم نہ تھا میں نے اسے ابو رافع کہہ کر آواز دی، اس نے جواب دیا کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور آواز پر تلوار کی ایک چوٹ لگائی، میرا دل دھک دھک کر رہا تھا کیونکہ میرا وار خالی گیا تھا اور وہ چلانے لگا تھا۔ میں مکان سے نکل کر تھوڑی دیر بعد پھر اندر گیا اور میں نے (آواز بدل کر) کہا کہ اے ابو رافع! یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے کہا کہ تیری ماں پر مصیبت پڑے، کسی نے ابھی ابھی مجھے تلوار ماری ہے، یہ سنتے ہی میں نے ایک بڑا وار کیا اگرچہ اب اس کو کاری زخم آ چکا تھا لیکن وہ مرا نہیں تھا آخر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی اور زور سے دبایا تو تلوار اس کی پیٹھ سے آر پار ہو گئی، جب مجھے یقین ہوا کہ میں نے اس کو مار دیا ہے تو پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا، سیڑھیوں پر پہنچ کر نیچے اتر رہا تھا، میں نے سمجھا کہ اب زمین آ گئی ہے، چاندنی رات میں (وہم سے) نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں اسے اپنے عمامہ سے پٹی باندھ کر نکلا اور دروازہ پر یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ آج رات اس وقت تک نہ نکلوں گا جب تک میں یہ نہ جان لوں کہ کیا میں

نے اسے قتل کر دیا ہے یا نہیں؟۔ جس وقت مرغ نے اذان دی تو اس وقت موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا میں ابورافع، اہل حجاز کے سوداگر کے مرنے کی خبر سناتا ہوں۔ پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے آ کر کہا کہ جلدی چلو، اللہ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔

﴿ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا ﴾

''میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسا تندرست ہو گیا جیسے مجھے کبھی اس کی تکلیف ہی نہ تھی۔'' (المغازی، باب قتل ابی رافع.....۴۰۳۹)

یمن میں ایک مرتد پر معاذ کا گزر اور اس کے قتل کرنے کا حکم:

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ہر ایک کو یمن کے ایک ایک حصے پر حاکم مقرر کیا اور یمن کے دو حصے تھے پھر فرمایا:

﴿يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا﴾

''تم لوگوں پر آسانی کرنا، سختی نہ کرنا اور انہیں خوش کرنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔''

دونوں اپنی اپنی ڈیوٹی پر چلے گئے۔ (ابو بردہ) فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو کوئی اپنے علاقے کا گشت کرتے کرتے دوسرے ساتھی کے قریب آجاتا تو ضرور ملاقات کر کے جاتا تھا۔ ایک دفعہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنے اس علاقے میں گئے جو کہ ان کے ساتھی سیدنا ابوموسیٰ کے علاقے کے قریب تھا، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے خچر پر سوار ہو کر سیدنا ابوموسیٰ کے پاس آئے، وہ بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو گیا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک یہ قتل نہ کیا جائے گا۔ میں خچر پر سے ہرگز نہ اتروں گا۔ سیدنا ابوموسیٰ نے کہا کہ یہ قتل کیے جانے کے لیے ہی پکڑ کر لایا گیا ہے لہٰذا تم اتر آؤ۔ وہ بولے کہ میں تو اس کے قتل کیے جانے سے پہلے ہرگز نہ اتروں گا۔ پھر سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دے کر اسے قتل کروادیا۔ تب وہ اترے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے عبداللہ! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ

معاذ رضی اللہ عنہ! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ وہ بولے کہ میں اول رات میں سو جاتا ہوں پھر حسب معمول سو کر اٹھتا ہوں اور جس قدر اللہ کو منظور ہوتا ہے پڑھ لیتا ہوں اور میں سونے کا بھی عبادت کے برابر ثواب سمجھتا ہوں۔ (المغازی، باب بعث ابی موسی و معاذ...... ٤٣٤١)

قوم ثمود کا بد بخت ترین شخص:

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا اور آپ ﷺ نے (خطبہ میں پیغمبر صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا اور جس نے اسے قتل کیا تھا اس کا ذکر فرمایا: پھر فرمایا: ﴿ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا ﴾ جب ان میں سے ایک نہایت بد بخت اٹھا'' (الشمس: ١٢) کی تفسیر یہ فرمائی کہ اس اونٹنی کو (قتل کرنے کا ذمہ) ایک ایسے شخص نے اٹھایا جو ابو زمعہ کی طرح اپنی قوم میں قوی زبردست تھا اور وہ شخص بڑا خبیث اور بد بخت تھا پھر عورتوں کا ذکر فرمایا: کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے کہ اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوڑے سے مارے اور پھر شام کو ہی اس سے ہم بستر ہو۔ پھر لوگوں کو ہوا خارج کرنے پر ہنسنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: ایسے کام پر جو لوگ خود بھی کرتے ہیں، اس پر کیوں ہنستے ہیں؟ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (وہ شخص) زبیر بن عوام کے چچا ابو زمعہ کی طرح تھا۔

(التفسیر، سورة والشمس...... ٤٩٤٩)

قیامت کا وقوع اور اس کی چند نشانیاں

قیامت حق ہے وہ ضرور آئے گی مکہ والے قیامت کو نہیں مانتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قیامت کے منکرین کا جا بجا رد کیا ہے اور قیامت کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔قیامت کا بیان حسب ذیل ہے۔

قیامت قائم کرنا اللہ کے لیے مشکل نہیں ہے:

اللہ نے فرمایا:

﴿ فَقَالَ الْكَافِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌO اَءِ ذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌO ﴾ (قٓ :۲-۳)

"کافروں نے کہا یہ (محمد ﷺ کا رسول بن کر آنا اور ان کی دعوت) عجیب چیز ہے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اس کے بعد دوبارہ (زندہ ہوں گے) یہ نہیں ہو سکتا۔"

﴿ يَقُوْلُوْنَ اَءِ نَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ۝ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ۝فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ۝﴾ (النازعات:۱۰-۱۴)

"وہ کہتے ہیں کیا ہم دوبارہ پہلی حالت میں لوٹائے جائیں گے کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے کہتے ہیں کہ پھر تو یہ واپسی نقصان دہ ہوگی (تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ) وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی پھر وہ ایک دم میدان میں جمع ہو جائیں گے۔"

(یعنی انسانوں کو دوبارہ کھڑا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے بلکہ صور میں ایک پھونک مارنے سے تمام لوگ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

قیامت کب آئے گی؟

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لَا تَأْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الاعراف:۱۷۸)

''یہ لوگ آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی؟ آپ فرما دیں کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہیں کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا وہ تم پر اچانک آجائے گی وہ آپ سے (قیامت کے بارے میں) ایسے پوچھتے ہیں گویا آپ ﷺ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ ﷺ فرما دیجیے اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ...... ﴾

''بے شک قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور بارش وہی نازل کرتا ہے......''

احادیث رسول ﷺ میں قیامت کے نشانیاں بتائی گئی ہیں ان نشانیوں سے قرب قیامت معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

جبرئیل کا نبی ﷺ سے ایمان اسلام احسان اور قیامت کے متعلق سوالات:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ بِلِقَآئِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ تُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ »

''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور (آخرت میں) اللہ سے ملنے پر اور اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور قیامت کا یقین کرو۔''

(پھر) اس شخص نے کہا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّ تُقِیْمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤَدِّیَ الزَّکَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ »

''اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔''

پھر اس شخص نے کہا کہ احسان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ »

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور خلوص سے) کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ حالت (نہ نصیب ہو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو) یہ خیال رہے کہ وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔''

پھر اس شخص نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے یہ بات پوچھی جا رہی ہے وہ خود بھی پوچھنے والے سے زیادہ اس کو نہیں جانتا (بلکہ ناواقفی میں دونوں برابر ہیں) اور ہاں میں تم کو اس کی علامتیں بتائے دیتا ہوں کہ

« اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا وَ اِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمُ فِی الْبُنْیَانِ فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ »

(۱) جب لونڈی اپنے سردار کو جنے اور (۲) سیاہ اونٹوں کے چرانے والے حبشی لوگ اونچی عمارتیں بنانے لگیں، (تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے) اور قیامت کا علم تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے کہ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر نبی ﷺ نے تلاوت کیا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَّ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ

تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾ (سورة لقمان۔۳٤)

''بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ علم والا خبر رکھنے والا ہے۔''

پوری آیت کی تلاوت فرمائی۔ پھر وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس شخص کو میرے پاس واپس لاؤ چنانچہ (لوگ اس کے واپس بلانے کو گئے) مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ »

''وہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔''

(الایمان، باب سوال جبرایل النبی ﷺ ......٥٠)

اعرابی نے پوچھا کہ قیامت کب آئیگی؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی ﷺ مجلس میں لوگوں سے (کچھ) گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب (قائم) ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ (نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی بات) بیان کرتے رہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے اس کی بات سن تو لی ہے مگر (چونکہ) اس کی بات آپ کو بری محسوس ہوئی اس لیے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا: قیامت کے متعلق پوچھنے والا شخص کہاں ہے! تو سائل نے کہا یارسول اللہ! میں (سوال کرنے والا) ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَاِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ »

''جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو سمجھو قیامت آنے ہی والی ہے۔''

اس نے پوچھا کہ امانت ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ »

''کہ جب عہدہ کسی نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔''

(العلم، باب من سئل علماء و هو مشتغل فی حديثه: ۵۹)

میت کا غسل:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ غسل دینا (خالص) پانی سے اور بیری (کے پتوں سے جوش دیے پانی) سے اور آخر میں کافور ملا دو۔ پھر جب تم (غسل سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (تہبند) ہمیں دی اور فرمایا: اس سے ان کے جسم کو لپیٹ دو۔

(الجنائز۔ باب یجعل الکافور فی الاخیرة...... رقم: ۱۲۵۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر لوگوں کو دعوت دی:

سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے اور آواز لگائی (یاصباحاہ!) اے لوگو! دوڑو! یہ سن کر قریش سب جمع ہوگئے اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَرَأَيْتُم اِنْ حَدَّثْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ اَوْ مُمَسِّيكُمْ اَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ ؟»

اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک دشمن صبح یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے؟ سب نے کہا، ہاں بے شک۔ (ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا، "مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا" کہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں پایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اچھا تو تم میری اس بات کو بھی سچا جانو کہ

« اِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ »

''میں تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ہی اس سے ڈراتا ہوں۔''

(لہٰذا تم کفر سے باز آجاؤ)۔ ابولہب نے کہا (نعوذ باللہ) " اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَّكَ " تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا ہمیں محض اسی واسطے جمع کیا تھا؟ تو اس وقت اللہ نے سورہ لہب ﴿ تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ...... الخ﴾ پوری سورت اتاری۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا۔

عورتوں کے مسائل

نبی ﷺ نے ایلاء کیا تھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے دل کی خواہش تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ نبی کریم ﷺ کی وہ کونسی دو بیویاں تھیں جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا تھا:

﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ (التحریم: ٤)

''اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرلو (تو بہت بہتر ہوگا) یقیناً تمہارے دل جھک پڑے ہیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج پر نکلا تو وہ (قضاء حاجت کے لیے) راستے سے ایک طرف چل پڑے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹا پانی کا لے کر ان کے ساتھ ہولیا، جب وہ قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے ان پر پانی ڈالا اور انھوں نے وضوء کیا اس دوران میں نے عرض کیا امیر المومنین ازواج مطہرات میں سے وہ کونسی دو عورتیں تھیں، جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا ہے:

«اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا»

''اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو (تو یہ بہتر ہوگا) یقیناً تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے؟۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تم پر تعجب ہے وہ دو عورتیں عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعہ بیان کرنے لگے کہ میں اور بنو امیہ بن زید کا ایک انصاری جو کہ میرا ہمسایہ تھا، دوسرے دن میں ہم نے باری مقرر کر رکھی تھی کہ ایک دن وہ نبی مکرم ﷺ کے پاس جایا کرتا تھا، جب میں جاتا تو پورے دن کی باتیں اس کو آ کر سنایا کرتا تھا اور وہ جاتا تھا تو وہ تمام باتیں آ کر مجھے بتایا کرتا تھا، ہمارے قریشی لوگ عورتوں پر غالب تھے (یعنی مردوں کا عورتوں پر کنٹرول ہوتا تھا) لیکن جب ہم انصار کے پاس (ہجرت کر کے) آئے تو دیکھا ان کی عورتیں مردوں پر غالب تھیں، ہماری عورتیں بھی ان

بھی ان کی دیکھا دیکھی میں مردوں کے سامنے بولنے لگیں، ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے میری کسی بات کا جواب دے دیا تو اس کا جواب دینا مجھے ناگوار تو اس نے کہا اے عمر! میرا جواب دینا آپ کو کیوں ناگوار گزرا حالانکہ نبی کائنات کی بیویاں آپ ﷺ کو جواب دے لیا کرتی ہیں، اور آپ ﷺ کی بعض بیویاں پورا پورا دن بھی آپ سے ناراض رہتی ہیں بولنا چھوڑ جاتی ہیں۔ میری بیوی کی اس بات نے مجھے چونکا دیا، میں نے کہا کہ ازواج مطہرات میں سے جو ایسا کرے گی وہ تو ناکام و نامراد ہو جائے گی اور بہت بڑے گناہ کی مرتکب ہوگی پھر میں نے اپنے کپڑے لیے اور اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا میں نے کہا، حفصہ! کیا تم میں سے کوئی اللہ کے رسول ﷺ کو ناراض کرتی ہے حتی کہ پورا دن آپ ﷺ سے رنج رہتی ہو؟ حفصہ نے کہا، ہاں ابو جان! میں نے کہا وہ عورت تو ناکام اور خسارے میں پڑ جائے گی جو ایسا کرے گی کیا اسے ڈر نہیں لگتا کہ اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غضب ہوگا اور وہ ہلاک ہو جائے گی؟

حفصہ نہ تو تو اللہ کے رسول سے زیادہ مطالبات نہ کرنا اور نہ ہی آپ ﷺ کی کسی بات کا جواب دینا اور نہ ہی آپ ﷺ سے بول چال چھوڑنا، جو چیز تجھے ضرورت ہو وہ مجھ سے مانگ لینا:

﴿ وَ لَا يَغُرَّنَّكِ اِنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ اَوْضَأُ مِنْكِ وَاَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ﴾

"کہ تو اس دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ تیری سوکن (عائشہ) تجھ سے زیادہ خوبرو ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کو تجھ سے زیادہ محبوب ہے (کہ تو اس کا مقابلہ کرنے لگ جائے)

ان دونوں ایام میں کے بادشاہ کے متعلق ہمارے اندر باتیں ہوتی تھیں کہ وہ ہم سے جنگ کرنے کی تیاری میں ہے ایک دن میرا ساتھی اپنی باری پر نبی مکرم ﷺ کے پاس گیا، عشاء کے وقت واپس آیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہیں؟ میں یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا کر باہر نکلا تو اس نے کہا:

﴿ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ ﴾

"بڑا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔"

میں نے کہا کیا ہوا، کیا غسانی حملہ آور ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں، بلکہ غسانیوں کے حملے سے

بھی بڑا واقعہ ہو چکا ہے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے میں نے کہا، حفصہ ناکام ہوگئی اور خسارے میں پڑ گئی مجھے پہلے سے ہی یہی خطرہ تھا کہ ایسا معاملہ ہو جائے گا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز میں نے نبی رحمت ﷺ کے ساتھ آ کر پڑھی، آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھا کر اپنے کمرے میں چلے گئے اور اکیلے جا کر بیٹھ گئے میں حفصہ کے پاس گیا تو اسے روتا ہوا پایا، میں نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کیا میں تمھیں ڈرایا اور سمجھایا نہیں کرتا تھا؟ (کہ اللہ کے نبی ﷺ کو پریشان نہ کیا کرو؟) کیا اللہ کے رسول ﷺ نے تمھیں طلاق دے دی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ آپ ﷺ کمرے میں موجود ہیں (ان سے صحیح صورت حال کا پتا لگ سکتا ہے)

پھر میں وہاں سے نکل کر منبر رسول کے پاس آ گیا تو وہاں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیٹھا دیکھا ان میں سے کچھ رو رہے تھے میں ان کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھا رہا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے سکون سے نہ بیٹھنے دیا، پھر میں اس کمرے کے پاس چلا گیا، جس میں اللہ کے رسول موجود تھے، باہر آپ ﷺ کا سیاہ فام غلام کھڑا تھا، میں نے اسے کہا کہ میرے لیے اللہ کے رسول ﷺ سے اندر جانے کی اجازت لے کر آؤ، غلام گیا اور اس نے نبی ﷺ سے بات کی اور واپس آ گیا اور کہا کہ میں نے آپ کا ذکر آپ ﷺ سے کیا ہے لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں دوبارہ منبر کے پاس بیٹھے، لوگوں میں جا کر بیٹھ گیا لیکن میری دل کی کیفیت نے مجھے اب کی بار بھی نہ بیٹھنے دیا اور میں نے غلام سے کہا کہ میرے لیے اجازت لیکن مانگو اس نے دوبارہ آ کر بتایا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا میں پھر منبر کے پاس بیٹھے لوگوں میں جا بیٹھا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے ستایا اور میں غلام کے پاس چلا آیا اور اس سے کہا کہ میرے لیے اجازت مانگو لیکن اس نے پھر بھی یہی آ کر کہا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، جب میں وہاں سے واپس پلٹا تو مجھے غلام نے آواز لگائی کہ آپ کو نبی مکرم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔

جب میں آپ ﷺ کے پاس کمرے میں گیا تو آپ ﷺ کو چٹائی پر لیٹا ہوا دیکھا جس پر بستر نہیں تھا، چٹائی نے آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر نشان ڈال دیے تھے، آپ ﷺ نے چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگا رکھی تھی، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا اور کھڑے کھڑے میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ یہ سن کر

آپ ﷺ نے مجھ پر نظر ڈالی اور فرمایا، نہیں۔ میں نے آپ کے دل بہلانے کی نیت سے کھڑے کھڑے کہا یا رسول اللہ! ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے پھر جب ہم ایسی قوم کے پاس آئے جن پر ان کی عورتوں کا کنٹرول ہے (تو ہماری عورتیں بھی ان کی دیکھا دیکھی میں مردوں کے سامنے بولنے لگیں) آپ ﷺ نے یہ سنا تو ہنس دیے۔

پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی حفصہ سے کہا کہ تجھے تیری اس سوکن (یعنی عائشہ) سے دھوکہ نہ لگے جو تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کو تجھ سے زیادہ پیاری لگتی ہے۔

آپ ﷺ یہ سن کر دوبارہ ہنس پڑے، جب آپ ﷺ ہنس پڑے تو (میرا دل مطمئن ہو گیا تو) میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ ﷺ کے گھر میں نظر دوڑائی:

« فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أُهُبَةٍ ثَلٰثَةٍ »

"اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے گھر میں تین چمڑوں کے علاوہ کوئی سامان نہ دیکھا۔"

میں نے عرض کیا:

« اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ »

"اللہ کے نبی! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی امت پر مال کی فراوانی کر دے، فارس و روم کے لوگ دولت سے مالا مال ہیں حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔"

آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب کیا آپ شک میں ہیں؟

« أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا »

"فارس روم کے لوگوں کو اچھائیاں دنیا میں مل گئی ہیں (ان کو آخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔

ہوا یہ تھا کہ حضرت حفصہ نے آپ ﷺ کا راز، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی جب کہ اللہ تعالیٰ نے: ﴿ يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ ﴾ (نازل فرما کر) آپ ﷺ سے ناراضی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ ایک مہینہ تک میں اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا پھر جب انتیس دن گزر گئے تو آپ ﷺ سب سے پہلے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا ، یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ آپ ﷺ ایک ماہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے جبکہ ہماری گنتی کے مطابق ابھی انتیس دن ہوئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ مہینہ انتیس دنوں کا بھی تو ہوتا ہے ۔ پھر حقیقت میں بھی وہ مہینہ انتیس کا ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، تب تخییر کی آیت نازل ہوئی (یعنی اس آیت میں نبی ﷺ کی بیویوں کو اختیار دیا گیا کہ اگر نبی ﷺ کے پاس رہنا چاہیں تو رہ جائیں اگر طلاق لینا چاہیں تو طلاق لے لیں)

نبی رحمت ﷺ (اس آیت کے نازل ہونے کے بعد) سب سے پہلے میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا میں تیرے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اس کا فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ اس معاملہ میں پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا، آپ ﷺ کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ سے طلاق لینے کا مشورہ ہرگز نہیں دیں گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

(الاحزاب:۲۷، ۲۸)

”اے نبی ﷺ! آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں دنیاوی مال متاع دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کی طلبگار ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم (جنت الفردوس) تیار کر رکھی ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کر لیں تو میں نے کہا کیا اس معاملے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟

« فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ »

”میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو چاہتی ہوں۔“

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی دوسری بیوی کو بھی (اپنے پاس رہنے یا طلاق لینے کا) اختیار دیا تو

انھوں نے بھی وہی جواب دیا، جو میں نے دیا تھا۔ (المظالم۔ باب الغرفة والعلية...... رقم:۲٤٦٨)

بنت الجون کی بدنصیبی:

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عرب کی ایک عورت کا ذکر ہوا، آپ ﷺ نے حضرت ابو اسید کو اس کی طرف پیغام نکاح دے کر بھیجا تو وہ بنو ساعدہ کے کسی محل میں لائی گئی، آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے وہ عورت اپنا سر جھکائے بیٹھی تھی، جب آپ ﷺ نے اس سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگی:

« اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ »

''میں تجھ سے (بچنے کے لیے) اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تجھے پناہ دے دی لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو جانتی ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا نہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو اللہ کے رسول تھے جو تجھے نکاح کا پیغام دینے آئے تھے۔ تو اس نے کہا:

« اَنَا اَشْقٰی مِنْ ذٰلِكَ »

میں تو اسی سعادت سے محروم ہو کر بدبخت ہوگئی۔''

پھر نبی ﷺ سقیفہ بنو ساعدہ میں چلے گئے آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے سہل رضی اللہ عنہ! (پانی تو) ہمیں پلاؤ! پھر میں نے یہ پیالہ نکال کر اس میں آپ ﷺ کو پانی پلایا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ ہمیں دکھایا تھا ہم نے اس سے پانی پیا حضرت عمر رحمہ اللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے وہ پیالہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے بطور تحفہ طلب کیا تو انھوں نے وہ پیالہ انھیں تحفتہ دے دیا۔

(الاشربة باب الشرب من قدح النبی ﷺ ......رقم:٥٦٣٧)

حائضہ عورت اللہ کا ذکر کر سکتی ہے؟:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب لوگ مدینہ سے صرف حج کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب (مقام) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا، کیا تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا:

«اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِىْ مَا يَقْضِ الْحَاجُّ غَيْرَ......»

''(حیض) ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے، لہذا جو مناسک حج ادا کرنے والا ادا کرتا ہے تم بھی ادا کرو البتہ تم کعبہ کا طواف نہ کرنا۔''

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (کہ اس حج کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی۔(الحیض۔ باب الامر بالنفساء......رقم:۲۹٤)

لعان کی ابتداء کیسے ہوئی:

سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عویمر عجلانی سیدنا عاصم بن عدی کے پاس آئے (رضی اللہ عنہما) اور کہا کہ جو شخص اپنی عورت کے پاس کسی غیر آدمی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو کیا وہ اس کو مار ڈالے؟ (اگر مار ڈالا تو) پھر تم لوگ بھی اس کو (قصاص میں) مار ڈالو گے، نہ مارے تو پھر کیا کرے؟ یہ (مسئلہ) میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے پوچھو، سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے مسائل کا پوچھنا پسند نہ کیا پھر سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم بن عدی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایسی باتوں کے پوچھنے کو ناپسند فرمایا ہے۔تم نے اس مسئلے کے دریافت کرنے کا کہہ کر اچھا نہیں کیا سیدنا عویمر نے کہا کہ واللہ میں ہرگز باز نہ آؤں گا کہ میں یہ مسئلہ رسول اللہ سے پوچھ کر ہی دم لوں گا اور نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو (بدکاری کرتے ہوئے) دیکھے تو کیا وہ اس کو قتل کردے؟ (اگر قتل کردے) تو آپ اس کے قاتل کو (قصاص) میں قتل کردیں گے، تو آپ بتائیے کہ وہ شخص اب کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن اتارا ہے تم اپنی بیوی کو لے کر آؤ پھر ان دونوں کو لعان کا حکم دیا، جس طرح اللہ نے قرآن اتارا۔ سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور میں اس موقع پر موجود تھا، جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھوں تو گویا کہ میں نے اس پر ظلم کیا یعنی جھوٹا الزام لگایا پھر سیدنا عویمر نے نبی ﷺ کے حکم سے پہلے ہی بیوی کو طلاق دے دی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس قصہ کے بعد ایسے شوہر اور بیوی، جو ملاعنہ کریں ان کے لئے یہی طریقہ قائم ہوگیا کہ لعان کرنے والے مرد اور عورت کے

درمیان جدائی کر دی جاتی تھی اور عویمر کی بیوی حاملہ تھی اور پیدا ہونے والا بچہ اس عورت کی طرف منسوب ہوتا تھا اور یہ بھی طریقہ جاری ہو گیا کہ بچہ ماں کا اور ماں بچے کی وارث ہو گی ایک روایت میں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اگر اس عورت (عویمر کی بیوی) کے ہاں کالا، بڑی بڑی سیاہ آنکھ، بڑی سرین، موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے بارے میں سچ کہا اور اگر سرخ سرخ گرگٹ کی طرح پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی (کیونکہ یہ صفتیں عویمر میں تھیں) آخر اس عورت کا بچہ اس شکل کا ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عویمر کی تصدیق کی تھی (یعنی سانولا کالی آنکھوں، بڑے سرین اور موٹی پنڈلیوں والا) تو وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا (باپ کے نام سے کوئی نہ پکارتا تھا)

(التفسیر، باب قول الله تعالیٰ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ......﴾ رقم: ٤٧٤٥)

ہلال اور ان کی بیوی نے لعان کیا تھا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی عورت پر شریک بن سحماء کے (زنا کرنے کے بارے میں) تہمت لگائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: گواہ لاؤ گے! ورنہ آپ کو حد قذف (یعنی ۸۰ کوڑے) لگیں گے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت سے کسی کو بدکاری کرتے دیکھ لے تو وہ گواہ تلاش کرتا پھرے آپ ﷺ یہی کہتے رہے: گواہ لاؤ ورنہ تم کو حد لگے گی، تو ہلال نے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے میں کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے مجھے سزا سے بچا لے گا، اسی وقت جبریل علیہ السلام اترے اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ تَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ......﴾ (النور: ٦-٩)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کے گواہ صرف ان کے اپنے نفس ہوں تو وہ چار گواہیاں دیں گے کہ اللہ کی قسم وہ سچوں میں سے ہے......''

تو رسول اللہ ﷺ لوٹے اور سیدنا ہلال کی بیوی کو بلوایا اور ہلال بھی آئے اور ان دونوں نے لعان کی

گواہیاں دیں نبی ﷺ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو تم میں سے کوئی ہے جو توبہ کرے؟ (ہلال کے لعان کرنے کے بعد) عورت اٹھی، اس نے بھی (چار) گواہیاں دیں (یعنی چار مرتبہ یوں کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں سچی ہوں) اور جب پانچویں مرتبہ کہنے لگی (کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو) تو لوگوں نے اسے روکا اور کہا کہ یہ گواہی (اگر جھوٹی ہے) تو تجھے عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ کچھ ہچکچائی اور پیچھے ہٹنے لگی تو ہم نے سمجھا کہ یہ اقرار کر لے گی (لیکن) پھر اس نے کہا:

« لَا أَفْضِحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْيَوْمِ »

"میں ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو رسوا نہیں کر سکتی۔"

آخر کار اس نے پانچویں مرتبہ یہ جملہ کہہ ہی دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے ہاں سیاہ سرگیں آنکھ، موٹے، سرین، موٹی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو شریک بن سحماء کا نطفہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی بچہ پیدا ہوا تو اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا:

« لَوْ لَا مَضٰی مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِیْ وَ لَهَا شَأْنٌ »

"اگر اس معاملے اللہ کا حکم نہ آیا ہوتا تو دیکھتے کہ میں اس عورت کا کیا حال کرتا۔"

(التفسیر سورہ نور، باب وَ يَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ، ٤٧٤٧)

آپ ﷺ نے لعان کرنے والے مرد کو کچھ بھی نہ دیا:

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لعان کرنے والے مرد اور عورت سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے۔ ایک تو تم میں سے ضرور جھوٹا ہے، تم میں علیحدگی ہونی چاہیے۔ شوہر نے کہا کہ میرا مال (کہاں گیا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو تو نے جو اس سے دخول تو کیا ہے، اس کے بدلے تیرا میں وہ مال گیا اور اگر تو نے بیوی پر (زنا کی) تہمت لگائی ہے تو پھر تو تجھے واقعی کچھ بھی نہیں ملنا چاہیے۔ (الطلاق۔ باب قول الامام......رقم: ٥٣١٢)

ام حبیبہ نے نبی ﷺ کو اپنی بہن سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا:

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ میری

بہن بنت ابوسفیان سے نکاح کر لیجیے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے (کیا تجھے سوکن ناگوار نہیں گزرتی؟) میں نے عرض کی "جی ہاں" (لیکن) اب بھی تو آپ ﷺ کی میں ہی اکیلی بیوی نہیں ہوں اور مجھے اپنی بہن کو اپنے ساتھ بھلائی میں شریک بنانا ناگوار نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ جائز ہی نہیں ہے (کہ دو بہنیں ایک وقت نکاح میں رکھوں) میں نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ آپ ﷺ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ام سلمہ کی بیٹی سے؟ (میں نکاح کرنا چاہتا ہوں؟) میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو اگر میری ربیبہ (پہلے خاوند سے بیوی کی بیٹی) نہ بھی ہوتی تب بھی حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ دودھ کے رشتے میں میری بھتیجی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ (اس کے باپ) کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا، پھر فرمایا:

«لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَ لَا اَخَوَاتِكُنَّ»

"میرے اوپر نکاح کی غرض سے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو پیش نہ کیا کرو۔" (وہ میرے لئے حلال نہیں) (النکاح۔ باب ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ......﴾ رقم: ۵۱۰۷)

کسی اور سے شادی کر لے:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے رفاعہ نے طلاق دی پھر میری طلاق بائنہ (غیر رجعی) ہوگئی اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کیا (مگر) وہ نامرد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے؟ لیکن تم دونوں کا ملاپ نہیں ہو جاتا تب تک تو رفاعہ کے پاس نہیں جا سکتی۔
(الشهادت۔ باب شهادة المختبئی...... رقم: ۲۶۳۹)

رضاعی رشتے کا یقین ہونا ضروری ہے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور (اس وقت) ایک شخص میرے پاس بیٹھا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا گویا کہ آپ کو یہ ناگوار گزرا۔ میں نے عرض کی کہ "یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھ لیا کرو کہ تمہارا کون کون بھائی ہے "فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمُجَاعَةِ" کیونکہ دودھ کا رشتہ جب ہی ثابت ہوتا ہے کہ بچے کا پیٹ (دودھ) سے بھر جائے۔ (الشهادات۔ باب الشهادة على الانساب ......رقم: ۲۶۴۷)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کو اندر نہ آنے دیا:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد ابوقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دیتی جب تک میں نبی ﷺ سے نہ پوچھ لوں کیونکہ افلح کے بھائی ابوقعیس نے (جو میرا رضاعی باپ تھا) اس نے مجھے دودھ نہیں پلایا تھا مجھے ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے تو میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! ابو قعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھے بغیر اسے اجازت نہیں دی (اب کیا حکم ہے؟) نبی ﷺ نے فرمایا: تو نے کیوں نہ اجازت دی؟ وہ تو تیرا چچا ہے میں نے کہا کہ یارسول اللہ! ابوقعیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، مجھے تو ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دے دے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے۔ تیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔

(الادب، باب قول النبی ﷺ تربت یمینك......رقم:٦١٥٦)

رضاعی رشتے نسلی رشتوں کی طرح ہیں:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ (اجنبی) مرد آپ کے مکان میں جانا چاہتا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے جو حفصہ کا رضاعی چچا ہے'' عائشہ نے پوچھا کہ اگر فلاں شخص زندہ ہوتا جو کہ دودھ کے رشتے سے میرا چچا تھا تو کیا میں اس کے سامنے نکلتی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« نَعَمُ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ »

''ہاں جو رشتے نسب سے حرام ہیں (وہ) دودھ پینے سے بھی حرام ہوتے ہیں۔''

(الشهادات: باب الشهادات علی الانساب......رقم٢٦٤٦)

حلال وحرام

شکاری کتے کا شکار:

سیدنا عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے اس شکار کے متعلق دریافت کیا جو تیر کی ڈنڈی لگ کر مر جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَ اِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ »

''جس (جانور) کو تیر دھار کی طرف سے لگے اس کو کھالینا اور جس کو چوڑائی کی طرف سے لگ جائے، وہ لاٹھیوں سے مارے ہوئے کی مثل ہے۔ اور میں نے کتے کے (مارے ہوئے) شکار کے بارے بھی دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر کتا خود نہ کھائے) اور تمہارے لئے روک رکھے تو کھالینا (کیونکہ) ایسے کتے کا شکار کو ماڈالناذبح کے حکم میں ہے اور اگر اپنے کتے کے ساتھ کسی اور کا کتا بھی دیکھو اور یہ گمان ہو کہ تمہارے کتے نے دوسرے کے ساتھ مل کر شکار پکڑ کر مار ڈالا ہے تو اس کو نہ کھانا:

« اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَ لَمْ تُسَمِّ عَلَى الْاٰخَرِ »

''تم نے اپنے ہی کتے کے چھوڑنے پر بسم اللہ پڑھی تھی دوسروں کے کتوں پر نہیں پڑھی تھی۔''

(الزبائح۔باب صید المعراض...... رقم:٥٤٧٦)

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ''یارسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں تو کیا ان کے برتنوں میں ہم کھالیں (یا نہیں؟) اور ہم شکار کے جنگل میں رہتے ہیں تو کیا ہم تیر کمان یا سکھلائے ہوئے کتے اور بغیر سکھلائے ہوئے کتے سے شکار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جو درست ہو (فرمادیجیے) آپ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کا جو تم نے ذکر کیا ہے تو (اسکا جواب یہ ہے)

« فَاِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَ كُلُوْا فِيْهَا »

اگر ان کے برتنوں کے سوا تمہیں اور برتن مل جائیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو اور اگر نہ ملیں تو پھر ان کو اچھی طرح دھو کر ان میں کھالیا کرو اور (شکار کے متعلق یہ ہے کہ) تیر سے جو شکار تم بسم اللہ پڑھ کر کرو تو اسے کھالو اور اگر سکھلائے ہوئے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اور شکار کیا تو اس کا کھانا بھی درست ہے اور اگر (بسم اللہ نہیں پڑھی) یا کتا سکھلایا ہوا نہ تھا تو بعد ذبح کے کھانا درست ہے۔

(الذبائح، باب صید القوس...... رقم: ٥٤٧٨)

صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی ترجمہ

ترجمہ: علامہ وحید الزمان



- 7422 احادیث نبوی ﷺ کا روح پرور ذخیرہ۔
- کتاب اللہ اور صحیح بخاری شریف کے بعد روئے زمین پر سب سے زیادہ مستند اور صحیح ترین کتاب مسلم شریف تسلیم کی گئی ہے جس کو امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ کے مجموعہ سے انتخاب فرما کر مرتب کیا ہے۔
- اس ایمان افروز کتاب میں ایک کالم میں عربی بمع اعراب اور اس کے مقابل کالم میں اردو زبان میں سلیس ترجمہ از علامہ وحید الزماں کے ساتھ نیچے اس کتاب کی مفصل شرح از امام نوویؒ درج کی گئی ہے۔
- صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح النوویؒ کا زیر نظر ایڈیشن نئی کمپوزنگ اور جدّت کے ساتھ درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزّین کیا گیا ہے۔
- تمام احادیث کو جدید اردو کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوئ حدیث کے بعد متن حدیث میں سے فرمانِ رسولؐ الگ فونٹ (سٹائل) میں لکھا گیا ہے تاکہ قارئ حدیث کے لیے فرمانِ رسولؐ کے الفاظ نمایاں نظر آئیں۔
- تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو اس سلسلہ میں جو نمبرنگ عالمی معیار کے مطابق رائج ہے اسی کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔
- اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہ تھی عربی کے پرانے اصل نسخہ سے اُن احادیث کا ترجمہ بھی کروادیا گیا ہے الحمدُللہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث شامل ہیں۔
- عربی اعراب کی درستی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔
- انشاء اللہ العزیز یہ خوبیاں قارئینِ کرام کو کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر، سمجھ کر، عمل کرنے میں معاون ثابت ہونگی۔

یہ کتاب اپنے ہر قریبی بک سٹال یا ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@hotmail.com
Tel:042-7321865 Mob: 0333-4229127



دعا کے تمام مسائل پر سب سے جامع کتاب

کتاب الدُّعا

ابو عبدالرحمٰن جیلانی بن خضر عروسی

مترجم
الشیخ حافظ مُبشّر حُسین

ہرانسان کی زندگی میں کچھ لمحات اور واقعات ایسے درپیش ہوتے ہیں کہ وہ دنیاوی ذرائع اور وسائل کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو بے بس اور مجبورِ محض محسوس کرتا ہے۔ اس عالمِ بے ساختہ میں اس کے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھتے ہیں اور اُسکی زبان پر چند دعائیہ کلمات ادا ہوتے ہیں۔ اس صورت حال میں اپنے سے کسی بالاتر ہستی کو پکارنا، دعا اور مناجات کے زمرے میں شامل ہے۔ دنیا کے ہر مذہب میں دعا کا یہ تصور موجود رہا ہے مگر اسلام نے دعا کی حقیقت کو مستقل عبادت کا درجہ عطا کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود دعا ہی کو عبادت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید از آغاز تا اختتام مستقل دعاؤں سے عبارت ہے۔ سورۂ فاتحہ سے بہتر آداب اور دعا کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ اور آخری دو سورتوں (معوذتین) سے بہتر استعاذہ اور مدد کے لیے کیا اذکار ہوسکتے ہیں۔ المختصر اسلام سے بہتر حقیقتِ دعا کو کسی دوسرے مذہب نے پیش نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی نے اس کے آداب وضوابط اور کلمات عطا نہیں فرمائے۔ مگر افسوس کہ آج علم کے بازار میں دعا کے نام پر ایسے مشرکانہ اور جہل آمیز کلمات ملتے ہیں جن کی ادائیگی سے پریشانیاں دور ہونے اور مصیبتیں ٹلنے کی بجائے ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہی میں کچھ اور اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے دعا اور اس سے متعلقہ مسائل، آداب، ضوابط اور قبولیت وعدم قبولیت، دعا کے تمام مسائل سمٹ آئے ہیں۔ گویا دریا کو کوزے میں بند کردیا گیا ہے۔ دعا کے ساتھ منسوب غیر شرعی تصورات جن میں توسّل وغیرہ کو بہت گمراہ کن انداز میں پیش کیا جاتا ہے، ان کی علمی اور شرعی دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ مسنون دعا ایک بندۂ مومن کو عرشِ الٰہی کے قریب تر اور قبولیت و استجابت کے مقام پر فائز کردیتی ہے اور دعاؤں کا غیر مسنون طریق اسے شرک وبدعت کے تحت الثریٰ میں گرادیتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہمیں قبولیت دعا کا وہ خزانہ مل جائے گا جس سے زیادہ اس دنیا میں ہماری کوئی اور ضرورت نہیں ہے۔ آیئے اس کتاب کے مطالعے سے ہم استجابت کے خزانوں کو حاصل کریں اور ہر نوع کی پریشانیوں سے نجات حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اس علمی اور تحقیقی کاوش کو عامۃ الناس میں مقبول بنائے (آمین)

پروفیسر عبدالجبار شاکر

بیت الحکمت، لاہور (یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ)



صحیح بخاری شریف کے منتخب واقعات

آج کی دنیا میں مختلف موضوعات پر بے شمار کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ جن میں لا تعداد کتب نہایت دلچسپ داستانوں، قصہ گوئیوں، اقوال، نصیحت آموز واقعات اور کہانیوں پر مشتمل ہیں اور ان بے شمار موضوعات پر لکھی تحریروں کو ہمارے ہاں دینی ادبی لٹریچر میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ ان تحریروں سے جہاں ہماری مذہبی سچائی کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے وہیں یہ داستانیں واقعات اور اقوال ہماری دینی زندگیوں کا رخ متعین کرنے کا باعث بھی بنتے ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید اور اس کے بعد دنیا کی معتبر ترین کتاب الجامع الصحیح البخاری شریف میں موجود حق وصداقت پر مبنی دلچسپ واقعات بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ زیر نظر کتاب میں فضیلۃ الشیخ ابو یاسر نے بغیر تبصرہ کے قرآنی آیات اور صحیح بخاری شریف کے سینکڑوں واقعات کو سلیس اور عام فہم ترجمہ کے ساتھ درج کر دیا ہے۔ اور واقعات کو مضامین کے تحت لکھا ہے نیز ہر واقعہ کا حوالہ مکمل طور پر دیا گیا ہے۔

ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب جہاں عام مسلمانوں کے لیے مفید ہے وہاں خطباء اور واعظین بھی اس سے استفادہ کر کے عوام کی راہنمائی صحیح واقعات کی روشنی میں کرسکیں گے۔ صحیح بخاری شریف کے واقعات کے بعد عنقریب صحیح مسلم شریف کے ساتھ ساتھ ابو داؤد شریف، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی کی صحیح احادیث میں موجود واقعات کا مجموعہ بھی نعمانی کتب خانہ لاہور کی طرف سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

مجھے امید ہے کہ خطباء اور واعظین اپنے دروس اور نجی مجالس میں ان ایمان افروز واقعات کو بیان کرنے کے لیے اس منفرد کتاب کا مطالعہ ضرور فرمائیں گے۔

پروفیسر وسیم اکبر شیخ
شعبہ صحافت وابلاغیات گومل یونیورسٹی ڈی جی خان

SA19

حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
7321865

E-Mail: nomania2000@hotmail.com